



مظہرِ مخدومِ بھیکا آں سراجِ اولیاء
مرشدی مخدومِ ملّت پیرِ کامل رہنما



حیات مخدوم ملّت قدس سرہٗ العزیز

حسب فرمائش نبیرۂ مخدوم ملت، شبلئ وقت، نور المشائخ
حضرت علامہ الحاج الشاہ سیّد عبد الرب عرف چاند بابو مدظلہٗ النورانی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ فردوسیہ مخدومیہ سبحانیہ بلہری شریف

مصنف
حضرت مولانا محمد تفسیر القادری قیامی صاحب

ناشر
خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ فردوسیہ مخدومیہ سبحانیہ
بلہری شریف پورا بازار ضلع فیض آباد، یوپی۔ الہند

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

حیات مخدوم ملت

قدس سرہٗ العزیز

ولادت: ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۵ء　　وصال: ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء

حسب فرمائش

نبیرۂ مخدوم ملت، شبلیٔ وقت، نورالمشائخ

حضرت علامہ الحاج الشاہ سیّد عبدالرب عرف چاند بابو مدظلہٗ النورانی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ فردوسیہ مخدومیہ سبحانیہ بلہری شریف

مصنف

حضرت مولانا محمد تفسیر القادری قیامی صاحب

ناشر

خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ فردوسیہ مخدومیہ سبحانیہ

بلہری شریف پورا بازار ضلع فیض آباد، یوپی۔ الہند

نام کتاب: .... حیات مخدم ملت

مصنف: .... مولانا محمد تفسیر القادری قیامی صاحب قبلہ

پروف ریڈنگ: .... مولانا محمد عرفان رضا قادری سبحانی

کمپوزنگ وطباعت: .... مولانا افتخار احمد خان نظامی، بستی

صفحات: ۱۹۲

سن اشاعت: .... ۲۰۱۹ء / ۱۴۴۰ھ

تعداد: ۱۰۰۰

قیمت: ۱۰۰/روپئے

ملنے کے پتے

بلہری شریف، یوپی: خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ فردوسیہ مخدومیہ سبحانیہ بلہری شریف، پورا بازار ضلع فیض آباد، یوپی

سنت کبیر نگر، یوپی: دفتر فیض سبحانی کمیٹی مقام و پوسٹ گلریہا، مہنداول ضلع سنت کبیر نگر، یوپی

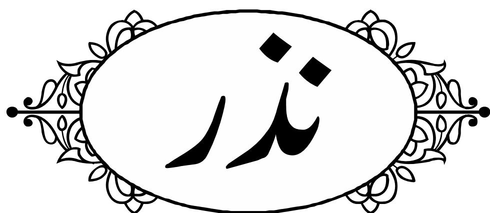
بستی، یوپی: (مولانا) محمد عرفان رضا، محلہ دکھن دروازہ پرانی بستی شہر بستی، یوپی

ممبئی، مہاراشٹر: دارالعلوم اہل سنّت غریب نواز، ترنبھے اسٹور، نیو ممبئی

سدھارتھ نگر، یوپی: ربانی بک ڈپو، بڑھنی روڈ اٹوا بازار ضلع سدھارتھ نگر، یوپی

گورکھپور، یوپی: جامعہ نصرت البنات (نسواں) چکشاہ حسین، حسین آباد، گورکھناتھ گورکھپور، یوپی

فہرست مضامین



نبیرۂ حضرت سید مخدوم قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی رضی اللہ عنہٗ

مجاہد ملت، شبلیٔ وقت، نور المشائخ حضرت علامہ الشاہ

سید عبد الرب عرف چاند بابو

دامت برکاتہم العالیہ والقدسیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ

قادریہ چشتیہ فردوسیہ مخدومیہ سبحانیہ بلہری شریف پورا بازار

ضلع فیض آباد اتر پردیش ہند کی بارگاہ میں بڑے

ادب واحترام کے ساتھ نذر پیش ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

شاہاں! چہ عجب گر بنوازند گدارا

خاک پا

محمد تفسیر القادری قیامی

سعادت نامہ

از نبیرۂ مخدوم ملت، پیر طریقت، رہبر راہ شریعت، شبلیٔ وقت، نور المشائخ حضرت علامہ الحاج الشاہ سیّد عبد الرّب عرف چاند بابو مدظلہ النورانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ فردوسیہ سبحانیہ بلہری شریف ضلع فیض آباد، یوپی۔ الہند

الحمدللہ! بہت خوشی کی بات ہے کہ میرے دادا مرشد کامل، قطب اودھ، سیدی حضور مخدوم ملت علامہ سید عبد السبحان علیہ الرحمہ کی حیات طیبہ پر جو کتاب منظر عام پر آ رہی ہے انشاءاللہ ۱۸/ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ کو عرس مخدومی وسبحانی کے حسین موقع پر ’’حیات مخدوم ملت‘‘ نامی کتاب کا رسم اجراء بھی ہونا ہے۔

یقیناً ایک علم والا ہی سمجھ سکتا ہے کہ کتاب کے لکھنے یا تیار کرنے میں کتنی دقتیں آتی ہیں اور کبھی کبھی دشوار کن مرحلوں سے بھی گزرنا پڑتا ہے اور وہ بھی کسی شخصیت پر قلم اٹھانا بہر حال ایک اہم کام ہے۔

علامہ محمد تفسیر القادری صاحب قبلہ قیّامی کو میں ہمیشہ از راہ محبت ماموں ہی کہتا رہا ہوں میرے دور سجادگی میں جو کچھ بھی اشاعتی کام ہوا اس کے روح رواں قیّامی ماموں ہی رہے۔ اور آج ان کی اس کاوش پر میں انہیں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ خانوادۂ بلہری شریف کے جملہ بزرگوں کا فیضان باران رحمت بن کرتا قیامت آپ پر جاری وساری رہے۔

اللہ رب العزت اپنے پیارے حبیب صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل آپ کو دین ودنیا میں شاد کام رکھے۔ آمین ثم آمین

دعا گو

سید عبد الرب مخدومی فردوسی

آستانہ عالیہ بلہری شریف فیض آباد

۱۸/جولائی ۲۰۱۹ء مطابق ۱۴/ذی قعدہ ۱۴۴۰ھ بروز جمعرات

مختصر حالات مصنف

نام ونسب: محمد تفسیر بن محمد یٰسین بن جان محمد بن مولانا حافظ کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ پیدائش: عربی وفارسی بورڈ کے امتحان کی مارکشیٹ کے اعتبار سے ۱۲ر اگست ۱۹۴۷ء تاریخ پیدائش ہے۔

مولد ومسکن: موضع املی ڈیہا پوسٹ مہنداول ضلع سنت کبیر نگر، یوپی

خاندانی پس منظر: جدامجد مولانا حافظ کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ کا علمی اثر گھر میں موجود تھا۔ آنکھ کھولتے ہی والدین کو دیندار ونمازی پایا اور ہوش سنبھالتے ہی دیکھا کہ اعزاء حصول علم میں کوشاں ہیں اور کچھ لوگ بکھرا بازار کالج میں روزانہ سائیکل سے پڑھنے آتے جاتے ہیں۔ اس لئے والدین کی تھوڑی سی کوشش کے بعد حصول علم کی طرف ذہن مبذول ہوگیا۔ اور قرآن پاک کی تعلیم کے لئے گاؤں کے میاں شکر اللہ مرحوم کے پاس بٹھادیا گیا جو اپنے کام میں مصروف رہنے کے باوجود آنے والے بچوں کو قرآن پاک پڑھاتے تھے۔

آبائی پیشہ: خاندانی پیشہ سلائی تھا۔ جدامجد مولانا حافظ کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر پہ ہاتھ سے سلائی کرتے تھے۔ اس وقت سلائی مشین نہیں تھی۔ اس طرح خاندانی پیشہ سلائی قرار پایا اور تاہنوز خاندان کے اکثر لوگ اسی پیشہ سے منسلک ہیں۔ وہ اپنے گھر بچوں کو فی سبیل اللہ بلا معاوضہ پڑھاتے بھی تھے۔ موضع تنہیواں، گلریہا، مینہا کھور، فردہاں اور مہنداول وغیرہ کے بہت سے بچے پڑھنے آتے تھے۔ آپ نے گلریہا کے عوام کے تعاون سے ایک مکتب قائم کیا، بنیاد ڈال کر اپنی سرپرستی میں اس کی تعمیر کروائی جو مدت دراز تک چلتا رہا۔ آج موجودہ وقت میں وہ ویران پڑا ہے کیوں کہ ایک دوسرا مدرسہ سبحانیہ غریب نواز نئے سرے سے کھولا گیا ہے جس میں قوم کے بچے دینی تعلیم حاصل کررہے ہیں۔

گلریہا کے قبرستان میں لب سڑک مدفون، نابینا حافظ جی، انہیں کے شاگرد تھے جو ساری زندگی گلریہا میں بچوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرتے رہے۔

تعلیم: قرآن شریف اور معمولی اردو کی تعلیم کے بعد مکتب اسلامیہ مہنداول جو بہت بعد میں فیض الاسلام کے نام سے منسوب ہوا میں درجہ پنجم تک دینی وعصری تعلیم حاصل کی۔ بعدہٗ والد کی رضا سے دارالعلوم تنویرالاسلام امرڈوبھا میں داخلہ لیا اور جب رجسٹر خارج داخل بنایا گیا تو سب سے پہلا نام اِنہیں کا لکھا گیا۔ یہاں عالمیت تک کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۶۵ء میں دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف میں داخلہ لیا۔ اور دو سال تک وہاں اکتساب علم وفیض کیا۔

فراغت: ۱۹ر نومبر ۱۹۶۷ء مطابق ۱۶ر شعبان المعظم ۱۳۸۷ھ کو دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف کا سالانہ جلسہ ہوا۔ اس میں سند و دستار فضیلت سے نوازا گیا۔ جس میں امام النحو حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے ختم بخاری شریف کا درس دیا اور اس جلسہ میں مندرجہ ذیل علماء ومشائخ بھی موجود رہے۔

(۱) شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضور مفتیٔ اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ

(۲) امام النحو حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

(۳) ماہر علم وفن حضرت علامہ مفتی محمد خلیل کاظمی برکاتی رحمۃ اللہ علیہ

(۴) مفتیٔ نانپارہ حضرت علامہ مفتی رجب علی نانپاروی رحمۃ اللہ علیہ

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے اکابرین اس جلسہ میں تشریف فرما تھے۔

اساتذہ: دارالعلوم تنویرالاسلام امرڈوبھا میں مندرجہ ذیل علماء سے علم حاصل کیا۔

(۱) فاضل علوم شرقیہ حضرت علامہ سخاوت علی خان رضوی بستوی رحمۃ اللہ علیہ

(۲) خطیب البراہین حضرت علامہ الشاہ صوفی محمد نظام الدین خان رضوی رحمۃ اللہ علیہ

(۳) عامل سنّت حضرت مولانا قاری محمد ظہور احمد صاحب مصطفوی مدظلہٗ العالی

دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف کے اساتذہ

(۱) رئیس الاتقیاء حضرت علامہ مبین الدین محدث امروہوی رحمۃ اللہ علیہ

(۲) صدر العلماء، شبیہ مفتیٔ اعظم حضرت علامہ تحسین رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

(۳) بقیۃ السلف حضرت علامہ مفتی محمد اعظم صاحب مدظلہٗ العالی

تعلیمی اسناد: مولوی، عالم، فاضل، منشی، منشی کامل عربی فارسی بورڈ اتر پردیش، فاضل درس نظامیہ۔

سند درس نظامیہ: دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف۔

اس کے علاوہ ایک خصوصی سند رئیس الاتقیاء محدث مبین الدین امروہوی رحمۃ اللہ علیہ نے امتیازی پوزیشن لانے کی وجہ سے خاص اپنی طرف سے عطا فرمائی اور صدر العلماء حضرت علامہ تحسین رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک خصوصی سند اپنے دستخط سے مزین فرما کر عطا کیا۔

شرف بیعت: قطب اودھ، مخدوم ملت، مظہر شاہ بھیکا ئے مکی حضرت سید عبد السبحان قادری فردوسی مخدومی قدس سرہٗ العزیز آستانہ عالیہ بلہری شریف ضلع فیض آباد سے وہیں آستانہ پر بیعت ہوئے۔ آپ قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا: ”میں آپ کو سلسلۂ قادریہ میں بیعت کرتا ہوں“

تدریسی خدمات

(۱) مدرسہ غوثیہ حبیب المدارس، سون برسا ضلع مہراج گنج، یوپی

غالباً ۱۲/ مارچ ۱۹۶۸ء مطابق ۱۱/ ذوالحجہ ۱۳۸۷ھ کو اپنے حقیقی دادا کے چھوٹے بھائی جونوتنواں سے پورب دوگھرا بازار میں مقیم ہو گئے تھے اُن سے ملنے کیلئے اپنے گھر سے چلے۔ اُس وقت روڈ ویز بسوں کا چلن کم تھا جس کی وجہ سے پورندر پور مہراج گنج پہنچتے پہنچتے شام ہوگئی لہٰذا وہیں اتر گئے اور دور کے ایک عزیز کو یاد کر کے قریب ہی موضع سون برسا چلے گئے اور رات کو وہیں مقیم رہے۔ وہاں کے مدرسہ غوثیہ حبیب المدارس کے ارباب حل وعقد کو جب ان کی بابت معلوم ہوا تو بلا اطلاع بعد نماز عشاء محفل میلاد کا پروگرام رکھ لیا۔ عین وقت پہ ایک صاحب ان کو بلا کر لے گئے اور انہوں نے میلاد پڑھی۔ صلوٰۃ وسلام اور دعا کے بعد

مدرسہ کے منیجر اصغر علی جو ’’سپاہی صاحب‘‘ کے نام سے مشہور تھے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ پولیس محکمہ میں سی، آئی، ڈی، رہ چکے ہیں۔ انہوں نے کھلے لفظوں میں تمہید کے بعد کہا کہ فی سبیل اللہ بلا تنخواہ چار مہینہ ہمارا مدرسہ چلا دیجئے۔ ان کو معلوم ہوا کہ یہاں کا صدر مدرس دیوبند کا تعلیم یافتہ ہے۔

جب اسے معلوم ہوا کہ ان سے لوگ تدریسی کام کے لئے گفتگو کر رہے ہیں اور معاملہ طے ہو جانے کے قریب ہے تو اس نے رات ہی میں چلم بھروائی اور چاندنی رات وحقہ کی قش کا لطف لیتے ہوئے اپنی گدڑی کندھے پر رکھ کر نصف کلومیٹر دور اپنے گاؤں ’پرسوہیا‘ چلا گیا۔

انہوں نے بلا شرط تدریسی کام کرنے کی منظوری دے دی اور دوسرے دن صبح سے فی سبیل اللہ بلا تنخواہ مدرسہ غوثیہ حبیب المدارس سون برسا پورندر پور ضلع مہراج گنج یوپی کے تدریسی کام میں لگ گئے۔ چار مہینے کے بعد چالیس یا پینتالیس روپیہ ماہانہ تنخواہ طے پائی۔ وہاں عوام اور بچوں میں علم دین کے حصول کی بنیادیں مضبوط کرتے رہے اور بفضلہٖ تعالیٰ مضبوط بنیادوں پر تعلیمی ترقی ہوئی اور کئی لوگ بعد میں عالم، فاضل، حافظ وقاری ہوئے۔ الحمدللہ! آج وہ گاؤں اہل سنّت و جماعت کا علاقائی مرکز ہے۔ ۲۶؍مارچ ۱۹۷۱ء کو وہاں سے آپ مستعفی ہو گئے۔

(۲) مدرسہ فیض الرسول، راج مندل خرد عرف برگدہی ضلع مہراج گنج، یوپی

اس مدرسہ میں ۲۷؍مارچ ۱۹۷۱ء سے تدریسی خدمات میں مصروف ہوئے۔ اور ۱۰؍ستمبر ۱۹۷۵ء تک یہاں آپ کا آب ودانہ رہا اور اپنے کام میں لگے رہے۔ بچوں میں علم دین کی لگن اور عوام میں مذہب اہل سنّت و جماعت کے استحکام کے لئے کوشش کرتے رہے۔ الحمدللہ! کوشش کامیاب ہوئی اور وہاں کے لوگوں میں علم دین کے حصول کا جذبہ بیدار ہو گیا۔ خشت اول مضبوط ہوتے ہی کئی بچے کتب فارسی اور ابتدائی عربی کی کتابیں پڑھنے میں لگ گئے۔ جو بعد میں عالم وفاضل ہوئے۔ یہاں اللہ عزوجل کے فضل سے کچھ

تعمیری کام بھی آپ کی ذات سے ہوا۔

اور ۱۰ ر ستمبر ۱۹۷۵ء کو آپ وہاں سے چلے آئے اور بذریعۂ ڈاک استعفاء نامہ بھیج دیا۔

(۳) مدرسہ اشرفیہ عزیز العلوم، تالہی سنگھ پور ضلع مہراج گنج، یوپی

آپ کی طبیعت خراب ہوئی۔ علالت نے طول کھینچا نتیجے میں تقریباً ڈھائی ماہ تک اپنے گھر پر رہ کر صاحب فراش رہے۔ علالت سے قدرے صحت یابی کے بعد امین مجذوبیت صوفی عظیم اللہ سبحانی ساکن تنہیواں آپ کے گھر پہونچے اور کہا کہ اب آپ اچھے ہو گئے ہیں تالہی گاؤں میں ایک مدرسہ ہے وہاں جا کر چار ماہ مدرسین کو پڑھانے کا طریقہ بتا دیجئے اور مدرسہ چلا دیجئے، آپ نے منظوری دے دی اور دو ایک ہی دنوں میں ۱۵ ر فروری ۱۹۷۶ء کو آپ کو وہاں پہونچا دیا گیا۔

آپ کو معلوم ہوا کہ زراعت کی بنیاد پر بڑا مضبوط گاؤں ہے اسی لئے ایک دیوبندی مولوی یہاں ۲۹ ر سال تک رہا مگر کسی کو اردو اور قرآن مجید پڑھنے سے آگے نہیں جانے دیا جب کہ کھیتی باڑی یا انگریزی تعلیم میں لگا دیتے تھے۔ آپ نے چند بچوں کو ابتدائی کتب فارسی کا آغاز کرا دیا۔ دلچسپی بڑھی تو بچوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو گیا۔ بعض تو انگریزی تعلیم چھوڑ کر علم دین سیکھنے آ گئے۔ چند ہی مہینے میں اچھی خاصی تعداد ہو گئی مگر خانگی ضروریات کی وجہ سے ۲۵ ر نومبر ۱۹۷۶ء کو آپ وہاں سے مستعفی ہو گئے۔

(۴) دار العلوم ستاریہ معین الاسلام لوہرسن بازار ضلع سنت کبیر نگر، یوپی

۲۷ ر نومبر ۱۹۷۶ء کو دار العلوم ستاریہ معین الاسلام لوہرسن میں آ گئے جو گھر سے تقریباً سات آٹھ کلومیٹر دور ہے۔ آپ کے آنے کے بعد ۱۸ ر اکتوبر ۱۹۷۸ء تک باضابطہ تعلیم ہدایۃ النحو تک پہونچ گئی اور بڑے انہماک سے کام کرنے کا آپ کو موقع بھی میسر آیا۔ یہاں بوڑھوں اور جوانوں نے بھرپور ساتھ دیا اور کھل کر مدرسے کو تعلیمی اعتبار سے ترقی دینے کے اسباب فراہم کرتے رہے۔

جمد اشاہی سے تدریس کے لئے دعوت ملنے پہ یہاں اراکین وعوام سے کہہ کر معذرت کرلی کہ جمد اشاہی میں بڑی کتابیں پڑھانے کے مواقع ہیں۔اور استعفاء لکھ کر دینے کے ساتھ ایک عالم دین کو اپنی جگہ بٹھا کر آپ رخصت ہو گئے۔

(۵) دارالعلوم علیمیہ جمد اشاہی ضلع بستی، یو پی

۲۸؍اکتوبر ۱۹۷۸ء سے دارالعلوم علیمیہ جمد اشاہی میں تدریسی کام میں مصروف ہو گئے۔دارالعلوم کے اول اور سابق کلرک ماسٹر عبداللطیف عزیزی مرحوم ُخدا ان کی قبر منور فرمائے ُ نے آپ سے کہا تھا ’’جمد اشاہی میں مدرس کی جگہ خالی ہے چلئے دیکھ لیجئے اور پسند آئے تو رہ جایئے گا ورنہ واپس آجایئے گا‘‘ دارالعلوم کے احاطہ میں قدم رکھنے سے پہلے ہی دارالعلوم کی قدیم نورانی مسجد کے مناروں پہ جب آپ کی نظر پڑی تو بے ساختہ زبان سے نکلا ’’یہ عظمت کے مینار ہیں‘‘ شہر کی گہما گہمی اور روڈ کی چیخ وپکار سے دور، کام کرنے کی جگہ، اور اراکین حوصلہ مند واولوالعزم نظر آئے۔

اب آپ نے یقین کرلیا کہ میری روزی یہیں آگئی ہے۔دوسرے دن سے چٹائی اور تپائی آپ نے سنبھال لی اور اپنے کام میں لگ گئے۔

اللہ رب العزت جل جلالہٗ نے آپ سے یہاں جو کام لینا چاہا وہ لیا۔الحمدللہ علیٰ ذالک۔

بنابریں آپ کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے ’’عمر کا بہتر اور بیشتر حصہ دارالعلوم علیمیہ جمد اشاہی کی خدمت میں گزرا اور اللہ تعالیٰ نے جو چاہا وہ کام لیا‘‘

ع جو جس کے لائق تھا، دیا

ابتدا میں اس وقت مقامی و بیرونی کل ۴۰-۳۵ طلبہ تھے۔اور شرح جامی تک تعلیم تھی۔جیسے جیسے پڑھنے اور پڑھانے کا ماحول بنتا گیا۔کوششیں رنگ لاتی گئیں۔تعلیم بڑھتی گئی اور طلبہ کا ازدحام ہوتا گیا۔پہلے جمد اشاہی سے دارالعلوم علیمیہ تھا اب دارالعلوم علیمیہ سے جمد اشاہی متعارف ہوگیا۔خلیفۂ اعلیٰ حضرت، مبلغ اسلام، شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی

رحمۃ اللہ علیہ کی دعائے سحری رنگ لائی اور ارکان کے خلوص وللّٰہیت نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ پھر دارالعلوم کی تعلیمی ترقی میں چار چاند لگ گئے۔ کچھ دنوں بعد دارالعلوم کو گورنمنٹ سے منظوری بھی مل گئی جس سے دارالعلوم اور تمام اساتذہ وملازمین مستفید ہوئے۔

گورنمنٹ کے قانون کے مطابق ۶۲ ؍سال کی عمر ہونے کے بعد 'سترلابھ' کے فائدے کے ساتھ ۳۰ ؍جون ۲۰۱۰ ء کو شعبۂ عالیہ سے ریٹائر ہوئے۔ اس سے پہلے جنوری ۲۰۱۰ ء ہی میں ارکان دارالعلوم نے میٹنگ کرکے آپ کے متعلق یہ فیصلہ لے لیا تھا کہ ریٹائر ہونے کے بعد بھی ان کو روکا جائے۔ دوسرے دن صبح کو دارالعلوم کے معتمد خاص حضرت مولانا امید علی صاحب صدیقی اور نائب صدر محمد نسیم سیٹھ نے یہ خوشخبری سنائی، آپ کو ریٹائر ہونے کے بعد بھی یہیں رہنا ہے کمیٹی نے یہی فیصلہ کیا ہے، برادر دینی سیٹھ وصی الدین بھائی نے اس موقع کی مناسبت سے آپ کے سامنے یہ بھی کہا تھا کہ ''تمام علماء اور طلباء کی قبروں کیلئے ہمارا باغ موجود ہے''۔

ریٹائر ہونے کے بعد بھی کچھ مہینے دارالعلوم علیمیہ نسواں کے اندر تدریسی کام میں لگے رہے۔ گھریلو اہم ضروریات کی وجہ سے ۲۲ ؍ستمبر ۲۰۱۱ ء کو مستعفی ہوکر اپنے گھر آ گئے۔

(۶) جامعہ رابعہ بصریہ، تنہیواں ضلع سنت کبیر نگر، یوپی

اپنے علاقے میں آپ کے متعلق بڑی تیزی سے یہ خبر پھیلی کہ یہ جمداشاہی سے استعفاء دے کر آ گئے ہیں۔ اسی بنیاد پر ۲۴ ؍ستمبر ۲۰۱۱ ء کو اپنے گاؤں کے قریب 'جامعہ رابعہ بصریہ' تنہیواں کے ارباب حل وعقد نے خلوص وللّٰہیت کی بنیاد پر مجبور کردیا۔ لہٰذا ۲۵ ؍ستمبر ۲۰۱۱ ء کو تین بچیوں سے جامعہ کی تعلیمی بسم اللہ خوانی آپ نے کرائی اور تادم تحریر اسی سے منسلک ہیں۔

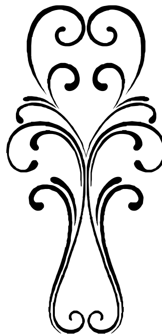
البتہ ماہ شوال المکرم ۱۴۳۹ھ سے بلا معاوضہ جامعہ رابعہ بصریہ میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ خوشی یہ ہے کہ سب سے پہلی تدریسی جگہ ''مدرسہ غوثیہ حبیب

المدارس'' سون برسا مہراج گنج میں چار مہینے تک فی سبیل اللہ، بلا تنخواہ اشاعت دین کرنے کی برکت بھی آپ کے حصے میں آئی۔ اور آخری عمر میں بھی اسی سعادت سے سرفراز ہو رہے ہیں۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنَ الْکِبْرِ وَالرِّیَاءِ بِحَبِیْبِہٖ عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

از

(مولانا) محمد عرفان رضا قیامی قادری سبحانی

دار العلوم اہلسنّت مصباح العلوم بہادر پور بازار ضلع بستی، یوپی



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہٖ الکریم

ابتدائیہ

اللہ رب العزت کے فضل وکرم اور اس کے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم وعنایت سے جب ایک صاحب روحانیت اور عامل وکامل مربی ورہنما کی شدت سے کمی محسوس ہوئی جب کہ اس کے پہلے ہی والدین کریمین علیہما الرحمہ کا سایۂ عاطفت سر سے اٹھ چکا تھا تو احساس یتیمی کا داغ مزید گہرا ہونے لگا اور نامرادیوں نے اپنے بال وپر نکالنے شروع کردئے اس وقت راقم نے یہ طے کرلیا کہ سلسلۂ قادریہ ہی کے کسی مرشد کامل کے دامن رحمت سے وابستہ ہونا ہے ''یہی نورٌ علیٰ نور'' ہوگا۔

وطن مالوف کے پڑوسی گاؤں ''تنہواں'' کے امین مجذوبیت حضرت صوفی عظیم اللہ میاں سے راقم عرض گزار ہوا کہ کوئی کامل پیرومرشد بتائیے؟ کہنے لگے:

ہمارے پیر کو دیکھ لیو (لیجئے) راقم نے عرض کیا موقع آئے تو بتائیے گا پیشتر سے دو راتوں میں دو بجے تک اور تیسری رات پوری شب کا جگا ہوا اس طرح کہ کسی روز بھی دن میں آرام کرنے کا مطلقاً وقت نہ ملا تھا۔ تھکا ماندہ غریب خانہ پہ حاضر ہوا اور نماز مغرب ادا کر کے سو گیا۔ ارادہ یہ تھا کہ انشاء اللہ دس بجے شب میں بیدار ہوکر اطمینان سے کھانا کھائیں گے پھر نماز عشاء ادا کریں گے۔ اس وقت نیند کی حالت میں جو کچھ بھی پیش آیا وہ بالکل واضح تھا بلکہ چشم سر سے دیکھے جانے سے بھی قوی تر اور مؤثر تھا۔ سالہا سال گزر جانے کے باوجود آج بھی چشم تصور میں عنایتوں اور رحمتوں کا دریا موجزن نظر آتا ہے۔

خواب دیکھا کہ راقم اپنے گھر سو رہا ہے اور دو بزرگ آئے ہیں۔ کمرے میں پہلے داخل ہونے والے بزرگ اس طرح سامنے ہیں۔ شیروانی، پائجامہ، سر پہ دوپلیہ سفید پھول دار ٹوپی، چہرہ روشن، داڑھی کے بال خوب سفید اور چمکدار، ہاتھ میں ہری تازی شاخ کا عصا

اور پیروں میں سلیم شاہی جوتے، آپ نے راقم کو بیدار کرتے ہوئے حکم دیا، اٹھ کر بیٹھو'' راقم بیٹھ گیا'' اور اسی چارپائی پہ قبلہ رخ آپ بھی بیٹھ گئے۔فرمایا'' مرید ہو جاؤ'' راقم نے بلاتردد اپنے ہاتھ آگے بڑھادئے جیسے کسی قوت جاذبہ نے ایسا کرنے پر مجبور کردیا ہو۔ پھر ایک ہادی، رہنما، ایک مرشد کامل مرید کرتے وقت اپنے مخاطب سے جو کچھ بھی کہلواتا ہے وہ سب راقم سے کہلوایا اور سلسلۂ عالیہ قادریہ میں بیعت کرلیا۔آپ کا آخری جملہ یہ تھا'' وہابیوں، دیوبندیوں، چکڑالویوں'' اسی لفظ پہ راقم کو بیدار کردیا گیا۔ غصے اور افسوس کا ملا جلا احساس بیدار ہوتے ہی خود بخود زبان پہ یہ جملہ اس طرح جاری ہو گیا'' کی مجلسوں میں نہیں جاؤں گا'' خواب میں تشریف لانے والے دوسرے بزرگ پڑوسی گاؤں تنہواں کے امین محبذوبیت حضرت صوفی عظیم اللہ میاں سبحانی تھے جو یقیناً یہی بتانے اور دکھانے آئے تھے کہ ہمارے پیر کو دیکھ لیو (لیجئے) یہ پہلا موقع تھا کہ راقم کو صاحب سجادہ کی زیارت نصیب ہوئی۔

۱۷، ۱۸، ۱۹ / ذوالحجہ کی تاریخوں میں خانقاہ عالیہ مخدومیہ فردوسیہ بلہری شریف پورا بازار ضلع فیض آباد یوپی کا عرس ہوتا ہے۔قرینہ بتاتا ہے کہ ۱۸ / ذوالحجہ شریف کو قدوۃ السالکین حضرت مخدوم سید قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی حسنی حسینی رضی اللہ عنہٗ کے وصال شریف کی اصل تاریخ ہے۔مذکورہ تاریخیں قریب آتے ہی میاں صوفی عظیم اللہ نے آدمی بھیج کر ضلع مہراج گنج سے راقم کو بلوایا اور اپنے ساتھ لے کر بلہری شریف حاضر ہو گئے۔ ۱۹۷۴ء میں راقم کی یہ حاضری پہلی بار ہوئی۔

چوں کہ سخت سردیوں کا موسم تھا اس لئے میرے ساتھ ایک بیگ تھا اور ایک ہلکے سے لحاف کا بنڈل بھی تھا۔صاحب سجادہ اپنے دولت سرا کے دالان میں پورب پچھّم کی بچھی ہوئی چارپائی پہ سرہانے کی طرف تشریف فرما تھے۔ٹھیک ان کے سامنے دالان کے باہر صحن میں ۶ / عدد تختوں کو یکجا کرکے سلیقے سے لگادیا گیا تھا۔ایسا لگتا تھا کہ انہیں تختوں پر عرس کی تمام تقریبات منعقد کی جائیں گی۔

صوفی عظیم اللہ میاں آگے بڑھ گئے اور انہوں نے صاحب سجادہ کی قدم بوسی ودست

بوسی کی البتہ آں حضور کے چہرۂ زیبا پہ راقم کی نظر پڑتے ہی صاحب سجادہ کی شکل میں تقریباً ۴/ماہ پیشتر کے خواب کی تعبیر آنکھوں کے سامنے تھی۔اپنا سامان تخت پہ رکھ کر خواب کی حقیقتیں اور تعبیرات کے جزئیات کو ڈھونڈ کر نتیجہ مرتب کر رہا تھا۔شکل وشباہت اور لباس سب کچھ جو خواب میں دیکھا تھا وہ سب سامنے تھا۔حد یہ کہ لباس کا رنگ ہلکے رنگ کی شیروانی،ٹوپی، جوتے سب وہی تھے۔البتہ صرف ایک بڑا فرق نظر آیا وہ یہ کہ خواب میں ہری تازی شاخ کا عصا تھا اور یہاں کچھ گہرے بادامی کلر کا مارکیٹ میں دستیاب عصا تھا۔ اس واضح فرق کو اللہ جل جلالہٗ ورسولہٗ صلی اللہ علیہ وسلم واولیاءؒ رضی اللہ عنہم ہی بہتر جانیں۔

اسی لمحے دالان والے لکڑی کے داسا میں مٹی کے تیل سے جلنے والا گیس یا پٹرومیکس پیال کی رسی سے بندھا ہوا لٹک کر جل رہا تھا۔اچانک بھبک اٹھا اور پیال کی رسی سے شعلے اٹھنے لگے۔صاحب سجادہ کی نظر اٹھی اور اسی پر جم کر رہ گئی۔ پیال کی رسی جل کر بجھ گئی پھر اس رسی میں آگ کی چنگاریاں دوڑنے لگیں جو جلنے کے بعد کالے حصے کو سفید راکھ بنانے کی علامت ہے وہ چنگاریاں بھی ختم ہوگئیں۔ادھر لاؤڈ اسپیکر سے مسلسل اعلان ہو رہا ہے:

''گیس والے کہاں ہیں جلدی آؤ گیس بھبک کر جل رہا ہے'' جب تک وہ آئے راکھ کی رسی میں وہ اسی طرح لٹکا رہا اور صاحب سجادہ کی نظر کرامت اثر اسی پہ جمی رہی۔ گردنیں پھلانگتا دوڑتا جیسے ہی گیس والا آیا اور اس نے اپنا ہاتھ نیچے کی طرف کیا فوراً گیس پکے آم کی طرح اس کے ہاتھوں پہ آپڑا اور وہ لے کر چلا گیا۔اب تک صاحب سجادہ کی نگاہ اسی پر تھی اور راقم صاحب سجادہ اور سینکڑوں کے مجمع میں ان کی کھلی ہوئی اس کرامت کو اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اور اپنے خواب کے ہر پہلو کو بنظر عمیق مشاہدہ بھی کر رہا تھا۔اب صاحب سجادہ نے کسی کو حکم دیا ''تخت کے پاس ایک مولانا کھڑے ہیں نئے آئے ہیں ان کو لے آؤ'' راقم نے اب حاضری دی اور سلام ودست بوسی سے مشرف ہوا۔

عشق اول در دل معشوق پیدا می شود

تا نہ سوزد شمع کے پروانہ شیدا می شود

اس شب میں معمول کے مطابق نور ونکہت سے معمور عرس کی تقریبات میں راقم بھی شریک رہا۔دوسرے دن نماز چاشت کے وقت جب صاحب سجادہ اسی چارپائی پر اسی ہیئت ولباس میں جلوہ گر ہوئے تو حضرت صوفی عظیم اللہ میاں نے ان سے راقم کی حاضری کا مقصد بیان کیا اور حضوری میں راقم کو پیش کیا۔فرمایا" آیئے ہم آپ کو سلسلۂ قادریہ میں بیعت کرتے ہیں"بعدہٗ بیعت کر کے راقم کو تاج غلامی سے سرفراز فرمایا اور وہی تمام الفاظ اور جملے کہلوائے جو خواب میں کہے گئے تھے یہاں تک کہ وہابیوں، دیوبندیوں اور چکڑالویوں "کی مجلسوں میں نہیں جاؤں گا"پھر دعا فرمائی اور آتش کا یہ شعر پڑھا ؎

غبار راہ بن کر چشم مردم میں محل پایا
نہال خاکساری کو لگا کر میں نے پھل پایا

اس موقع پر اس شعر کے پڑھنے کا مقصد آج بھی راقم کی فہم سے بالاتر ہے البتہ اس بات کی طرف تبادر ذہنی ضرور ہوتا ہے کہ اے میرے مرید سلسلۂ قادریہ میں داخل ہونے والے تم غبار راہ بن کر زندگی گزاروگے جو کچھ حاصل ہوسکتا ہے اور عاجزی وفروتنی کا اظہار کرتے رہوگے تو اس کے ثمر شیریں سے تم ضرور شادکام ہوسکتے ہو یعنی غبار راہ بنے بغیر مقصد کا حصول ناممکن ہے اور خاکساری وفروتنی کے بغیر ثمر شیریں کی تمنا لاحاصل ہے۔

اس مجلس فیض ورحمت میں مولانا ماہر القادری گونڈوی مرحوم بھی موجود تھے صاحب سجادہ نے ان سے فرمایا" مولانا! نہال کے معنیٰ؟" مولانا موصوف خاموش رہے۔خود فرمایا 'درخت' پھر کافی دیر تک اس مجلس نور کی رعنائیاں اپنے جلوے بکھیرتی رہیں جس سے وادئ قلوب کے خشک پودے سرسبز وشاداب ہوتے رہے اور حاضرین کے مشام جاں میں عطر بیزی ہوتی رہی۔

مذکورالصدر صاحب سجادہ وہ ہیں جن کا نام سید عبد السبحان ہے اور القاب قطب عالم، قطب اودھ، مظہر مخدوم شاہ بھیکا مکی، نبیرۂ مخدوم شہ ختن بھیکائے مکی اور مخدوم ملت ہے۔ سلاسل اربعہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ میں مجاز بیعت ہیں اور قادری چشتی فردوسی

مخدومی کہے جاتے ہیں۔ مسلک میں حنفی سنی صحیح العقیدہ ماتریدی ہیں۔ مجدد مائۃ ماضیہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ عنہٗ کے مرتب کردہ اصول وفروع کو اپنا دستور العمل بنایا اور اپنے نانا جان منبع فیوض وبرکات مصدر حقیقت ومعرفت رحمت عالمیاں، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ ناز میں بلا واسطہ حضوری حاصل تھی۔ ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۵؍جمادی الآخرہ ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۴؍جون ۱۹۷۶ء بروز دوشنبہ مبارکہ بوقت ۶؍بجکر ۲۵؍منٹ پر بعد نماز عصر وصال فرمایا اور خانقاہ بلہری شریف کے احاطے کے اندر اپنے جد امجد قدوۃ السالکین حضرت مخدوم سید قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی رضی اللہ عنہٗ کے قریب محو استراحت ہیں۔ قدس سرہٗ العزیز

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز موضع تنہواں میں الحاج محمد رفیق کے مکان پہ تشریف فرماتھے۔ راقم السطور آپ قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں پہونچ کر قدم بوس ہوا۔ ساتھ میں راقم کے ہم درس مولانا معظم علی قادری بھی تھے۔ ان کے ایک بچے کو ام الصبیان ہوگیا تھا۔ آپ قدس سرہٗ العزیز نے دوا بتائی جسے استعمال کرتے ہی بچے کو شفائے کلی حاصل ہوگئی۔ اس کا تفصیلی ذکر حیات مخدوم ملت میں ''اپنے موقع پر'' موجود ہے راقم کی یہ دوسری ملاقات تھی۔

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز بلوا مصر نزد قصبہ لہرسن ضلع سنت کبیر نگر یوپی میں محبوب علی انصاری کے یہاں تشریف فرماتھے اور صاحب خانہ سے محو گفتگو تھے۔ ایک عورت آپ قدس سرہٗ العزیز کے داہنے فرش زمین پر بیٹھی ہوئی تھی۔ کبھی کبھی رخ پھیر کر آپ قدس سرہٗ العزیز اس عورت کی طرف ایک اچٹتی نظر سے دیکھ لیتے پھر محو گفتگو ہوجاتے۔ تقریباً دس منٹ میں چار پانچ بار اس کی طرف توجہ فرمائی اس کے بعد حکم دیا 'اب جاؤ' وہ چلی گئی۔

کچھ دیر بعد راقم نے محبوب علی سے پوچھا 'اس عورت کا کیا معاملہ تھا' کہنے لگے 'سخت آسیبی بلاؤں اور دیگر بیماریوں میں مبتلا تھی پیر صاحب نے بلوا کر بیٹھایا تھوڑی دیر کے بعد فرمایا اب جاؤ' تب سے ایک دم ٹھیک ہے۔ راقم نے پوچھا تیل پانی اگربتی لوبان تعویذ کچھ

بھی نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کچھ بھی نہیں! آپ کے سامنے کا معاملہ ہے۔ راقم کی زبان سے بے ساختہ نکل پڑا ''سبحان اللہ!''

وہ جمعہ کا مبارک دن تھا آپ قدس سرہٗ العزیز کا سامان بلوا مصر سے کسی دوسرے گاؤں جا چکا تھا آپ قدس سرہٗ العزیز بھی تیار ہو کر لوگوں کی خواہش پہ الوداعی سلام کیلئے ایک کرسی پہ تشریف فرما تھے۔ اذان جمعہ سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے کی بات ہے۔ کسی کے اندر آپ قدس سرہٗ العزیز سے یہ کہنے کی جرأت و ہمت نہیں تھی کہ: حضور! جمعہ کی نماز یہیں ادا فرمائیں!

دوست محمد انصاری اور مقبول احمد عرف مکٹو آپ قدس سرہٗ العزیز کے مریدوں نے آپ کو روکنے کیلئے اچانک آپ قدس سرہٗ العزیز کا ایک ایک پاؤں پکڑا اور گلے سے لگا لیا۔ اس کے بعد سینے اور پیٹ کے بل زمین پر گر گئے۔ پیر پکڑے ہوئے بڑی تیز آواز میں بولے 'کون ہمارے سرکار کو یہاں سے لے جائے گا' اور چیخیں مار کر بے تحاشہ رو پڑے۔ اس کیفیت میں دو سے تین منٹ گزرے ہوں گے کہ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے دو فرد کو زیادہ دیر تک روتا بلکتا نہ دیکھ سکے۔ آپ قدس سرہٗ العزیز کے چہرے پر رحمت و نور کے پھوارے پھوٹ پڑے۔ اپنا دست شفقت ان کے سروں پر رکھا اور فرمایا ''بس کرو، اب نہیں جائیں گے'' راقم نے محبوب علی کی طرف دیکھا اب ان کی ہمت بندھی اور عرض گزار ہوئے ''حضور! یہیں جمعہ کی نماز ادا کریں۔''

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے راقم کو مخاطب کر کے فرمایا ''مولانا! ان کی مسجد سے بو اٹھ رہی ہے کیسے نماز پڑھی جائے'' راقم نے عرض کیا حضور! آپ یہیں نماز جمعہ ادا کریں آپ کا حکم ہو تو گاؤں والے مسجد کی نئی تعمیر کریں گے! کیوں محبوب علی؟ ان کی زبان سے بے ساختہ نکلا 'جی ہاں!' حقیقت یہ تھی کہ مٹی کی دیواریں تھیں مرور ایام اور نمی نے جگہ جگہ سے مٹی کرید کرید کر گرا دیا تھا اور دیوار میں دراڑیں پڑ رہی تھیں۔ فرش اور دیوار کی مٹی سے سڑاند کی بو پھیل رہی تھی اور مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز جیسے نظیف الطبع، نازک مزاج، تعلقہ دار کیلئے

بہر حال کافی دشواری تھی۔

اب راقم السطور نے آپ قدس سرہٗ العزیز کا سامان واپس منگوالیا۔ جمعہ کی اذان ہوئی۔ چند منٹ راقم نے تعمیر مسجد کی فضیلت پہ گفتگو کی اور تمام نمازیوں کو خصوصاً مسجد کے ہر چہار سمت جن کی بھی زمینیں تھیں سب کو رکنے کیلئے کہا۔ بعد نماز جمعہ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی رضا سے ہر چہار سمت جتنا کچھ اضافہ ہوسکتا تھا پھاوڑے اور رسی سے نشانات لگادئے گئے بلکہ آپ قدس سرہٗ العزیز کے ہاتھوں سے پہلا پھاوڑا مارنے کی برکت وسعادت لوگوں نے حاصل کی اور راقم نے چند بار پھاوڑا مار کر نشان واضح کر دیا اور اب پھاوڑا گاؤں والوں کو دے دیا گیا۔

آج بلوامصر کی موجودہ مسجد انہیں حدود اربعہ پر قائم ہے جو مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی منشا کے مطابق متعین کر دئے گئے تھے۔ اس کی تعمیر جدید رہتی دنیا تک کیلئے مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی یادوں کا علمبردار بن گئی ہے۔ یہاں مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی زیارت سے راقم تیسری بار فیضیاب ہوا۔ **فالحمد للہ علیٰ ذالك**۔

۱۹۷۵ء کے اواخر میں راقم السطور کی طبیعت ایسی خراب ہوئی کہ تقریباً ڈھائی ماہ بستر علالت پہ رہ گیا۔ اسی درمیان مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کو اپنی پریشانیوں پر مشتمل بذریعۂ ڈاک جوابی لفافہ میں ایک عریضہ ارسال کیا گیا۔ آپ قدس سرہٗ العزیز نے جواب میں تحریر فرمایا ''آستانہ آجاؤ'' انشاء اللہ ساری پریشانیاں دور ہوجائیں گی' ادب واحترام سے راقم نے حضرت کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر کو اہلیہ کے سپرد کیا اور کہہ دیا کہ 'حفاظت سے رکھیں یہ پیرومرشد کا نوازش نامہ ہے۔ مرور ایام کے ساتھ حضرت مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی توجہ اور دعائیں رنگ لائیں اور پریشانیاں آہستہ آہستہ ختم ہوتی گئیں۔

۱۹۷۸ء میں تدریسی خدمات کیلئے دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی حاضر ہوا تو اس کے تقریباً دس بارہ سالوں کے بعد مولانا عبدالسمیع سبحانی پھلواپوری نے بانسی شہر میں مہریں بنانے اور جلد سازی کا کام شروع کیا۔ اتفاق سے 'علیمی لائبریری' کی کتابیں جلد سازی کیلئے

راقم نے ان کے یہاں پہونچائیں۔ان کی دوکان میں پرانی کتابوں کا ڈھیر دیکھ کر راقم نے پوچھا یہ کیا ہے؟ بتایا کہ آستانہ بلہری شریف حاضری کیلئے گیا تھا۔وہاں سے جلد سازی کیلئے یہ کتابیں لایا ہوں اور چھوٹے بڑے کاغذات کا ایک بنڈل راقم کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا کہ کتابوں میں سے یہ کاغذات نکلے ہیں۔راقم نے دیکھا اسی بنڈل میں ”راقم کے نام کا وہ نوازش نامہ بھی تھا جو گھر پہ محفوظ کیا گیا تھا“ اسے دیکھ کر راقم حیرت واستعجاب میں ڈوب گیا۔۔کہ ”کہاں رکھا گیا! کہاں پہونچا! کہاں ملا!“ راقم کے غریب خانہ اور آستانہ بلہری شریف کے درمیان تقریباً ۱۳۵ رکلومیٹر کا فاصلہ ہے اور آستانہ بلہری شریف سے بانسی شہر کم وبیش اتنے ہی فاصلے پر ہے۔لفافہ کیسے بلہری شریف پہنچا؟ کون لے گیا؟ اور کس نے کتاب میں محفوظ کیا؟ کوئی ظاہری امکانی صورت نہیں ہے۔راقم کو مکتوب کا صرف نصف اول ہی ملا۔نصف آخر غائب ہے۔

راقم نے اسے تبرک کے طور پر آج بھی محفوظ رکھا ہے البتہ اس تحریر کا فوٹو شامل کتاب ہے۔یہ سب مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کا تصرف ہے۔

جب غریب خانہ پہ اس کی تعظیم نہ ہوسکی تو اپنی قوت باطنی سے وہ عنایت نامہ آستانے پہ منگوالیا اور پھر اس ذریعہ سے راقم کو عنایت فرمادیا۔

موضع املی ڈیہا مہنداول ضلع سنت کبیر نگر میں راقم السطور کے غریب خانے پہ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی تشریف آوری کا صرف ایک بار اتفاق ہوا۔اور ایک ہی شب قیام بھی رہا۔پورا مسلم گھرانا جوان، بوڑھے، بچے، مردوعورت، خردوکلاں سبھی آپ قدس سرہٗ العزیز کے دست حق پرست پر بیعت ہوگئے۔اس کے بعد آپ قدس سرہٗ العزیز نے بیعت کی فضیلت بیان فرمائی اور بزرگان دین کے حالات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں مجرد ہونے کے باوجود اٹھارہ سال ہوگئے ہیں اس کو ”یہاں اپنی طرف اشارہ کیا“ احتلام سے محفوظ رکھا ہے۔

راقم کے دیکھنے میں صحت بہت اچھی بلکہ قابل رشک تھی۔یہ نعمت، فضل الٰہی کے سوا

کیا ہوسکتا ہے۔ یہ سچ ہے' اولیاء محفوظ ہوتے ہیں اور انبیاء و مرسلین معصوم ہوتے ہیں۔'

اس کے تقریباً تین سال کے بعد وصال ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ قدس سرہٗ العزیز کی محفوظ زندگی کا وقت ۱۲ رسال ہے اور اس کے کتنے قبل ہی سے شیطانی داؤں پیچ سے محفوظ تھے۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ مگر متعدد بزرگان دین آپ قدس سرہٗ العزیز کے بارے میں یہ شہادت دے چکے ہیں کہ ''آپ کے سر پر بچپن ہی سے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے'' الحمد للہ حمداً کثیراً۔

امین مجذوبیت صوفی عظیم اللہ میاں رحمۃ اللہ علیہ نے راقم سے بیان کیا کہ آستانہ بلہری شریف اور سید مخدوم قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے خانوادے کی عظمتوں سے کم لوگ واقف ہیں حالاں کہ اس خاندان کے اندر ہر دوسرے پشت میں ایک پیدائشی ولی ضرور ہوتا ہے اور کبھی ولایت کا یہ سلسلہ خاندان میں بلا فصل بھی ہوتا ہے۔

صوفی عظیم اللہ میاں نے اپنے لب و لہجے میں راقم کو بڑی تفصیل سے بتایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک فقیر مسافر شیر پر سوار ہاتھ میں سانپ کا کوڑا لئے ہوئے خانقاہ پہ آیا۔ اس وقت ولایت کی امانت گھر کی مالکن سیدہ کے ہاتھوں میں تھی۔ فقیر نے پہونچتے ہی غلام کے ذریعہ اندر اطلاع بھجوائی کہ اپنی آقا سے پوچھ کر بتاؤ کہ ''اپنی سواری کہاں باندھوں اور اپنا کوڑا کہاں لٹکاؤں'' اندر سے غلام نے سیدہ کا جواب آکر سنایا ''گایوں کے ایک کھونٹے میں اپنی سواری باندھ دو اور اپنے سونے کی جگہ سرہانے کی دیوار کی کھونٹی پر اپنا کوڑا لٹکا دو۔''

شام کے کھانے کا وقت ہوا تو غلام نے کھانا لاکر فقیر کے سامنے رکھا فقیر بول پڑا ''میں اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک میرے پانچ سو ہمراہیوں کو کھانا نہ کھلا دیا جائے'' غلام نے اندر جا کر سیدہ کو یہ خبر سنائی تو سیدہ عارفہ نے جواب بھجوایا کہ ''تمہارے تمام ہمراہیوں کو تم سے پہلے ہی کھانا کھلایا جا چکا ہے تم کیسے فقیر ہو کہ شیر کی سواری اور سانپ کا

کوڑا لئے دنیا میں پھرتے ہو اور آفت میں گھرتے جا رہے ہو لیکن تمہیں اپنے ہمراہیوں کے بارے میں اتنی بھی خبر نہیں؟'' یہ سن کر فقیر نادم ہوا اور کھانا کھایا۔

شام کے وقت خانقاہ کی گائیں چرائی کر کے واپس آئیں اور اپنے کھونٹے میں شیر کو بندھا ہوا دیکھ کر پہلے کان اور دُم کھڑے کئے اور کچھ آوازیں نکالیں اس کے بعد ان گایوں نے مشترکہ طور پر ہر چہار جانب سے اس شیر پر حملہ بول دیا اور اپنی اپنی سینگوں سے اتنی ٹھوکریں ماریں کہ شیر بلبلا اٹھا یہ آواز سن کر ان کا مالک گھبرا گیا اور غلام کے ذریعہ سیدہ عارفہ مالکن کے پاس اندر پیغام بھیجوایا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔ اسے جواب ملا کہ'' گایوں کے کھونٹے سے اس کی رسی کھولو اور دالان کے پایے میں لاکر باندھو اور سو جاؤ'' انہیں مجبوراً ایسا ہی کرنا پڑا۔

صبح کو رخصت ہوتے وقت وہ فقیر غلام کے ذریعہ معافی کا طلبگار ہوا اور آئندہ اس حالت میں سفر نہ کرنے کا اور شہرت کی آفت سے بچنے کا وعدہ کر کے چلا گیا۔ وہ فقیر آزمائش کیلئے آیا تھا مگر خود ہی آزمائش میں مبتلا ہو گیا ؎

شد غلامے کہ آب جو آرد
آب جو آمد و غلام ببرد
دام ہر بار ماہی آوردے
ماہی ایں بار رفت و دام ببرد

اور یہ حقیقت تھی کہ پانچ سو موکلین کی جماعت ہمیشہ اس فقیر کے ہمراہ رہتی تھی۔ ان کا کھانا کیا تھا؟ ایک پلیٹ میں کھانا نکال کر ان سب کو نذر کر دیا گیا تھا اور بس!

راقم نے دیکھا کہ سخت سردیوں کے دن ہیں ایک شخص کھلتا ہوا سانولہ رنگ، متوسط قد وقامت، صحت مند، بھرے بھرے بازو، چوڑی پیشانی، بڑی بڑی سرخ ڈوروں والی خمار آلود آنکھیں صرف تہبند باندھے بڑے سکون سے خانقاہ شریف کے اردگرد ٹہل رہا ہے نہ وہ کسی سے ہم کلام ہوتا ہے نہ کہیں سکون سے بیٹھتا ہے البتہ اس کی ہر ہر ادا سے جذب و بے

خودی اور بے اعتنائی ٹپک رہی ہے پھر وہ راقم کی نظروں سے اوجھل ہو گیا اور رات گئے تک کہیں نظر نہیں آیا۔

اس دن عرس کا خاص پروگرام رات کا جلسۂ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ختم ہونے کے بعد خانقاہ کی اولیاء مسجد میں راقم السطور داخل ہوا اس کے بعد ایک عالم دین اور ان کے ساتھ ایک دوسرے صاحب جو متشرع تھے مسجد میں پہونچے راقم نے اسی مجذوب کو دیکھا کہ مسجد کی ڈیڑھ فٹ چوڑی ٹاٹ کی پٹی پر مسجد کے اندر لیٹا ہوا ہے اور اپنے پیروں کی سمت سے ٹاٹ کو الٹ کر اوڑھ لیا ہے ڈیڑھ فٹ کی چوڑی ٹاٹ کی پٹی سخت سردیوں میں اوڑھنے اور بچھانے کا کام دے اور سردیوں سے محفوظ بھی رکھے یہ محال عادی ہے لیکن وہ مجذوب مزار مخدوم سید قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی رضی اللہ عنہ یعنی دکھن کی سمت سرہانا کیے ہوئے پشت کے بل لیٹ کر پاؤں سمیٹ رکھا ہے اور دونوں کھڑے کئے ہوئے گھنٹوں پہ ٹاٹ کی پٹی ڈال رکھا ہے جس کی وجہ سے دونوں سمت سے اس کے پہلو، سینہ اور پیٹ دکھائی دے رہے ہیں۔

عالم دین نے سونے والے کو ڈانٹا قبلہ کی طرف پاؤں کر کے کون لیٹا ہے اٹھو! سونے والے نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اب عالم دین کے ساتھ والے نے بڑی زوردار آواز میں جگانے کی کوشش کی ’اے! قبلہ کی طرف پاؤں کئے کون سویا ہے؟ کیوں نہیں اٹھتا‘ یہ جملہ ادا کرتے ہوئے ٹاٹ کو ہاتھ سے پکڑ کر ہلا ڈالا۔

اب سونے والے نے چہرے سے ٹاٹ کی پٹی ہٹائی اور تیز نگاہوں سے گھورتے ہوئے گرجدار آواز میں کہا کیا ہے؟ ’تم اپنا کام کرو‘ یہ آواز اتنی تیز اور رعب دار تھی کہ مسجد کے باہر والوں نے بھی ضرور سنی ہوگی ’’کیا ہے؟ تم اپنا کام کرو‘ کے بعد مسجد میں سناٹا چھا گیا اور راقم کو یہ محسوس ہوا کہ دونوں صاحبان مرعوب ہو کر خاموش ہو گئے ہیں جیسے انہیں سانپ سونگھ گیا ہو البتہ وہ دونوں مسجد ہی میں اپنے لئے لیٹنے کا سامان درست کرنے میں مصروف ہو گئے شاید دور دراز سے آنے کی وجہ سے یا رات کا وقت ہونے کی وجہ سے ان دونوں کو صحیح سمت کا

علم نہیں تھا۔

بزرگان خانقاہ عالیہ قادریہ فردوسیہ مخدومیہ بلہری شریف ضلع فیض آباد اترپردیش ہند کے جداعلیٰ قدوۃ السالکین مخدوم اودھ حضرت سید قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی رضی اللہ عنہٗ حسب ونسب کے اعتبار سے نجیب الطرفین سید ہیں اس عالی قدر وجاہ خانوادہ کی نجابت وسیادت اور شرافت ضرب المثل ہے اس علاقے میں جب کوئی اپنے قول وفعل سے کسی طرح اپنا بڑا پن ظاہر کرنا چاہتا ہے اور "اپنے منہ میاں مٹھو بننے" کی کوشش کرتا ہے تو لوگ اسے آئینہ دکھاتے ہیں اور طنز کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کیا تم بلہری شریف کے سید بابا ہو گئے ہو!

اس خاندان آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں متعدد بزرگوں سے چند امور میں بارہ کی عدد سے مطابقت پائی گئی ہے۔ اس یگانگت اور یکسانیت کی تہہ تک رسائی ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ صاحبان اسرار خداوندی ہی اس راز نہاں کی حقیقت بیان کر سکتے ہیں جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎

قدر جوہر شاہ داند یا بداند جوہری
قدر گل بلبل بداند قدر پیغمبر ولی

مندرجہ ذیل واقعات یقیناً راقم السطور کے ایمان کی تازگی کا سبب ضرور ہیں۔

(۱) ۱۲۔ قدوۃ السالکین مخدوم اودھ حضرت سید مخدوم قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی رضی اللہ عنہٗ ریاضت شاقہ کیلئے دریائے سرجو میں پانی کے اندر ڈوبے ہوئے پورے بارہ سال تک مسلسل رہ گئے۔

(۲) ۱۲۔ حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہٗ کی اہلیہ اپنے وقت کی رابعہ "بی بی اللہ دوست" علیہا الرحمہ آپ رضی اللہ عنہٗ کیلئے گرم گرم "لولا پھارہ" اپنے آنچلوں میں لئے ہوئے آپ رضی اللہ عنہٗ کے انتظار میں بارہ سال تک لگا تار وہیں دریائے سرجو کے کنارے کھڑی رہ گئیں۔

(۳) ۱۲۔ وہ "لولا، پھارہ" آپ کے آنچلوں میں بارہ سال تک گرم رہا۔

(۴) ۱۲۔مخدوم پاک رضی اللہ عنہٗ بارہ سال کے بعد جب دریائے سرجو سے نکلے تو آپ رضی اللہ عنہٗ نے وہ ''لولا، پھارہ'' گرم گرم ہی تناول فرمایا۔

(۵) ۱۲۔اسی خانوادۂ مخدوم پاک رضی اللہ عنہٗ کے ایک بزرگ کنزالکرامۃ شیخ الاسلام حضرت خواجہ سید عابد علی عرف صوبئی بابا قدس سرہٗ العزیز سابق ضلع بستی موجودہ ضلع سدھارتھ نگر اترپردیش کے مشہور رَیْنَا تال والے جنگل میں بارہ سال تک عبادت وریاضت اور چلہ کشی میں مصروف عمل رہ کر اہل دنیا کی نظروں سے روپوش رہے اور تلاش بسیار کے باوجود کوئی سراغ نہیں لگا۔

(۶) ۱۲۔بارہ سال کی طویل مدت گزر جانے کے بعد آپ قدس سرہٗ العزیز خود ہی جنگل سے نکل کر مریدین میں آ گئے۔

(۷) ۱۲۔آج ۱۲ر ذوالحجہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۴ر اگست ۲۰۱۸ء جمعہ مبارکہ کے دن سپرد قلم کیا جارہا ہے کہ موجودہ سجادہ نشین شبلیٔ وقت نورالمشائخ حضرت علامہ سید عبدالرب عرف چاند بابو مدفیضہٗ نے کچھ دنوں پیشتر کسی امر میں بڑے وثوق سے فرمایا تھا ''۲۰۱۲ء تک سارے معاملات ختم ہوجائیں گے'' اور فضل الٰہی عزوجل ومخدوم پاک رضی اللہ عنہٗ کے فیضان کرم سے جو کچھ آپ نے فرمایا تھا وہی ہوا۔

اب مخدوم پاک رضی اللہ عنہٗ کے نانا جان مجمع صفات وکمالات فخر موجودات محبوب رب السمٰوٰت حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ ناز میں حاضری دیتے ہیں جن کی عظمت شان میں کسی نے اس طرح کہا ہے ؎

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آیند جنید و بایزید ایں جا

یہاں بھی بارہ کی عدد والے تاریخی شواہد ملتے ہیں۔

(۱) ۱۲۔ربیع النور شریف کی بارہ تاریخ مطابق ۲۰ر اپریل ۵۷۱ء بروز دوشنبہ مبارکہ بوقت صبح صادق خاتم النبیین والمرسلین حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم شہر مکہ میں پیدا ہوئے۔

(۲) ۱۲۔۔لاالٰہ الا اللہ میں کل بارہ حروف ہیں۔

(۳) ۱۲۔۔محمدرّسول اللہ میں بھی کل بارہ حروف ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خدا کے حکم سے اعلان نبوت فرمایا تو ہدایت خلق کیلئے سب سے پہلے اسی کلمۂ طیبہ کی تعلیم وتبلیغ فرمائی جس کے دونوں جزؤں میں بارہ، بارہ حروف ہیں۔

(۴) ۱۲۔۔ماہ ربیع النور شریف سن ۱ھ کی بارہویں تاریخ کومکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں جہاں آج مسجد قبا موجود ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوئے۔

(۵) ۱۲۔۔ماہ ربیع النور شریف سن ۱۱ھ بروز دوشنبہ مبارکہ تیسرے پہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا۔

راقم السطور نے ان مذکورہ جملوں کو پڑھا تو اس پر بڑی مسرت ہورہی ہے کہ بارہ کے انوار وبرکات شمار کرنے میں بھی بارہ کی عدد پوری ہورہی ہے ’’سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم ‘‘۔

قیامیؔ ہوگئے انوار بارہ
عدد اچھی رہی الحمد للہ!

اللہ والوں کی تاریخ ساز شخصیتیں ترک وطن کر کے اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے پوری دنیا میں جہاں بھی قیام پذیر ہوئیں تو دھوپ شبنم اور بارش سے بچنے اور معتقدین سے ملاقات کیلئے اپنا ایک عریشہ یا ایک چھوٹی سی کٹیا ضرور بنائیں وہیں ہر ایک نے ایک مسجد کی بھی بنیاد ڈالی تاکہ باضابطہ اذان واقامت کے ساتھ باجماعت پنج وقتہ نمازیں ادا کی جاسکیں ذکر وفکر اور عبادت وریاضت کیلئے یکسوئی بھی حاصل رہے۔تاریخ عالم پہ نظر ڈالی جائے تو مذکورہ حقیقت شرق سے غرب تک،شمال سے جنوب تک ہر جگہ نمایاں نظر آتی ہے اور کوئی خانقاہ مسجد سے خالی نہیں دکھائی دیتی ہے۔

اسی طرح خانقاہ بلہری شریف ضلع فیض آباد صوبہ اتر پردیش ہند کی بھی تاریخ ہے

قدوۃ السالکین حضرت مخدوم سید قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی رضی اللہ عنہٗ جب پہلی بار اس جگہ جلوہ افروز ہوئے تو اپنے نانا جان نبیٔ انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اقامت کیلئے ایک جگہ متعین فرمائی جو جنگل کے کنارے اور آبادی سے قریب تھی وہاں ایک چھوٹا سا پھوس کا مکان تعمیر کیا وہیں بالکل متصل ہی ''اولیاء مسجد'' تعمیر فرمائی جہاں دن بھر اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے کوشاں رہتے وہیں اپنے بے نیاز معبود حقیقی جل جلالہٗ کی بارگاہ میں نیازمندانہ سربسجود راتیں گزار دیتے۔ اس کفرستان میں جیسے جیسے اسلامی بنیادیں مضبوط ہوتی گئیں لوگ دولت اسلام سے مالامال ہوتے گئے۔ عبادت گزاروں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا گیا پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ خانقاہ میں تعلیم و تعلم اور تربیت کا باضابطہ اساسی نظام مرتب ہو گیا عبادت وریاضت اور ذکر وفکر کے ساتھ قیل وقال کی بڑی بڑی مجلسیں قائم ہونے لگیں۔ طالبان علوم نبویہ اور تشنگان معرفت کی عظیم الشان درس گاہ قائم ہو گئی جو صدیوں اپنے جلوے بکھیرتی رہی اور وہاں کے فارغین علم وعمل کی زلفیں سنوارنے میں مصروف رہے۔

ہندوستان کی مغلیہ سلطنت کے عظیم القدر حکمراں بادشاہ جہانگیر نے بھی ۱۰۱۸ھ میں قدوۃ السالکین حضرت سید مخدوم قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی رضی اللہ عنہٗ کی بارگاہ میں نیازمندانہ حاضری کا شرف حاصل کیا۔ اس وقت قطب الارشاد شیخ الاسلام حضرت خواجہ سید ابوالقاسم قدس سرہٗ النورانی صاحب سجادہ تھے جن کے تقویٰ وطہارت، حق گوئی وبے باکی اور صفات پاکیزہ سے متاثر ہو کر ایک ہزار زر نقد پیش کیا اور خانقاہ کے مصارف کیلئے پانچ سو بگھے آراضی معافی تحریری حکم نامہ کے ساتھ نذر کیا۔ اس شاہی تحریر کا ابتدائی حصہ یہ ہے۔

''فرزند مخدومی شیخ بھیکا بدرگاہ خلائق پناہ آستانہ بنظر اشرف گذشت'' اس جلیل القدر بادشاہ ہند نے ''اولیاء مسجد'' کی تعمیر جدید کے احکامات بھی جاری کئے۔

شبلیٔ وقت حضرت علامہ سید عبدالرب عرف چاند بابو مدفیضہٗ موجودہ سجادہ نشین آستانہ پاک بلہری شریف کے حکم سے انہیں بنیادوں پر پتھروں سے 'اولیاء مسجد' کی تعمیر کی

گئی ہے، راقم السطور نے مندرجہ ذیل اشعار میں اس طرح ذکر کیا ہے ؎

اولاً تعمیر شد در عہد حضرت شیخ کل
شہ قیام الدین بھیکا مکی مخدوم جہاں
از بنائے خانقاہ واولیاء مسجد فراغ
ثانیاً بعہد جہانگیر شہ ہندوستاں
ثالثاً از فیض سلطان المشائخ عبد رب
چاند بابو سید ابن سید ہردو جہاں
عیسوی سنہ ء دو ہزار و ہفت ماہ جنوری
اے قیامی آستانہ بلہری باب جناں

اس ''ابتدائیہ'' سے معلوم ہو گیا کہ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ عظمت میں راقم اس طرح خاک بوس ہوا ہے اور آپ قدس سرہٗ العزیز کی یادوں سے معمور چھوٹے چھوٹے کاغذ کے ٹکڑوں پہ سالہا سال کی لکھی ہوئی غیر مرتب تحریریں یکجا بھی ہو گئی ہیں۔

جن حضرات سے مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے حالات ومشاہدات راقم تک پہونچے ہیں ان سب کیلئے دعا ہے کہ مولائے قدیر انہیں دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور فرمائے۔آمین۔

اسی طرح مستقبل میں جن لوگوں سے مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے بارے میں کچھ تاریخی معلومات حاصل ہوں گی وہ بھی شکریہ کے مستحق ہوں گے۔

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے خصوصی خادموں میں سے حافظ محمد باب اللہ صاحب شبنم سبحانی ہیں جو آپ قدس سرہٗ العزیز سے بیعت بھی ہیں۔موضع فیروز پور پوسٹ مڑھوا بزرگ ضلع بلرام پور کے رہنے والے ہیں۔

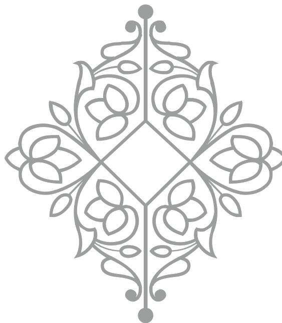
یہ ستر ویں (۷۰) بہار جاں فزا میں قدم رکھ چکے ہیں ان کی ابتدائی تعلیم موضع ڈبلو پور متصل سعد اللہ نگر ضلع گونڈہ میں ہوئی مزید حصول علم کیلئے مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے

قائم کردہ جامعہ مخدومیہ علاء الدین پور گلر ہوا میں داخلہ لیا۔ دار العلوم عتیقیہ انوار العلوم تلسی پور سے سند و دستار حفظ کی سعادت حصے میں آئی، درس نظامیہ کی تکمیل کیلئے ''جامعہ سید العلوم بڑی تکیہ بہرائچ شریف'' میں داخلہ لیا۔ نامساعد حالات پیش آنے کی وجہ سے متوسطات تک پہونچ کر یہ سلسلہ منقطع ہوگیا۔ اس کے بعد ساری عمر درس وتدریس اور شعر وشاعری میں گزاری اب بڑھاپے میں مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی یادوں کا چراغ جلائے ہوئے اسی کی روشنی میں اپنے دولت خانے پہ قیام پذیر ہیں اور الحمد للہ! مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی عنایتوں سے ہر طرح فارغ البال ہیں۔ راقم السطور نے ان سے کہا تھا کہ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز سے متعلق اپنی معلومات تحریر کردیں۔

انہوں نے عقیدت میں ڈوبا ہوا ایک تحریری محبت نامہ تیار کیا اور راقم السطور نے ۱۸؍صفر المظفر ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۸؍اکتوبر ۲۰۱۸ء بروز یکشنبہ ان کے یہاں پہونچ کر شکریہ کے ساتھ حاصل کیا۔ اس تاریخی دستاویز ''حیات مخدوم ملت'' میں ان کی تحریریں قدرے حذف واضافہ کے ساتھ مختلف عنوانات کے تحت شامل ہیں۔

فقط

محمد تفسیر القادری قیامی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم

حیات مخدوم ملت

نام: سید عبد السبحان قدس سرہٗ العزیز۔

القاب: قطب اودھ، مخدوم ملت، مظہر مخدوم شاہ بھیکا مکی قدس سرہٗ العزیز۔

مسلک: امام الائمہ کشف الغمہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہٗ کے مقلد یعنی حنفی سنی صحیح العقیدہ۔

مشرب: قادری، چشتی، فردوسی۔

مجاز بیعت: سلسلہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ۔

جن اللہ والوں سے شرف خلافت واجازت حاصل ہے وہ یہ ہیں: اولاً آپ قدس سرہٗ العزیز کے والد بزرگوار مفتیٔ حنفیہ جامع علوم ظاہری وباطنی حضرت شیخ الاسلام خواجہ سید عبد الستار قدس سرہٗ العزیز ہیں، ثانیاً آپ قدس سرہٗ العزیز کے نانا کنز الکرامۃ حضرت خواجہ سید عابد علی عرف صوبئی بابا قدس سرہٗ العزیز ہیں۔

نام عبد السبحان قدس سرہٗ العزیز

کے منتخب کئے جانے کا واقعہ یہ ہوا کہ ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۵ء میں جب آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ فردوسیہ بلہری شریف میں آپ کا ورود مسعود ہوا اُس وقت آپ کے نانا کنز الکرامۃ خواجہ سید عابد علی عرف صوبئی بابا قدس سرہٗ العزیز اس وقت کے ضلع دیوریا اور موجودہ ضلع کشی نگر کے قصبہ پڈرونہ کے مضافات میں قیام فرما تھے جہاں رشد وہدایت اور بیعت کے لئے آپ تشریف لے گئے تھے دینی وملی مشغولیت اور مریدین ومتوسلین اور معتقدین کے اصرار پر کچھ دنوں تک وہیں قیام رہا۔ آپ کا معمول تھا کہ راہ صدق وصفا اور

منزل مقصود کے متلاشی حضرات کو بیعت کرنے کے بعد ان کی تعلیم وتربیت اور ذکر وفکر سے آراستہ کر کے چلّے میں بٹھا دیتے یہ کام کبھی اپنی قیام گاہ پر کرتے اور کبھی اپنے والد بزرگوار قطب پڈرونہ حضرت خواجہ سید اکبر علی قدس سرہٗ العزیز کے آستانہ کے احاطہ میں بیٹھا دیتے۔ وہاں حق وھو کی صدائیں بلند ہوتیں اور ابتدائی تربیت کے بعد تکمیل کے لئے قدوۃ السالکین حضرت سید مخدوم قیام الدین بھیکا شاہ مکی قدس سرہٗ العزیز کی خانقاہ بلہری شریف پورا بازار ضلع فیض آباد میں متعینہ وقت کے لئے معتکف ہونے کا حکم دے کر آپ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جاتے اِس طرح آپ جہاں بھی قیام پذیر ہوتے بلہری شریف تک آنے جانے والوں کا سلسلہ جاری رہتا۔

ایسے ہی کسی مرد مومن کے ذریعے آپ کو پڈرونہ میں خوشخبری ملی کہ بلہری شریف میں آپ کے نواسے تشریف لائے ہیں یہ مژدۂ جانفزا سنتے ہی فرط مسرت میں آپ کی زبان سے نکلا سبحان اللہ! اللہ کا ایک ولی آگیا جو اپنے وقت کا قطب ہوگا۔

آپ نے موجودہ حالات کے پیش نظر کچھ اہم متعینہ سامان فراہم کروایا اور اپنے ایک مرید کے ذریعے بلہری شریف تک پہونچایا۔ مذکورہ سامان لے کر آنے والے نے آپ کا وہ جملہ بھی نقل کیا کہ ''سبحان اللہ! اللہ کا ایک ولی آگیا جو اپنے وقت کا قطب ہوگا''۔

آپ کے نانا قدس سرہٗ العزیز کی زبان سے نکلے ہوئے جملے کی مناسبت سے اہل خانہ آپ کو ''سبحان اللہ'' کہنے لگے کچھ دنوں کے بعد جب آپ کے نانا حضرت خواجہ سید عابد علی عرف صوبئ بابا قدس سرہٗ العزیز کی بلہری شریف میں آمد ہوئی تو آپ کے والد گرامی جامع علوم عقلیہ ونقلیہ مفتئ حنفیہ حضرت علامہ قاضی سید عبد الستار قدس سرہٗ العزیز کے نام نامی واسم گرامی کی مناسبت سے آپ کا نام ''عبد السبحان'' تجویز ہوا۔

قطب اودھ

لقب ہونے کا سبب یہ ہوا کہ آپ کے نانا قدس سرہٗ العزیز نے آپ کی ولادت کی خبر

سن کر فرمایا تھا ''سبحان اللہ! اللہ کا ایک ولی آ گیا جو اپنے وقت کا قطب ہوگا'' جب آپ کا وقت آیا اور مسند سجادگی پر جلوہ بار ہوئے تو اگرچہ آپ کے نانا جان قدس سرہٗ العزیز کا وہ جملہ ماضی کے دبیز پردے میں دب چکا تھا اور عام وخاص کی نظروں سے اس جملہ کی معنویت اوجھل ہو چکی تھی مگر تاج سجادگی زیب سر ہوتے ہی جیسے فضائے آسمانی سے راتوں رات کسی نے پکار کر کہہ دیا ہو کہ 'یہ قطب اودھ ہیں' سب لوگ قطب اودھ کے لقب سے یاد کرو، علماء صوفیاء، مجاذیب اپنی مجلسوں میں جب آپ کا ذکر کرتے تو قطب اودھ کہتے حد یہ کہ خواندہ ناخواندہ ہر طبقے میں اسی لقب سے شہرت رہی اور ظاہری دنیا میں جب تک آپ باحیات رہے اسی لقب سے آپ کی عظمت ورفعت کا چرچا ہوتا رہا اور آج بھی شناوران بحر معرفت آپ کے اس لقب کو یاد رکھتے ہیں اور قطب اودھ کے مزار مقدس پر حاضری دے کر سعادتوں سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

مخدوم ملت

اس لقب کا واقعہ یہ ہوا کہ جب آپ قدس سرہٗ زیب سجادگی سے بہرہ ور ہوئے اور اپنے دادا بزرگوار جامع علوم عقلیہ ونقلیہ مفتئ حنفیہ قاضئ شرع حضرت علامہ سید عبدالستار قدس سرہٗ کی جانب سے ماذون ومجاز ہو کر مسند ارشاد وخلافت کو زینت بخشی تو آپ سے جو بھی ملتا آپ کی خدمت کرنا اپنے لئے باعث صد افتخار سمجھتا، چھوٹے بڑے، بوڑھے جوان، امیر وغریب، حکومت وقت کے افسران یہاں تک کہ علماء، صوفیاء بلکہ سبھی زائرین ومتوسلین عوام وخواص آپ کا درخشندہ اور تابناک چہرہ دیکھ کر آپ کی خدمت کرنا اپنے اوپر لازم کر لیتے۔ اجر وثواب اور رضائے الٰہی کے لئے آگے بڑھ کر آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مخدوم ملت کی خدمت کرنے اور حکم بجالانے کی بھرپور کوشش کرتے۔

آپ کی ذات میں اللہ تعالیٰ نے ایسی کشش ودیعت رکھی تھی کہ جو بھی دیکھتا متوجہ ہو جاتا اور جس سے بات کر لیتے وہ مسخر ہو کر آپ کا گرویدہ ہو جاتا کیوں کہ آپ قدس سرہٗ

العزیز اپنے نانا جان نبیٔ انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق اور سنتوں پر کامل طور سے عمل پیرا تھے اس کے علاوہ آپ کی آنکھوں میں بلا کی جاذبیت بھی موجود تھی یہ ایسی خداداد صلاحیت اور مقناطیسی قوت تھی کہ جس کی تعبیر کے لئے الفاظ کا دامن تنگ ہے۔ ہاں! جس کسی پر ایک نظر ڈال دیتے وہ آپ کا مطیع وفرمانبردار ہو جاتا اور آپ کی بارگاہ کا ہو کر رہ جاتا۔ آپ کے ساتھ کچھ وقفہ گزارنا اپنی خوش نصیبی تصور کرتا اگرچہ حقیقت یہ ہے جیسا کہ راقم السطور کا مشاہدہ ہے کہ کسی میں یہ تاب نہ تھی کہ آپ سے آنکھیں چار کرتا پھر بھی ہر ایک آپ کا قرب تلاش کرتا اور خدمت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے دیتا۔ انہیں وجھوں سے بفضل خدا آپ کو ''مخدوم ملت ومحبوب سبحانی'' کہا جانے لگا اور لقب قرار پایا البتہ 'محبوب سبحانی' صرف خاص لوگوں میں بولا جاتا تھا اور 'مخدوم ملت' زبان زد عوام وخواص ہوگیا اور آج بھی مخدوم ملت سے آپ قدس سرہٗ کی ذات ہی مراد لی جاتی ہے۔

مظہر مخدوم شاہ بھیکا قدس سرہٗ العزیز

لقب ہونے کا سبب یہ ہے کہ داعیٔ اسلام ماذون من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سید مخدوم قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی قدس سرہٗ العزیز کی چوکھٹ پر آنے والے ضرورت مندوں کا ہر وقت تانتا لگا رہتا اور ہر آنے والا اس در پہ اپنے درد کا مداوا تلاش کرتا یہاں حاجت مندوں کی حاجتیں پوری ہوتیں۔ بھیکا شاہ قدس سرہٗ کی بارگاہ سے لوگ بھیک پاتے اور شادو کام وبامراد ہو کر واپس ہو جاتے۔

داتا بھیکا شاہ قدس سرہٗ العزیز کی حیات طیبہ سے ہی یہ کیفیت جاری تھی۔ یہ داتا سخی قدس سرہٗ العزیز کا ہمہ دم کھلا ہوا ایسا دربار تھا کہ بلا تفریق مذہب وملت ہر شخص اپنی جھولیاں بھرتا اور کامیاب ہو کر واپس ہوتا۔ بھیک پانے والے اور نوازے جانے والے منگتوں کا یہ سلسلہ روز وشب جاری رہتا بلکہ بارگاہ داتا بھیکا کی جانب سے بخشش وعطا میں اضافہ ہی ہوتا رہتا۔

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح وسجادہ ودلق نیست

قطب اودھ، مظہر مخدوم شاہ بھیکا قدس سرہٗ العزیز کبھی کسی آنے والے سے فرماتے کہ مزار مخدوم پاک قدس سرہٗ پہ حاضری دو اس کے بعد یہاں آؤ۔ کبھی فرماتے پہلے مخدوم شاہ بھیکا کے آستانے کی چوکھٹ چوم آؤ اور کبھی بعض حضرات کو ساتھ لے کر آستانۂ سید مخدوم قیام الدین بھیکا شاہ مکی قدس سرہٗ العزیز کے احاطے کے اندر مزار پاک سے بالکل قریب سرہانے چلے جاتے وہیں بیعت سے سرفراز فرماتے اور اس کے مقصد کی تکمیل کے لئے دعاؤں سے نوازتے۔

کچھ ہی دنوں کے اندر لوگوں کی یہ عام عادت ہوگئی کہ پہلے آپ کی بارگاہ میں حاضری دیتے اس کے بعد مخدوم پاک قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں عرضی گزار ہوتے اس کے بعد ہی آپ ان کی طرف توجہ اور عنایت کی نظر فرماتے۔

روز روشن کی طرح بارہا اس کا اظہار بھی ہوا کہ کوئی پریشاں حال آپ کی قدم بوسی کے بعد بارگاہ مخدوم بھیکا شاہ قدس سرہٗ العزیز میں حاضر ہوا تو بہت جلد اس کی تمنائیں اور آرزوئیں برآئیں حد یہ کہ اولیاء، صوفیاء، مجاذیب بھی اکثر پہلے آپ کے یہاں حاضری دیتے اس کے بعد ہی بارگاہ مخدوم پاک قدس سرہٗ میں قدم بوس ہوتے اب یہ بات زبان زد عام وخاص ہوگئی کہ آپ مظہر مخدوم شاہ بھیکا قدس سرہٗ العزیز ہیں۔ پہلے یہاں حاضری دی جائے تب بارگاہ مخدوم پاک میں شنوائی ہوگی۔ اسی وقت سے آپ کا یہ لقب پڑ گیا۔ وصال کے بعد بھی آج تک مظہر مخدوم شاہ بھیکا قدس سرہٗ العزیز کہے جاتے ہیں موجودہ وقت کا معمول یہ ہے کہ کسی بھی چھوٹے بڑے مقصد سے آنے والا موجودہ سجادہ نشین نبیرۂ قطب اودھ شبلیٔ وقت حضرت علامہ سید عبدالرب عرف چاند بابو اطال اللہ عمرہٗ ودامت برکاتہم العالیہ سے پہلے ملاقات کرتا ہے اپنی بات ان کے گوش گزار کرتا ہے پھر انہی کے حکم سے مظہر شاہ بھیکا قدس سرہٗ کے مزار پر حاضر ہو کر مواجہہ شریف میں فاتحہ پڑھتا ہے اس کے بعد حضرت

مخدوم سید قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی قدس سرہٗ العزیز کے مزار کے پائنتی پایہ پکڑ کر دعا کرتا ہے اس کی دعا مقبول ہوتی ہے اور بارگاہ الٰہی سے اس کا ثمرہ جلد تر حاصل ہو جاتا ہے۔

نسب نامہ

قطب اودھ، مظہر مخدوم شاہ بھیکا، مخدوم ملت حضرت سید عبد السبحان قدس سرہٗ العزیز کا شجرۂ بیعت اپنی جگہ بیان ہوگا آپ کا سلسلۃ الذہب شجرۂ نسب راقم السطور تحریر کر رہا ہے۔

پہلے تاریخ کے اس ورق کا بیان کرنا ضروری ہے کہ آپ قدس سرہٗ العزیز کے سلسلۃ الذہب شجرۂ نسب میں مخدوم پاک سے مخدوم ملت تک شجرۂ بیعت بھی موجود ہے کیوں کہ اس خاندان کے افراد دستور کے مطابق اپنی اولادوں کو سلاسل اربعہ عالیہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ کی اجازت وخلافت سے بھی سرفراز فرماتے رہے ہیں۔

اس طرح آپ قدس سرہٗ کے شجرۂ نسب کے ساتھ شجرۂ بیعت مل کر چار چاند لگتے رہے ہے۔ اب یہ خاندان شجرۂ نسب و شجرۂ بیعت اور اجازت وخلافت کا سنگم ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ خاندان مجمع البحرین ہے۔ یہ برکت وتنویر موجودہ سجادہ نشیں شبلئ وقت حضرت علامہ سید عبد الرب عرف چاند بابو دامت برکاتہم العالیہ تک جاری وساری ہے۔

قطب اودھ، مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز اپنے دُرِّ یکتا، باکمال صاحبزادے حضرت صوفی سید عبد الجبار قدس سرہٗ العزیز کو جب اجازت وخلافت اور سجادگئ آستانہ بلہری شریف عطا فرمائی تو خاندانی تبرکات بھی انہیں عطا فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ میرے بعد وقت آنے پر یہ امانتیں چاند بابو کے سپرد کر دی جائیں۔

چنانچہ وقت موعود آنے پر موجودہ صاحب سجادہ علامہ سید عبد الرب چاند بابو دامت برکاتہم العالیہ کو ان کے والد گرامی قدس سرہٗ العزیز نے مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے حکم کے مطابق اسٹیج پر مجمع عام کے سامنے اجازت وخلافت عطا فرمائی اور مخدوم ملت کے تبرکات وامانتیں بھی ان کے سپرد کیا اس مجلس شرف وقدر میں راقم السطور (محمد تفسیر القادری

قیامیؔ) بھی حاضر تھا۔

موجودہ سجادہ نشین دامت برکاتہم العالیہ کا سلسلۃ الذہب شجرۂ نسب وخاندانی شجرۂ بیعت تا مخدوم اودھ حضرت سید قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی قدس سرہٗ العزیز حسب ذیل ہے۔

حضرت مجاہد ملت سید عبد الرب عرف چاند بابو دامت برکاتہم العالیہ

بن......صوفیٔ باکمال سید عبد الجبار قدس سرہٗ العزیز

بن......قطب اودھ مخدوم ملت سید عبد السبحان قدس سرہٗ العزیز

بن......شیخ الاسلام مفتیٔ حنفیہ حضرت قاضی سید عبد الستار قدس سرہٗ العزیز

بن......شیخ الاسلام حضرت خواجہ سید ہدایت حسین قدس سرہٗ العزیز

بن......شیخ الاسلام حضرت خواجہ سید مشرف علی قدس سرہٗ العزیز

بن......شیخ الاسلام حضرت خواجہ سید محمد علی قدس سرہٗ العزیز

بن......شیخ الحدیث حضرت خواجہ سید غلام مرتضیٰ قدس سرہٗ العزیز

بن......شیخ الاسلام حضرت خواجہ سید امان اللہ قدس سرہٗ العزیز

بن......شیخ الاسلام حضرت خواجہ سید شمشاد قدس سرہٗ العزیز

بن......شیخ الاسلام حضرت خواجہ سید ابو القاسم قدس سرہٗ العزیز

بن......شیخ الاسلام حضرت خواجہ سید محمد ابراہیم قدس سرہٗ العزیز

بن......شیخ الاسلام حضرت خواجہ سید ممشاد مکی قدس سرہٗ العزیز

بن......شیخ الاسلام حضرت خواجہ سید شہ ختن بھیکائے ثانی مکی قدس سرہٗ العزیز

بن......مخدوم اودھ ماذون من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدوۃ السالکین سلطان العارفین حضرت سید مخدوم قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی قدس سرہٗ العزیز

تاریخ کے سنہرے اوراق کی شہادت سے یہ ثابت ہے کہ قدوۃ العارفین مبلغ اسلام حضرت مخدوم سید قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی قدس سرہٗ العزیز کا سلسلۂ نسب بائیسویں پشت میں حضرت مولیٰ علی مشکل کشا شیر خدا رضی اللہ عنہٗ سے مل جاتا ہے۔

رسم بسم اللہ خوانی

خاندانی دستور کے مطابق جیسا کہ شریفوں کے یہاں رسم ورواج ہے جس دن آپ قدس سرہٗ العزیز چارسال چار ماہ چاردن کے ہوئے اسی دن چند مریدین ومتوسلین کی موجودگی میں خانقاہ کے اندر رسم بسم اللہ خوانی کی مجلس قائم ہوئی جس میں اہل خاندان کے علاوہ متعدد بزرگان دین، مجاذیب اولیاء کرام نے شرکت فرمائی اگر چہ ظاہر میں انہیں مدعو نہیں کیا گیا تھا اس کے باوجود ان حضرات کی شرکت نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئی گویا کہ اللہ رب العزت کی طرف سے انہیں حکم ہوا کہ شہزادۂ ذیشان مستقبل کے قطب وامام کی رسم بسم اللہ خوانی میں شرکت کرواوران کے لئے دعائے خیر کرواس طرح اچھا خاصہ مجمع ہوگیا۔

آپ قدس سرہٗ العزیز کے والد بزرگوار حضرت علامہ مفتی خواجہ سید عبدالستار قدس سرہٗ العزیز نے اللہ والوں کی مجلس میں خود رسم بسم اللہ خوانی کرائی اور تبرکاً چند کلمے پڑھائے اس کے بعد تہنیت کا سلسلہ شروع ہوا ہر ایک نے فرداً فرداً مبارکبادی پیش کی اور دعاؤں سے نوازا خصوصاً نو وارد مہمانوں نے خوب خوب مبارک بادی پیش کی اور علوم ظاہری و باطنی میں ترقی اور درجات کی بلندی کے لئے دعائیں کیں خاص طور سے مستجاب الدعوات باپ نے اپنے بیٹے کے لئے تعلیم وتربیت میں نکھار اور مستقبل کے لئے دعائے خیر کی۔ حاضرین نے آمین کہی جس سے پوری مجلس گونج اٹھی۔

آپ قدس سرہٗ العزیز کا بچپن

اللہ رب العزت کی خاص رحمتیں ابتدائے عمر ہی سے آپ قدس سرہٗ العزیز کی طرف متوجہ تھیں جو آئے دن متعدد جہتوں سے مشاہدے میں آتی رہتی تھیں۔ طبیعت میں عزلت نشینی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اسی لئے عام بچوں کے ساتھ کسی بھی طرح کے کھیل میں شریک نہیں ہوتے اگر بلایا بھی جاتا تو بلطائف الحیل یا تو دولت سرا کے اندر ماں کی گود میں

پناہ لیتے یا مخدوم پاک قدس سرہٗ العزیز کے آستانۂ پاک کی چوکھٹ پر بیٹھ جاتے یا تو احاطۂ مزار مقدس کے اندر تشریف لے جاتے یا اگر مہمان موجود ہوتے تو ان مہمانوں کے پاس پہونچ کر خاموشی سے بیٹھ جاتے کہ عموماً مریدین ومتوسلین کا ورود ہوتا رہتا تھا اور سیاحین اولیاء صوفیاء ومجاذیب سے بھی آستانۂ پاک کم ہی خالی رہتا تھا ان کی خدمت میں حاضر ہوجاتے بہر حال آوارہ اور آوارہ گرد بچوں کے ہمراہ کھیل میں کبھی شریک نہیں ہوتے بلکہ ہمیشہ ایسوں سے نفور ودور ہی رہتے۔

آپ قدس سرہٗ ہمیشہ سنجیدہ ومتین ہی نظر آتے دیکھنے میں ایسا معلوم ہوتا کہ کسی گہری فکر میں مستغرق ہیں یا نظریں جھکائے ہوئے بحر مکاشفہ میں غواصی کر رہے ہیں یا کان لگائے کسی متکلم کا کلام بغور سماعت کر رہے ہیں جس کی وجہ سے آپ پر محویت کا عالم طاری محسوس کیا جاتا تھا۔

آپ قدس سرہٗ العزیز کے بچپن کی ادائیں

قطب اودھ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی رسم بسم اللہ خوانی کے بعد آپ قدس سرہٗ العزیز کی تعلیم وتربیت کا سلسلہ بحسن وخوبی چلتا رہا اسی طرح آپ قدس سرہٗ العزیز کی عمر میں اضافہ ہوکر آپ قدس سرہٗ العزیز سمجھ وال ہوتے گئے مشفق ومہربان پدر بزرگوار قدس سرہٗ العزیز کی محنت رنگ لانے لگی جہاں آپ قدس سرہٗ العزیز علم ظاہر میں ترقی پذیر تھے وہیں علم باطن اور معاملہ فہمی میں نکھار آتا گیا۔

بسا اوقات آنے والوں کو دیکھ کر باطنی کیفیت پر نظر ڈالنا، ان کے حالات کے پیش نظر کبھی کچھ بتا دینا، ان کے اظہار مدعا کیے بغیر ان کی حاجت روائی کے لئے دعا کر دینا، یا خاموشی سے بارگاہ مخدوم پاک قدس سرہٗ العزیز میں حاضری کے لئے اشارہ کر دینا اور ان کے دل کی باتیں اپنے زبان فیض ترجمان سے بیان کر دینا، قطب اودھ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کا روز آنہ کا معمول بن گیا کیوں کہ حاجت مندوں کی آمد ورفت جاری رہتی۔

معلّم حقیقی جل جلالہٗ وعم نوالہٗ نے بے پایاں نوازش فرمائی کہ علوم ظاہری و باطنی کے معلّم پدر بزرگوار قدس سرہٗ العزیز کی نظر کیمیا اثر نے آپ کے لئے سب سے پہلے علم ظاہر سے آراستہ ہونا لازمی قرار دے دیا لہٰذا اصول وفروع کی گتھیاں سلجھانے کی طرف ذہن کو مبذول کر دیا جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ آپ قدس سرہٗ العزیز ذہین وفطین اور تعلقہ دار خاندان کا ایک فرد ہونے کے باعث بہت جلد تربیت پذیر ہوکر اپنی منزل کی طرف گامزن ہو گئے اور شب وروز قال یقول کی بحثوں میں لگ گئے آخر ایک دن وہ بھی آ گیا کہ علوم دینیہ میں یکتائے روزگار ہوکر رشک مہ ونجوم بن گئے۔

بچپن میں ولیوں سے محبت

جیسا کی راقم السطور اسے پہلے واضح کر چکا ہے کہ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے بچپن میں اگر کوئی ولی، صالح، سیاح، مجذوب خانقاہ شریف پہ آجاتا اور کہیں نظر آتا تو آپ قدس سرہٗ العزیز اس سے ضرور ملاقات کرتے اور طالب دعا ہوتے حتی الوسع ہر طرح ان کی خدمت کی کوشش کرتے۔ آپ قدس سرہٗ العزیز کا یہ گوشہ بڑا ہی تابناک بافیض اور فیض بخش رہا ہے۔

ایک موقعہ پر کہیں جاتے ہوئے خانقاہ کے قریب ہی راستے سے ہٹ کر غیر آباد جگہ پر جھاڑیوں کے درمیان ایک مجذوب بیٹھا ہوا نظر آیا آپ قدس سرہٗ العزیز نے آگے جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا اور ان کی خدمت میں حاضر ہوکر سلام پیش کیا آپ قدس سرہٗ العزیز کو دیکھ کر وہ مسکرا پڑے اپنی چادر بچھادی اور ہاتھ پکڑ کر اس پر بٹھا دیا چہرے پر نظر گاڑ دی اور سوال کر بیٹھے صاحبزادے! تمہارے پاس کچھ ہے؟ آپ قدس سرہٗ العزیز نے جواب دیا ”دس روپے ہیں۔“ انہوں نے کہا چار آنے کا ستو لاؤ۔ یہ ایک روپئے کا ۴/ ۱ ہوا کچھ فاصلے پر دوکان تھی آپ قدس سرہٗ العزیز نے ستو لاکر پیش کر دیا انہوں نے کہا اس کا پیڑا بناؤ اور اپنے ہاتھ سے مجھے کھلاؤ۔ آپ قدس سرہٗ العزیز نے وہیں پیڑا بنایا اور اپنے ہاتھ سے انہیں کھلایا اس کے بعد عرض کیا میرے لئے دعا کر دیجئے۔ اتنا سنتے ہی مجذوب کا چہرہ سرخ ہو گیا

اور کہا تم اپنی فیروز بختی پر فخر کرو تمہارے لئے دعا؟ بہت دنوں پہلے ایک قطب الاقطاب نے تمہارے لئے دعا کی ہے اور وہ مقبول ہو چکی ہے تم سجادہ نشین ہو گے تم پر اللہ تعالیٰ بے شمار نوازشات ہیں تمہارے درجات بہت بلند ہوں گے۔

آپ قدس سرہٗ العزیز کے بار بار اصرار کے بعد 'لا الٰہ الا اللہ' کی ضرب لگا کر اس کا طریقہ تعلیم فرمایا اور کہا کہ 'اسی طرح ضرب لگایا کرو' حضور مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے فرمان کے مطابق جب اس مرد مجذوب نے الوداعی مصافحہ کیا تو اس مرد کامل کے رونگٹے رونگٹے سے 'لا الٰہ الا اللہ' کے ضرب کی صدائیں آرہی تھیں اب آپ قدس سرہٗ العزیز کا قلب پورے طور سے ذاکر ہو گیا پھر وہ مجذوب چلا گیا۔

تعلیم و تربیت

قطب اودھ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے والد گرامی حضرت علامہ مفتی سید عبد الستار قدس سرہٗ العزیز نے اپنے نور نظر لخت جگر کی تعلیم و تربیت کا خود باضابطہ آغاز فرمایا اور پورے انہماک و توجہ سے خاندانی رسم وریت کے مطابق زیور علم سے آراستہ کرنا شروع کر دیا۔

ابتدائی علوم کے ہر فن میں یکتائے روزگار بنانے کی سعی جاری رکھی اسی کے ساتھ ہر صبح و شام مخدوم اودھ سلطان العارفین حضرت سید مخدوم قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی قدس سرہٗ العزیز کے آستانے پر حاضر ہونا اور مراقبہ کرنا ''سونے پر سہاگہ'' کا کام کرتا رہا۔ مخدوم پاک قدس سرہٗ العزیز کی نورانی و عرفانی توجہ خاص نے کندن بنا دیا۔

''ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات'' ہونہار شہزادے کے تعلیمی ترقی کے آثار اچھے ہونے کی وجہ سے بہت جلد ابتدائی علوم سے آراستہ ہو کر علوم و فنون دینیہ مشرقیہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔

جیسا کہ حضرت مفتی خواجہ سید عبد الستار قدس سرہٗ العزیز کی تصنیف ''ماہ محرم الحرام کے شرعی احکام'' کے آغاز سخن میں راقم السطور بیان کر چکا ہے کہ حضرت مخدوم پاک قدس سرہٗ العزیز کے ظاہری حیات ہی سے یہ آستانہ باضابطہ علوم ظاہری و باطنی کا سنگم رہا ہے۔

تشنگان علوم دینیہ کو اس درس گاہ سے علوم ظاہری کے ساتھ علوم باطنی سے بھی آراستہ کیا جاتا تھا ساتھ ہی مستقل لنگر خانہ بھی جاری تھا تا کہ طالبین علوم نبویہ اور شائقین مراقبہ و چلہ کشی یعنی علم ظاہر و باطن دونوں طبقے کے لوگ مطمئن ہو کر اپنے کام میں مستعد و مصروف رہیں۔

راقم السطور کو تاریخی کتابوں کی ورق گردانی اور کافی تلاش و جستجو کے بعد مخدوم پاک قدس سرہٗ العزیز کے چند لائق و فائق شاگردوں و خلفائے مجاز کا سراغ لگا ہے جو تاریخ کے پیشانی پر تاروں کی طرح جگمگا رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ موقع و محل کے اعتبار سے ہم دوسری جگہ ان کے ذکر خیر سے مستفیض ہوں گے۔

اسی خانقاہی طرز پر حضرت مخدوم ملت قطب اودھ قدس سرہٗ العزیز کی بھی تعلیم و تربیت ہوئی، کامل و اکمل استاذ، پدر بزرگوار قدس سرہٗ العزیز نے اپنے فرزند ارجمند کو تفسیر و حدیث، فقہ و فرائض، نحو و صرف، معانی و بیان، اصول و کلام وغیرہ علوم و فنون میں کامل و اکمل بنا دیا چنانچہ آپ قدس سرہٗ العزیز ۲۰ سال کی عمر میں لائق و فائق عالم دین بن گئے اور فضیلت علوم و فنون کے تاج زرّیں سے آراستہ کر دئے گئے ساتھ ہی باعث صد افتخار شہباز طریقت بحر معرفت کے غواص بن کر افق تاریخ پر نمودار ہوئے۔

خصائل حمیدہ

سراپا: چہرہ خوبصورت، گورا، سرخی مائل، جاذب نظر، بارعب و ہیبت، داڑھی گھنی، سفید موتیوں کے مثل چمکدار اور حد شرع کے مطابق، پیشانی کشادہ، ابرو کھلے ہوئے تلوار کے مثل، آنکھیں بڑی بڑی پر جلال گہرائی لئے ہوئے اور اکثر سرخ، وہ شب بیداری کی علامت، اتنی چمکدار کہ کسی کو نظر ملانے کی ہمت نہ ہوتی، نظریں جھکی جھکی، پلکوں کے بال کچھ بڑے، جس پہ نظر اٹھ گئی وہ بامراد اور جس سے نظر پھر گئی وہ ناکام، سینہ فراخ، ہاتھ و پاؤں کی ہڈیاں موٹی اور مضبوط، صحت اچھی اور بدن متوسط، قد میانہ مجمع عام کے اندر دیکھنے میں سب سے نمایاں، کم گو مگر بات کرتے وقت شاہانہ رعب و جلال، ساری مجلس مسخر اور ہمہ تن گوش، باتیں شیریں اور دل میں اتر جانے والی۔

حسن خداداد: اللہ رب العزت جل جلالہٗ نے اپنے فضل وعنایت سے حضرت سید مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کو وہ حسن و جمال عطا فرمایا تھا کہ اسے فضل الٰہی اور عنایت ربانی کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ آپ قدس سرہٗ العزیز کے چہرے پہ انوار محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ تابانیاں اور رعنائیاں تھیں کہ کسی کے اندر نظر بھر دیکھنے کی تاب نہ تھی۔ جو پہلی بار دیکھتا محو حیرت ہو کر نظریں جھکا لیتا۔ پھر دیکھتا اور پھر اپنی نظریں نیچی کر لیتا۔

ریش مبارک کے ہر ہر بال میں تاروں کی جھلملاہٹ سونے پر سہاگہ کا کام کرتی اور موتیاں ٹنکے ہوئے ہونے کا گمان ہوتا۔ آپ قدس سرہٗ العزیز کے حسن و جمال کے گرویدہ مریدین ومتوسلین اور عام و خاص مسلمان تھے ہی ہندو اور سکھ کیا غریب کیا رجواڑے جو بھی دیکھتے وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔ بعض کو آپ قدس سرہٗ العزیز کے حسن ظاہری میں کیا کمال باطنی نظر آتا کہ گھنٹوں خدمت میں چپ چاپ بیٹھے رہتے۔ بلکہ پڑھا لکھا طبقہ تنہائیوں میں ملاقات کرتا اور آپ کے دست حق پرست پہ اسلام لا کر سلسلۂ فردوسیہ میں داخل ہو جاتا کتنوں نے آپ قدس سرہٗ العزیز کی تربیت میں کچھ اوراد و وظائف کا معمول بنا لیا تھا اور اپنے گھروں سے بے نیاز ہو کر معمولات میں زندگی گزار دی۔

آپ قدس سرہٗ العزیز کے چہرۂ اقدس پہ خوبصورتی کے ساتھ سرخی کی آمیزش عجب تاثیر پیدا کرتی اور ایسا معلوم ہوتا کہ جذب، کشش اور اس کی تاثیر کی خداداد مقناطیسی قوت میں ہر لمحے اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ نظارہ کرنے والے بے اختیار کھنچے جا رہے ہیں اور روز افزوں باطنی قوت کے زیر اثر کھنچ جانے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

بہار عالم حُسنش دل وجاں تازہ می دارد
برنگ اصحاب صورت را بو ارباب معنیٰ را

لباس

آپ قدس سرہٗ العزیز کا لباس عالمانہ اور قیمتی ہوتا تھا۔ سفید کرتا و پائجامہ اور سر پہ

قدرے اونچی پھول دار سفید دو پلیہ ٹوپی اور ہلکے رنگ کی شیروانی، پیروں میں سلیم شاہی جوتے اور کبھی چمڑے کی چپل، ہاتھوں میں چھوٹی سی پھول دار تولیہ یا کندھے پر چاروں کنارے جالی دار رومال اور عصا، اس وقت شاہانہ جاہ وجلال ٹپکتا اور یہ یقین ہو جاتا کہ طریقت ومعرفت اور روحانیت کا تاجدار جلوہ فگن ہے جہاں کسی کو بغیر اذن دم مارنے کی گنجائش نہیں ہے اکثر اپنے کپڑے کچھ دنوں استعمال کر کے کسی کو عنایت فرما دیتے البتہ راقم السطور نے ایک بار آستین میں پیوند لگا کرتا بھی پہنے دیکھا ہے۔

کھانا

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کو سادہ کھانا پسند تھا۔ کبھی کھیر کی فرمائش کرتے اور کبھی چنے کے بیسن کی روٹی اور نمک لاہوری استعمال فرماتے، خوراک بہت کم تھی، چوبیس گھنٹے میں صرف ایک بار دو چار لقمے تناول فرما لیتے۔ گھی، دودھ، میٹھی چیزیں پسند تھیں۔ آپ قدس سرہٗ العزیز کے ایک مرید نے بیان کیا کہ پیر صاحب نے میرے گھر تین چار دنوں قیام فرمایا۔ ناشتہ میں بادام، کاجو، منقیٰ پسا ہوا پیش کرتے جسے بڑے شوق سے تناول فرماتے مگر تھوڑا ہی لیتے۔

آپ قدس سرہٗ العزیز ایک بار محبوب علی ساکن بلوا مصر نزد سانتھا بازار ضلع کبیر نگر اتر پردیش کے مکان پر تشریف فرما تھے۔ راقم السطور نے خبر پا کر دوپہر کے قریب زیارت کے لئے حاضری دی۔ صاحب خانہ نے بتایا کہ پیر صاحب کھانا نہیں کھا رہے ہیں، انہوں نے جو بات بتائی اس سے کوئی ناراضگی بھی محسوس نہیں ہوئی اب راقم نے کھانا منگوایا آپ قدس سرہٗ العزیز جس چار پائی پر تشریف فرما تھے اسی پہ رکھوا دیا اور ہاتھ دھلانے کے لئے پانی اور ایک برتن کے لئے جھک گیا۔ آپ قدس سرہٗ العزیز نے ہاتھ دھولیا۔ اب راقم نے سرپوش اٹھایا تو 'بسم اللہ الرحمن الرحیم' پڑھ کر دودھ کے پیالے میں انگلی ڈبو کر چاٹ لی اور فرمایا 'بس' راقم حیرت زدہ رہ گیا لیکن کچھ کہنے کی ہمت نہیں ہوئی پھر ہاتھ دھلوا دیا اور کھانا سامنے سے اٹھا لیا گیا۔ تقریباً

شام تک دیکھا گیا کہ کچھ بھی تناول نہیں فرمایا اور ہشاش وبشاش رہے۔ اپنے معمولات بھی پورے کرتے رہے اور مریدین ومتوسلین کے رشد وہدایت کا کام بھی جاری رکھا۔

راقم السطور کے غریب خانہ پر صرف ایک بار تشریف لائے اور ایک ہی شب قیام فرمایا۔ کھچڑی پکوانے کا حکم دیا۔ جب کھانا سامنے آیا تو جہاں تک یاد ہے صرف دو یا تین لقمہ تناول فرمایا۔ معاً ارشاد فرمایا 'مولانا! کھچڑی پکوانا سیکھئے' دو دال ایک چاول اور کھٹی چٹنی۔

تقویٰ و پرہیزگاری

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز بڑے متقی و پرہیز گار تھے۔ تلاش کر کے سنّت رسول پر عمل کرتے اور دوسروں کو بھی سنّتوں پر عمل کرنے کی ترغیب دیتے رہتے۔ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا ہر حال میں سنّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھتے۔ یہ ہے 'الاستقامة فوق الكرامة' استقامت علی الدین یعنی سنتوں کے مطابق زندگی گزارنا کرامت سے کہیں بڑھ کر ہے۔ ایک تعلقہ دارانہ رہن سہن، دوسرے عالمانہ شان وشوکت اس پہ زہد وتقویٰ اور پرہیز گاری کی چمک دمک سونے پر سہاگہ ہوتا۔ بڑے بڑے علماء، بلند رتبہ صاحبان طریقت، زہاد ومجاذیب اور صوفیائے کرام آپ قدس سرہٗ العزیز کو دیکھتے ہی مرعوب ومؤدب نظر آتے۔ یہ سیادت ونجابت اور تقویٰ وطہارت کی تاثیر تھی۔

باوضو رہنا

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز ہمیشہ باوضو رہنے کی کوشش فرماتے۔ استنجا کی حاجت ہونے پر فراغت کے بعد فوراً وضو کرتے۔ اسی طرح نیند سے بیدار ہوتے ہی وضو کر لیتے اور ایسا محسوس ہوتا کہ نمازوں کے لئے وقت ہو جانے پر باوضو ہونے کے باوجود تازہ وضو کرتے ہیں۔ سرد وگرم ہر موسم میں تازے پانی ہی سے وضو کرنے کو فوقیت دیتے البتہ کبھی کبھی جب آپ قدس سرہٗ العزیز دورے پر ہوتے تو گرم پانی سے وضو کرتے۔ وہ بھی مریدین کے

اصرار پر کہ حضور! گرم پانی حاضر کرتے ہیں۔ اور نہایت اطمینان سے وضو کرتے۔ وضو کی سنّتوں کا خاص خیال فرماتے۔ اعضائے وضو دھوتے وقت مسنون دعائیں وردِ زباں رہتیں۔ مسح سر کی دعا پڑھنے کے بعد کبھی یہ شعر بھی پڑھتے تھے۔

چراغ و مسجد و محراب و منبر
ابو بکر و عمر، عثمان و حیدر

اوراد و وظائف

حضرت مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز دلائل الخیرات شریف اور حزب البحر شریف کے عامل تھے وہ نسخہ جو مدت مدید تک آپ کے ورد میں تھا اور مرور ایام سے اس کے اوراق بکھر گئے تھے اور جگہ جگہ سے بوسیدہ ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تھے وہ تبرک کے لئے راقم السطور کے پاس محفوظ ہے۔

آپ قدس سرہٗ العزیز 'یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ'' کے عامل تھے اسی لئے تو چلنے میں بھی داہنا قدم اٹھانے پر 'یا حیّ' اور بایاں قدم اٹھانے پر 'یا قیّوم' پڑھتے تھے۔ اسی طرح روزآنہ تلاوت قرآن کرنا اور فرصت میں ہر وقت درود پاک ورد کرنا آپ کے معمولات میں شامل تھا۔

بہت مشہور ہے اور متعدد لوگوں نے راقم کو بتایا کہ سورج نکلنے کے تقریباً دو یا ڈھائی گھنٹے کے بعد اپنے دولت خانہ کے سامنے دھوپ میں بیٹھ جاتے اور سورج کی طرف رخ کر کے سورۂ 'رحمٰن' کی تلاوت فرماتے اور آپ کی نگاہ سورج کی ٹکیہ پر گڑی ہوتی اسی حال میں جب جب 'فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ' کی تلاوت کرتے تو شہادت کی انگلی اوپر کی طرف بلند فرماتے اور حسب سابق سورج کی ٹکیہ پر اپنی نگاہ گاڑے ہوئے ہوتے۔ قصبہ لوہرسن ضلع سنت کبیر نگر اتر پردیش کے ایک صاحب نے بھی بیان کیا کہ آپ قدس سرہٗ العزیز ہمارے یہاں تشریف لائے۔ میں نے خود دیکھا کہ سورج کی طرف نظریں اٹھائے

ہوئے سورۂ 'رحمن' پڑھ رہے ہیں۔

آپ قدس سرہٗ العزیز خانقاہ کی اولیاء مسجد میں نماز فجر پڑھ کر اپنے حجرے میں تشریف لے جاتے اور وقت نماز چاشت تک حجرے کے اندر اپنے معمولات میں مشغول رہتے۔ اس درمیان کوئی بھی خلل انداز نہ ہوتا اور اگر کوئی حاجت منداس وقت آبھی جاتا تو وہ انتظار کرتا۔ جب آپ قدس سرہٗ العزیز اپنے حجرے سے باہر تشریف لاتے تو چہرہ اتنا سرخ اور چمکدار ہوتا کہ نظریں کام نہ کرتیں۔

آپ قدس سرہٗ العزیز جب آستانۂ پاک پہ تشریف فرما ہوتے تو شب میں اپنے امور سے فارغ ہوکر اپنی خواب گاہ کا دروازہ بند کر لیتے۔ پھر نہ خود دروازہ کھولتے اور نہ ہی تو کوئی دوسرا دروازہ کھلوانے کی ہمت کرتا مگر بارہا دیکھا گیا کہ نہ تو دروازہ کھلا اور نہ کھلنے کی آواز آئی بلکہ حسب سابق بند ہے اور آپ قدس سرہٗ العزیز آستانۂ مخدوم پاک میں داخل ہوئے ہیں۔ مکان کے اندرونی حصے کے دروازے سے آپ قدس سرہٗ العزیز کے حجرے میں دیکھ کر یقین کرلیا گیا کہ آپ قدس سرہٗ العزیز کا بستر خالی ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ روزآنہ تہجد کے لئے اپنے حجرے کا دروازہ خود ہی کھولتے اور نماز تہجد خانقاہ کی اولیاء مسجد میں ادا فرماتے۔

مہمان نوازی

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز بڑے مہمان نواز تھے۔ مخدوم اودھ حضرت مخدوم قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی رضی اللہ عنہٗ نے جو علم ظاہر و باطن کا سنگم ایک عظیم الشان درس گاہ اور تربیت گاہ قائم فرمایا تھا جہاں سونے کو کندن بنایا جاتا تھا اور لنگر خانہ جاری فرمایا تھا۔ صدیاں گزرنے کے باوجود اس کا اثر اب تک باقی تھا اگرچہ لنگر خانہ کی وہ شان نہیں تھی مگر مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز اپنے گھر میں لنگر خانہ جاری رکھے ہوئے تھے اور ڈیگ چڑھی رہتی تھی۔ کسی حد تک فتوحات کا سلسلہ جاری تھا باقی سارے اخراجات جاگیر سے پورے ہوتے تھے۔

علماء، صوفیاء، صلحاء، مریدین وغیر مریدین، مسلم وغیر مسلم ہر طرح کے مریض برص وجذام اور تپ دق والے جسے بھی آپ قدس سرہٗ العزیز کا مہمان بننے کا شرف حاصل ہوتا آپ قدس سرہٗ العزیز خود ہی مہمان نوازی فرماتے پانی لاتے، دستر خوان پہ کھانا لگاتے، حسب ضرورت اندر سے مزید کھانے کا سامان لاتے، ان حالات میں اگر مہمان نادم سا ہوتا اور عرض کرتا کہ حضور! تشریف رکھیں، تو اسے ہر طرح تسلی دیتے اور اس کی ندامت دور کرنے کی بھرپور کوشش کرتے اور ارشاد فرماتے۔

"اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمانوں کی خدمت کی ہے یہ سنّت رسول ہے اور آپ سب ہمارے مہمان ہیں" دوران گفتگو اور کھانے کی فہمائش کرتے اور ایسی باتیں کرتے کہ مہمان بے تکلف ہو کر کھانا کھائے اور آرام کرے۔ آخر ایسا ہی ہوتا اور مہمان بہ ہمہ جہت مطمئن ہو کر آرام دہ بستر پر دراز ہو جاتا۔ کبھی کبھی مہمان کافی رات گئے پہونچتے تو ان کو بھی کھانا کھلایا جاتا کیوں کہ دیگ چولہے پہ چڑھی رہتی اور اگر کسی دن کھانا نہ ہوتا تو مہمان کو کھلائے بغیر سونے نہ دیتے بلکہ کھانا تیار کرا کر کھلا دیتے اسی دم چین وسکون محسوس فرماتے ۔مہمانوں کو دیکھ کر آپ کو بڑی مسرت ہوتی اور تقریباً روزآنہ مہمانوں کی آمد کا سلسلہ جاری رہتا ۔آپ کے شہزادے صوفئ باصفا حضرت سید عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ مہمان نوازی میں اپنے والد کے ظل عاطفت تھے۔ گھریلو دیگر امور کی انجام دہی کے بعد سارا وقت مہمانوں کے ساتھ گزارتے اور ہر ممکن طریقے سے خاندانی وراثت، ضیافت، میں لگے رہتے۔

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے ایک بار ارشاد فرمایا "ہمارے یہاں دستر خوان ہمیشہ وسیع رہا ہے اور مہمانوں سے کبھی گھر خالی نہیں رہتا تھا۔ انگریزوں، نوابوں نے بھی چھ چھ مہینے سال سال تک یہاں قیام کیا اور ان کے کھانے کا انتظام ہمارے مطبخ ہی سے کیا جاتا تھا۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ سید مشرف علی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے پردادا کے دور میں انگریزوں اور نوابوں کی زیادہ آمد ہوتی تھی اور ان کے مریدوں کا حلقہ بھی بڑا وسیع تھا۔" مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے یہاں اگر اتفاقاً کوئی مہمان نہ ہوتا تو کبیدہ خاطر نظر

آتے اور دو یا تین لقمہ کھا کر غم زدہ انداز میں یہ گنگناتے ہوئے دستر خوان سے اٹھ جاتے ۔

نہ جب تک ہم پیالہ ہوں میں ہرگز مئے نہیں پیتا
نہیں مہماں تو فاقہ ہے خلیل اللہ کے گھر میں

نذر و عطا

سلطان العارفین مخدوم اودھ حضرت سید مخدوم قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی رضی اللہ عنہ، وارضاہٗ عنا اور قطب اودھ حضرت سید مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی زیارت وملاقات کے لئے علماء، صوفیاء، صلحاء، مشائخ، مجاذیب خانقاہ شریف پر آتے اور چند گھنٹے یا چند دنوں کے بعد واپس ہونے لگتے تو آپ قدس سرہٗ العزیز اپنے تعلقہ دار خاندانی رسم ورواج کے مطابق ہر ایک کو ضرور نذر پیش کرتے وہ کم از کم اتنا ہوتا کہ زاد راہ کے لئے کافی ہو جائے۔

راقم السطور کو معلوم ہوا کہ مندرجہ ذیل اکابرین علمائے کرام وشیوخ عظام خانقاہ بلہری شریف کی آستاں بوسی کے لئے تشریف لائے ہیں اور مخدوم پاک بھیکا شاہ مکی رضی اللہ عنہ، وارضاہٗ عنا کی بارگاہ میں حاضری دی ہے۔

۱......شیر بیشۂ اہلسنّت مولانا حشمت علی خان لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

۲......مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمن قادری امیر اڑیسہ رحمۃ اللہ علیہ

۳......شیخ العلماء والادب حضرت مولانا غلام جیلانی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

۴......جلالۃ العلم حافظ ملت الشاہ عبد العزیز محدث مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ

۵......بلبل ہند حضرت مولانا مفتی رجب علی رضوی مفتیٔ نانپارہ رحمۃ اللہ علیہ

۶......خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

۷......شعیب الاولیاء حضرت الشاہ یار علی شاہ بانی فیض الرسول براؤں شریف رحمۃ اللہ علیہ

۸......پیکر علم وعمل حضرت مولانا مفتی رفاقت حسین کانپوری رحمۃ اللہ علیہ

۹......مشاہد ملت حضرت مولانا مشاہد رضا خان پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰......خطیب مہاراشٹر حضرت مولانا عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱......وجیہ العلماء حضرت مولانا وجیہ الدین پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲......خطیب البراہین حضرت صوفی محمد نظام الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳......نازش افتاء حضرت مولانا عزیز الرحمن بھاؤپوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۴......ماہر علوم شرقیہ حضرت مولانا ماہر القادری گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵......شارح بخاری حضرت مولانا مفتی شریف الحق اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

راقم السطور نے حصول برکت کے لئے ان چند شخصیتوں کا ذکر کیا ہے جو دریائے علوم وفنون اور تصوف ومعرفت کے غواص تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہندستان کے تقریباً ہر صوبے سے خصوصاً صوبۂ بہار اور اتر پردیش کے شمالی مشرقی اضلاع کے علماء، خطباء عرس مخدومی وسجانی میں پہونچتے ہی رہتے تھے۔ آج بھی حاضری دیتے ہیں۔ نذر وعطا اور نوازشات تا ہنوز جاری ہیں۔ موجودہ سجادہ نشین شبلئ وقت نور المشائخ حضرت الشاہ علامہ سید عبدالرب عرف چاند بابو اطال اللہ عمرہٗ وادام اللہ فیوضہٗ اپنے آباء واجداد کی طرح علماء نواز ہیں بخشش ونوازش کرتے ہیں اور طمع نہ کر، منع نہ کر، جمع نہ کر پہ عمل پیرا ہیں ''الحمد للہ!'' آپ کا دستر خوان بھی خوب کشادہ ہے۔ ہر قسم کے زائرین، مریدین اور مصیبت کے ماروں کا تانتا لگا رہتا ہے اور سبھی لوگ شادکام وبامراد ہوکر شکر الہٰی بجالاتے ہیں۔

حضرت مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز عام مریدین کو بھی رخصت کرتے وقت زاد سفر اور عطیات سے نوازتے تا کہ وہ مطمئن ہوکر اپنا سفر جاری رکھ سکے۔ راقم السطور کو معلوم ہوا کہ متعدد بار ایسا ہوا کہ مہمان واپس جارہا ہے اور زاد سفر کچھ ہی ہے یا کچھ بھی نہیں ہے اور وہ پریشان ہے۔ شرم وحیا کی وجہ سے گوش گزار بھی نہیں کرسکتا ہے۔ جانے کی اجازت دیتے ہوئے یہ کہہ کر اسے ضرور کچھ عطا فرماتے کہ ''اگر مرید کے پاس نہ ہو تو پیر کو چاہئے کہ وہ کھلائے یہ تمہارا ہی ہے اسے رکھ لو کام آئے گا'' ایسا لگتا کہ حضرت مخدوم ملت قدس سرہٗ

العزیز زائرین کی قلبی کیفیت اور جیب کی پونجی نگاہ ولایت سے مشاہدہ فرمارہے ہیں اور اس حیلے سے ان کی امداد کررہے ہیں۔کبھی ایسا بھی ہوتا کہ کوئی عزیز مرید معذرت کرتے ہوئے رخصت ہونے کی اجازت طلب کرتا تو آپ قدس سرہٗ العزیز اپنی جیب خاص سے کچھ بخشش فرماتے اور اسے جانے کی اجازت مرحمت فرماتے ہوئے حسرت کے ساتھ یہ شعر پڑھتے۔

کر نبکائے جات ہو جان کے نربل موئے

ہردے سے مورے جائیو تب مرد بکھانی توئے

معانی - کر: ہاتھ وکلائی ، نبکائے: کسی چیز کو بچا کے لے جانا، نربل: بے طاقت وکمزور، ہردے: دل۔

بستر

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز ایک یا دو خادموں کے ساتھ سفر فرماتے اور سفر میں ہمیشہ اپنا بستر ساتھ رکھتے۔سامان سفر میں بستر کا ایک بنڈل ہوتا جو ایک دری، ہلکا سا گدا، ایک پلنگ پوش، تکیہ اور ایک اونی شال پر مشتمل ہوتا۔سردیوں کے ایام میں ہلکا سا لحاف بھی ساتھ رہتا۔کسی دوسرے کا بستر استعمال کرنا پسند نہیں فرماتے۔اس کے سوا بید کی ایک خوبصورت سی ڈھکن دار کنڈیا یعنی ٹوکری ساتھ ہوتی جس میں کچھ کپڑے اور مصلیٰ ہوتے کیوں کہ اپنے ہی مصلے پر نماز ادا کرنا پسند تھا اور کم از کم دو کتابیں ہوتیں ایک دلائل الخیرات شریف مع حزب البحر وقصیدہ بردہ، دوسرے طب کی ایک کتاب ہوتی تھی غالباً وہ علاج الغرباء تھی اور اس کنڈیا میں کتابیں سب سے اوپر رکھتے۔

سفر

حضرت مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے خوب سفر بھی کیا ممبئی، گجرات، مدھیہ پردیش، حیدرآباد، میسور، کیرلہ، بنگال، کلکتہ، بہار، پٹنہ، چمپارن وغیرہ بہت سے صوبوں اور

شہروں کا آپ قدس سرہٗ العزیز نے سفر کیا۔ جہاں بھی تشریف لے جاتے ایک یا دو خادم ہمراہ ہوتے وہاں کے علماء صوفیاء آمد کی خبر پا کر ملاقات کے لئے پہونچتے اور فیوض و برکات حاصل کرتے۔ کہیں کہیں تو پورا گاؤں و قصبہ جمال یوسفی کے دیدار سے مشرف ہوکر بیعت کے لئے ٹوٹ پڑتا اس طرح گاؤں کے گاؤں سلسلے میں داخل ہونا باعث فخر و مسرت سمجھتے۔

بڑے شہروں میں پہونچتے ہی صلحاء و مجاذیب حاضر ہوتے اور نہایت ہی ادب واحترام اور خاموشی سے ملاقات کرتے۔ آپ قدس سرہٗ العزیز کی فیض بخش بارگاہ میں ان اللہ والوں کا حاضر ہونا پورے شہر والوں کے لئے غماز و محرک ہوتا کہ "تم سب چلو اور قطب وقت سے فیض حاصل کرو" اس طرح کچھ ہی وقفے میں زائرین و حاجت مندوں کی بھیڑ لگ جاتی اور آپ قدس سرہٗ العزیز ہر ایک کو اس کی منشا اور ضرورت کے مطابق دعاؤں سے نوازتے۔

مزارات پر حاضری

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے ہندوستان کے اکثر صوبوں کا سفر کیا۔ جس شہر و قصبہ یا گاؤں میں تشریف لے جاتے وہاں کے آرام فرما بزرگان دین کے مزارات پر حاضری دینا اپنے ذمہ لازم و ضروری قرار دے لیتے۔ یہ واضح ہے کہ ہندوستان کا کوئی چھوٹا یا بڑا شہر و قصبہ صوفیاء، اولیاء، شہداء و مجاذیب کے مدفن سے خالی نہیں ہے بلکہ کہیں کہیں دیہاتوں اور بیابانوں میں بھی اللہ والوں کے مزارات موجود ہیں صاحبان ذوق ہی اس کی پرکھ رکھتے ہیں۔ وہی کسوٹی ہیں البتہ اللہ والوں کے مزارات پر جو بھی حاضری دیتے ہیں وہی فیوض و برکات سے بھی مستفیض ہوتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ آپ قدس سرہٗ العزیز جہاں بھی جاتے وہاں آرام فرما اللہ والوں کے مزارات پر ضرور تشریف لے جاتے اور کہیں کہیں تو بہت دیر تک مراقب رہتے۔ اس کیفیت سے فارغ ہونے کے بعد آپ قدس سرہٗ العزیز کے چہرے پر نظر جما کر دیکھنا محال

ہوتا۔ کسی میں یہ جرأت نہ ہوتی کہ سامنے آ کر آنکھیں چار کرے بلکہ ہر شخص خوف زدہ رہتا کہ کہیں جلال کا شکار نہ ہو جائے کہ دنیا و عاقبت برباد ہو جائے۔ خود آپ قدس سرہٗ العزیز اپنی نظریں جھکائے ہوئے رہتے اگر خدام سے کچھ فرماتے تو بھی نظریں جھکی جھکی ہوتیں اور نہایت آہستگی سے تکلم فرماتے کبھی تو اشارے سے کام لے لیتے اس وقت خود بھی کسی کی طرف نظر نہ اٹھاتے کہ کہیں مخاطب عتاب میں گرفتار نہ ہو جائے۔

بزرگوں کی زیارت وہم کلامی

آپ قدس سرہٗ العزیز جہاں بھی تشریف لے گئے وہاں کے بزرگان دین کے مزارات پر حاضری دی۔ اکثر ایسا ہوتا کہ مزارات پہ پہونچ کر کچھ پڑھتے۔ ایصال ثواب کرتے اور مراقبے میں مصروف ہو جاتے۔ بعدہٗ ہمراہیوں کو ان کی عظمت سے آگاہ فرماتے اور یہ بھی فرماتے کہ زیارت ہوئی ہے۔

مثلاً قصبہ لوہرسن ضلع سنت کبیر نگر اتر پردیش میں آپ قدس سرہٗ العزیز کے چند اہم مریدوں نے راقم السطور سے بیان کیا کہ یہاں آرام فرما حضرت دل بہادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مریدین نے آپ سے پوچھا کہ حضور! یہ کیسے ہیں فرمایا 'جمعہ کی نماز کے بعد بتاؤں گا' بعد نماز جمعہ مریدین کے ہمراہ مزار پر تشریف لے گئے اور مراقبہ فرمایا۔ لوگوں کے کہنے کے مطابق بہت دیر تک مراقب رہے اور پسینے سے تر بہ تر ہو گئے۔ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد وہاں سے اٹھ کر چلے جب قیام گاہ پر پہونچے اور اطمینان ہو گیا تو لوگوں کے پوچھنے پر فرمایا'' کیا پوچھتے ہو زیارت ہوئی ابھی تک ان کا کفن بھی میلا نہیں ہوا ہے اور یہی تو پورے قصبے کی نگہبانی کرتے ہیں۔''

جب راقم دار العلوم معین الاسلام لوہرسن میں تدریسی خدمات انجام دے رہا تھا اس وقت مدرسین میں ایک میاں نظر علی مرحوم بھی تھے جو لوہرسن ہی کے رہنے والے بوڑھے مگر متشرع صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ ہرے ساون بھرے بھادوں ہر موسم میں سید نادل بہادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں بعد نماز مغرب فاتحہ خوانی کے لئے ضرور جاتے اگر چہ سخت

تاریک رات ہوتی، بارش ہوتی رہتی اور رانوں تک پانی میں گھس کر جانا پڑتا۔ کہتے بھی ''اگر فاتحہ کیلئے نہ جاؤں تو رات بھر چین نہیں ملتا ایسا لگتا ہے کہ کچھ کھو گیا ہے۔''

ایک روز راقم نے پوچھا 'میاں صاحب! آپ روز آنہ فاتحہ پڑھنے جاتے ہیں کبھی آپ نے صاحب مزار کی زیارت بھی کی؟ یہ کیسے ہیں؟ کون ہیں؟ کچھ پتہ بھی ہے؟' میرے ان سوالات کے بعد میاں صاحب مرحوم نے بڑی تفصیل اور بڑی دیر تک اپنی آپ بیتی سنائی۔

ان کے بیان کے مطابق جب بھی گاؤں میں کوئی بلا آئی مثلاً ہیضہ، طاعون، چیچک وغیرہ تو نصف شب یا اس کے بعد لوح مزار کے قریب سے ایک سفید پوش کو گاؤں کی سمت جاتے پورے گاؤں میں گشت کرتے اور مزار کے قریب تک واپس آتے بارہا دیکھا گیا ہے اور متعدد لوگوں نے دیکھا ہے۔ اسی وقت سے مریض صحت یاب ہونے لگے ہیں اور بلا ٹل گئی ہے۔

میاں صاحب مرحوم نے بیان کیا کہ میرے پاس تانبے کی تختی پر دل بہادر شاہ کی پوری تاریخ 'کون ہیں؟ نسب کیا ہے؟ کہاں کے رہنے والے ہیں؟' سب کچھ عربی یا فارسی میں کندہ رکھا ہوا تھا لیکن ایک نالائق نے اسے بیچ ڈالا۔ نسلاً بعد نسلٍ ہم یہی سنتے جانتے اور اپنی اپنی اولاد سے بیان کرتے آئے ہیں کہ اس تختی پر سب کچھ درج ہے اور یہی تختی اس قطعہ زمین کا معافی نامہ بھی ہے جس کی وجہ سے کبھی کوئی ٹیکس نہیں دینا پڑا۔

اور کہتے تھے کہ میں نے دل بہادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو بلند آواز سے سورۂ ملک شریف پڑھتے ہوئے دیکھا اور سنا ہے یہ دیکھنا گو کہ خواب میں تھا مگر اس طرح کہ باوضو لیٹے ابھی اونگھ آئی تھی کہ لوح مزار کا کھلا ہوا منظر سامنے تھا۔ عمامہ اور عبا میں نصف جسم مع چہرہ میں دیکھ رہا تھا اور ایسا لگتا تھا کہ میں بیداری میں ہوں، ہوش وحواس درست ہیں البتہ اپنے اندر قوت گویائی نہیں پا رہا ہوں نصف سورۂ ملک با تجوید پڑھتے ہوئے میں نے دیکھا اور سنا ہے۔

یہ وہی دل بہادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے بارے میں ایک بار میاں نظر علی مرحوم نے راقم سے کہا کہ جس طرح بہرائچ شریف میں سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں صندل کا درخت ہے اسی طرح دل بہادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں بھی ایک صندل کا

درخت ہوجاتا تو بڑا اچھا ہوتا۔

راقم نے کہا میاں صاحب سیدنا دل بہادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہیے وہ چاہ لیں گے تو انشاءاللہ تعالیٰ صندل کا درخت خود ہی اُگ آئے گا۔

تقریباً ۲۵-۲۰ دنوں بعد ایک دن میاں صاحب آئے چہرے سے بشاشت پھوٹ رہی تھی کہنے لگے 'بڑی خوشی کی بات ہے کہ مزار کے بالکل قریب ایک صندل کا درخت اُگ آیا ہے بابا نے سن لی ہے میں نے اسے گھیر دیا ہے' راقم نے ان سے کہا 'میاں صاحب! روزآنہ بعد مغرب فاتحہ خوانی کیلیئے آپ جاتے ہی پانی ڈالتے رہیئے گا اور نگہداشت رکھیئے گا'

ایک بار دوڈھائی مہینے کے بعد حسب معمول فاتحہ خوانی سے واپس آئے بڑے مغموم تھے چہرے سے ایسا لگتا تھا کہ بڑھاپے کی جھریوں میں چند ایک کا اضافہ ہوگیا ہے اور آج کچھ زیادہ ہی کمر جھک گئی ہے کہنے لگے 'مولانا صاحب! غضب ہوگیا' راقم نے پوچھا 'کیا ہوا؟' کہنے لگے 'کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا صندل کا درخت جو دل بہادر شاہ کے یہاں اُگا تھا سوکھ گیا' راقم نے سوال کیا۔ کیسے اور کیوں؟ جواب دیا کچھ سمجھ میں نہیں آتا ایسا کیوں ہوا البتہ ایک روز اپنے لوٹے سے جوٹھے کا پانی میں نے ڈال دیا تھا شاید یہی غلطی ہوئی ہے۔

راقم نے انہیں تسلی دی اور کہا 'میاں صاحب! آپ جا کر معافی مانگیں انشاءاللہ سوکھی ٹہنیوں سے ہری ہری پتیاں پھوٹ پڑیں گی۔' اس کے بعد تقریباً پندرہویں بائیسویں دن پھر میاں صاحب نے خوشخبری دی۔ مولانا صاحب! صندل کے سوکھے پیڑ میں پھر نئی ہری ہری پتیاں نکل آئی ہیں اور حفاظت کیلیئے اور لمبا چوڑا اینٹوں کا گھیرا بنادیا ہے پہلی والی غلطی پھر نہیں کروں گا۔

اطمینان دلانے کیلیئے راقم نے ان سے کہا میاں صاحب! خدا کا شکر ادا کریں کہ آپ کی مرضی کے عین مطابق کام ہوگیا ہے آپ بڑے خوش نصیب ہیں دل بہادر شاہ رحمۃ اللہ آپ کی سنتے ہیں ان کے آستانے پر میرے لیئے بھی دعا کریں۔

نصف میٹر سے زیادہ لمبا اس صندل کے درخت کو راقم نے خود دیکھا تھا جب راقم وہاں سے دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی ضلع بستی تدریسی خدمات کیلئے چلا آیا اور تقریباً ایک سال بعد لوہرسن پہونچا تو وہ درخت ختم ہو چکا تھا۔

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز اسی طرح جہاں کہیں تشریف لے جاتے مزارات پہ حاضری دیتے اور صاحب مزار کی زیارت سے مشرف ہوتے اور فیضان حاصل کرتے۔

مہاراشٹر کے سرگروہ اولیاء حضرت حاجی ملنگ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ یا تو صحابی ہیں ورنہ تابعی ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ان کے وہاں بھی حاضری دی۔آپ قدس سرہٗ العزیز نے خود ارشاد فرمایا کہ ”جب میں نے بارگاہ حاجی ملنگ رحمۃ اللہ علیہ میں حاضری دی تو حاجی ملنگ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا حضرت مجھ سے ہم کلام ہوئے اور ماہم شریف کے مخدوم ماہمی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو حضرت نے شرف دیدار سے مشرف فرمایا اور انعام واکرام وفیضان سے نوازا اس طرح جہاں بھی مزار پہ حاضر ہوا تو صاحب مزار کا مجھ پہ بے حد کرم ہوا اور یہ سب میرے سرکار مخدوم قیام الدین بھیکا شاہ مکی رضی اللہ عنہٗ کی نوازش ہے۔“

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہٗ سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا اسی لئے اکثر آپ رضی اللہ عنہٗ کا ذکر کرتے اور آپ رضی اللہ عنہٗ کے اشعار گنگناتے رہتے۔آپ قدس سرہٗ العزیز نے راقم السطور سے خود ہی بیان فرمایا جس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے۔

ایک بار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہٗ نے اپنی زیارت اور ہم کلامی کے شرف سے مشرف فرمایا اور ملاقات کی یہ مجلس کچھ دیر تک قائم رہی۔گفتگو میں طوالت کے سبب سیدزادے قدس سرہٗ العزیز نے اظہار خفگی بھی فرمایا آخر میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہٗ نے جوش محبت میں شفقت ومہربانی سے اس طرح دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے ’اللہ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے ،اللہ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے ،اللہ آپ کو اجر عظیم

عطا فرمائے' اور پلک جھپکتے ہی نظروں سے اوجھل ہو گئے دن کی روشنی میں، سرراہ، بھرے بازار میں، سر کی آنکھوں سے دیکھا جانے والا یہ منظر یک بیک ختم ہو گیا' آپ قدس سرہٗ العزیز کو یہ خلش اور تلاش و جستجو رہ گئی کہ ''اللہ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے'' کی دعا دینے والے وہ کون بزرگ تھے۔ آپ قدس سرہٗ العزیز نے خانقاہ بلہری شریف پہونچ کر بارگاہ مخدوم بھیکا شاہ مکی میں حاضری دی اور مراقبہ کیا تو یہ راز کھلا کہ وہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہٗ کی ذات بابرکات تھی۔ یہ بات پوری تفصیل سے انشاء اللہ اپنی جگہ بیان ہو گی۔

رفتار

آپ قدس سرہٗ العزیز کی رفتار میں قدرے تیزی مگر انداز باوقار تھا۔ جب کبھی پیدل چلتے تو 'بسم اللہ الرحمن الرحیم' پڑھ کر 'یا حیّ' کہتے ہوئے پہلے داہنا قدم اٹھاتے اور جب بایاں قدم اٹھاتے تو 'یا قیّوم' پڑھتے جب آپ چلتے تو ایسا لگتا کہ اونچائی سے نیچے کی سمت اتر رہے ہیں اور پیروں کے پنجوں پر کچھ زیادہ زور ڈالتے اور اکثر پیدل چلنے میں ہمراہی پیچھے رہ جاتے۔ پیرانہ سالی اور ضعف کے باوجود ساتھ چلنے والوں کو کبھی دوڑنے کی نوبت آجاتی اور ایسا لگتا کہ زمین اپنی طنابیں سمیٹ رہی ہے اور طی ارض کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ ایسی حالت میں اکثر آپ قدس سرہٗ العزیز کی زبان پر یہ شعر جاری ہوتا ہے

علی کا نام بھی کیا نام ہے کہ راحت جان ہے
عصائے پیر ہے تیغ جوان ہے حرز طفلاں ہے

سواری

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نوجوانی میں کبھی سائیکل سے بھی سفر فرماتے مگر یہ سفر کبھی کبھار ہوتا یہ اُس دور کی بات ہے جب خانقاہ شریف سے تقریباً پندرہ کلومیٹر دور نوابان اودھ کے شہر فیض آباد میں بھی خال خال سائیکل ہی نظر آتی تھی۔ پھر جوانی میں دور دراز تک مستقل

گھوڑے پر سوار ہو کر سفر فرماتے۔ عمر کے اضافے کے ساتھ اکثر پالکی پہ سفر ہوتا اور یہ آپ کو پسند بھی تھا کیوں کہ عظیم المرتبت صاحب روحانیت تعلقہ دار کا ہر دلعزیز صاحب معرفت بیٹے نے اپنے بڑوں کو یوں ہی سفر کرتے پایا تھا تو خود بھی پالکی پر سفر فرماتے اور کبھی حسب اتفاق بیل گاڑی پر بھی سفر کرتے اس کے علاوہ بڑے شہروں اور ملک کے دیگر صوبوں کا سفر ٹرینوں اور بسوں کے ذریعہ ہی ہوتا تھا۔

بیک وقت دو مقامات پر موجودگی

اللہ رب العزت کی عطا کردہ طاقت وقوت اور اسی کے فضل وکرم سے اس کے محبوبین کا بیک وقت متعدد مقامات پر موجود ہونا کوئی بعید بات نہیں ہے جیسا کہ پیر پیراں، میر میراں حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی بغدادی غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا ایک ہی دن ستر مریدوں کی دعوت افطار قبول کرنا اور سب کے گھروں میں بیک وقت افطار کرنا اور شیخ اکرم حضرت سیدنا فتح محمد موصلی رحمۃ اللہ علیہ کا بیک وقت دس جگہوں پر حاضر ہونا بفضلہٖ تعالیٰ امر محال نہیں ہے اسی طرح غواص معرفت، شہباز طریقت، حضرت سیدنا مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما نظر آئے۔ دیکھنے والوں نے دیکھا۔ ملاقاتیں کیں۔ دیکھنے کی شہادت دی اور دوسروں کو بھی آگاہ کیا اس طرح کا چند ہی بار کا واقعہ ہم تک پہونچا لیکن سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ قدس سرہٗ العزیز کا یہ معمول تھا کہ جب اور جہاں چاہتے تشریف لے جاتے اور اپنی قیام گاہ پر بھی مریدین ومعتقدین میں جلوہ فرما ہوتے اور آپ قدس سرہٗ العزیز کے فیصلے اور اوامر ونواہی ہر جگہ اثر انداز ہوتے جس کی تاثیرات بعد میں دیکھی اور سنی جاتی تھیں۔

راقم السطور کو بتایا گیا کہ ایک بار ایک مرد صالح کہیں سے خانقاہ مخدومیہ بلہری شریف میں تشریف لائے اور وہ خانقاہ کے اندر حضرت مخدوم سید قیام الدین بھیکا شاہ مکی رضی اللہ عنہ کے مزار کے پاس معتکف ہو گئے۔ ہمہ وقت وہیں حاضر رہتے اور اپنے

معمولات میں مشغول رہتے۔ کسی سے کوئی ربط نہیں رکھا اس طرح چند دن گزر گئے ایک دن حضرت مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے ان سے فرمایا:

''حضرت! ہمہ وقت بارگاہ مخدوم ہی میں تشریف فرما ہیں اور آپ انہیں کا مہمان بن کر رہ گئے ہیں بندے کو بھی خدمت کا موقع عنایت فرمائیں آج شب میرے مہمان رہیں''

اس حق آگاہ مرد صالح نے فرمایا ''زہے نصیب'' اگر آپ نے اس بندے کو اپنا مہمان بنا کر عزت بخشی، اب وہ مرد صالح مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے پاس آکر بیٹھ گئے اور مختلف موضوعات پر راز و نیاز کی باتیں شروع ہوگئیں۔ اسی اثنا میں انہوں نے پوچھ لیا۔ حضور! اس سال بارگاہ سلطان الہند خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ میں کتنے دنوں قیام فرمایا اور یہاں کس دن تشریف لائے اس سال بارگاہ خواجہ اجمیری میں اللہ والے کثیر تعداد میں موجود تھے۔ آپ قدس سرہٗ العزیز نے مسکرا کر فرمایا ''میں تو ان دنوں آستانۂ مخدومیہ پہ موجود تھا کب اجمیر مقدس کی حاضری دی؟'' یہ فرما کر آہیں بھرنے لگے اور آنکھوں سے درد فرقت کے آنسو جاری ہوگئے۔ اس مرد صالح نے فرمایا 'سید صاحب! میں مغالطہ میں نہیں ہوں بلکہ پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ میں نے آپ کو بارگاہ خواجہ میں دیکھا ہے' پوچھنے پر دوسروں سے معلوم ہوا کہ آپ خانقاہ مخدومیہ بلہری شریف کے سجادہ نشین ہیں اکثر و بیشتر آتے رہے ہیں اور صاحب کشف و کرامت بزرگ ہیں۔ اب میں کیسے تسلیم کرلوں کہ آپ اجمیر مقدس تشریف نہیں لے گئے اور میں انہیں بنیادوں پر زیارت کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ اس مرد حق آگاہ کی بات سن کر آپ قدس سرہٗ العزیز خاموش ہوگئے اور پھر دوسری باتیں ہونے لگیں۔ آپ قدس سرہٗ العزیز کے اہل خانہ کا بھی کہنا ہے کہ ان دنوں آپ قدس سرہٗ العزیز خانقاہ میں تشریف فرما رہے۔

اسی طرح ایک بار ایک مجذوب صفت مرد کامل آپ قدس سرہٗ العزیز کی زیارت کیلئے خانقاہ بلہری شریف پہ تشریف لائے اور توجہ کے طالب ہوئے کہنے لگے کہ دور دراز کی مسافت طے کر کے میں حاضر ہوا ہوں تا کہ آپ سے فیض حاصل کروں عارفین میں آپ کی

بڑی قدر و منزلت ہے کئی اللہ والوں نے بتایا ہے کہ خانقاہ مخدومیہ بلہری شریف کے سجادہ نشین قطب وقت ہیں اور خدمت دین متین میں مصروف ہیں ۔ نو وارد نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا کہ زیارت حرمین شریفین سے کب واپسی ہوئی ؟ یہ سن کر آپ قدس سرہٗ العزیز بے چین و بے قرار ہو گئے اور آہ بھر کر ارشاد فرمایا، مجھے کہاں نصیب، اس پر مجذوب صفت مرد کامل کہنے لگے، میں بڑے وثوق سے کہتا ہوں کہ میں نے آپ کو طواف کعبہ کرتے ہوئے دیکھا ہے منیٰ و عرفات میں مَیں نے آپ سے ملاقات کی اور نبیٔ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گنبد خضریٰ کے سایے میں صلوٰۃ و سلام پیش کرتے ہوئے بھی دیکھا، اس تفصیل کے بعد آپ قدس سرہٗ العزیز پر ایک کیفیت طاری ہو گئی اور سرور و مستی میں جھوم کر یہ شعر پڑھنے لگے ؂

دل میں ہو یاد تیری گوشۂ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو

غسل

حضرت سید مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے غسل کرنے کے بارے میں معلوم ہوا کہ کبھی پندرہ روز کبھی بائیس اور کبھی ایک مہینہ تک غسل نہیں کرتے تھے کپڑے گندے ہونے پر حسب ضرورت خدام تبدیل کرا دیتے چوں کہ طبیعت میں نظافت بہت تھی اس لئے لباس تبدیل کرنے کو ترجیح دیتے البتہ جب غسل کیلئے خدام یاد دلاتے کہ حضور! اتنے دن ہو گئے آپ نے غسل نہیں کیا تو آپ قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے 'ایسا ہے؟ تو لاؤ غسل کر لیں، تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ اتنے دنوں تک غسل نہ کرنے کے باوجود آپ قدس سرہٗ العزیز کے جسم اور کپڑوں میں کسی طرح کی بد بو محسوس نہیں کی جاتی تھی راقم السطور کو بھی کسی ملاقات میں ایسا محسوس نہیں ہوا بلکہ آپ قدس سرہٗ العزیز کے ارد گرد فضا اکثر معطر رہتی اور کبھی بوئے فرحت و انبساط کے ساتھ عطر بیزی کی ملی جلی خوشبو آپ قدس

سرہٗ العزیز کے جسم سے پھوٹتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔اسے ہر وہ شخص محسوس کرتا ہے جسے آپ قدس سرہٗ العزیز کا قرب میسر ہوتا۔

اپنے احباب میں سے ایک صاحب نے جو مشرب چشتیہ کے علمبردار تھے راقم السطور کو بتایا کہ جو نسب کے اعتبار سے اصل میں سید ہوگا اس کے بدن اور کپڑوں میں بدبو کبھی پیدا نہیں ہوگی اور اس کے کپڑوں میں جوئیں بھی نہیں پڑیں گی بلکہ اس کی جگہ خوشبو محسوس ہوگی۔انہوں نے یہ کہا کہ میں نے اس کو بارہا تجربہ کیا ہے واللہ اعلم بالصّواب۔

ہنسنا

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے ہنسنے کے بارے میں ایک صاحب نے ذکر کیا کہ میں نے مخدوم ملت کو ہنستے ہوئے کبھی نہیں دیکھا راقم السطور کے نزدیک یہ بات ممکن تو ہے مگر حیرت انگیز بھی ہے کیوں کہ ضحک انسان کا خاصہ ہے اس لئے ہنسنا صرف انسان کا فعل ہے اور غیر انسان کیلئے ہنسنا غیر فطری امر ہے۔جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ضحک ثابت ہے تو ایک عالم دین سیدزادے سنّتوں کے پابند سے ہنسنا ضرور پایا گیا ہوگا کم از کم اتنی ہنسی کہ جس سے سنّت پر عمل ہو جائے۔

محققین ائمۂ فقہ نے ہنسنے کی تین قسمیں کی ہیں (۱) قہقہہ جو خود سنے اور قریب والے بھی سنیں۔(۲) ضحک جو خود سنے اور اس کے قریب والے نہ سنیں دانت دکھائی دے یا نہ دکھائی دے۔(۳) تبسم جس میں بالکل آواز نہ ہو اور ہونٹ بھی نہ کھلیں۔

شبنم گونڈوی صاحب جو مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے خاص خدام میں رہ چکے ہیں اور سفر و حضر میں ساتھ رہے ہیں مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے تذکرے میں انہوں نے اس طرح بتایا کہ آپ کو ہنستے ہوئے میں نے دیکھا ہے جس کی قدرے تفصیل کچھ اس طرح بیان کی کہ موضع فیروز پور بلاری ضلع بلرامپور میں مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز قیام

پذیر تھے۔ مسلم وغیر مسلم مریدین ومعتقدین حاضر خدمت تھے۔ پُرسکون ماحول میں مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز بیان فرمارہے تھے کہ' انبیائے عظام معصوم ہوتے ہیں اور اولیائے کرام من اللہ شرشیاطین سے محفوظ ہوتے ہیں' اسی درمیان آپ قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا' اتنے سال ہوگئے یہ خاکسار محفوظ ہے اور بدخوابی کی شکایت نہیں ہوئی جس سے غسل واجب ہوجائے' اس بات کو سن کر شیو پوجن سنگھ ٹھاکر نے کہا حضور! سب کھاتے ہیں تو ناپاکیاں بنتی ہیں اور آپ کھاتے ہیں تو نور بنتا ہے ٹھاکر صاحب سے یہ بات سن کر مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز منہ پہ رومال رکھ کر ہنس پڑے اور قریب میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے ہنستے ہوئے دیکھا۔

راقم السطور نے مزید تحقیق بھی کیا تو معلوم ہوا کہ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز مسکراتے بھی تھے اور ہنستے بھی تھے البتہ قہقہہ لگاتے ہوئے نہ آپ قدس سرہٗ العزیز کو کبھی دیکھا گیا اور نہ سنا گیا۔

جب مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز راقم السطور کے غریب خانہ پر تشریف لائے تو ایک شب قیام فرمایا مجلسی گفتگو میں راقم السطور سے بیان فرمایا کہ'' اٹھارہ سال ہوگئے احتلام سے محفوظ ہوں اور اہلیہ بھی انتقال کرچکی ہیں'' راقم السطور کہتا ہے حالاں کہ آپ قدس سرہٗ العزیز کی صحت قابل رشک تھی، یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ انبیاء ومرسلین اور فرشتگان الٰہی معصوم ہوتے ہیں کہ ان ذوات قدسیہ سے ارتکاب گناہ پایا ہی نہیں جاسکتا ہے یعنی ان کے اندر گناہ کرنے کا مادہ اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی نہیں کیا ہے اور اولیائے کرام محفوظ ہوتے ہیں کہ ان کے اندر مادہ تو ہے مگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیشہ کیلئے انہیں محفوظ فرمادیا ہے کہ ان پر شیاطین کی دسیسہ کاریاں کام نہیں کرسکتی ہیں۔

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میلاد سے عشق کی

حدتک لگاؤ تھا۔ آستانۂ پاک پہ تشریف فرما ہوتے یا رشد و ہدایت کیلئے دورے پر مریدین میں ہوتے اگر کوئی ضروری امر درپیش نہیں ہے تو اس کا خاص لحاظ رکھتے اور بعد نماز جمعہ اکثر مسجد ہی میں مجلس میلاد قائم فرماتے۔ بشکل دیگر درود شریف ۱۰۰ ر بار خود بھی پڑھتے اور مریدین کو بھی پڑھنے کی تاکید کرتے اور فرماتے کہ مدینہ منورہ کی طرف رخ ہو آنکھیں بند ہوں اور زبان پہ کلمات درود ہوں ''صلی اللہ علی النبیّ الاُمّیّ وآلہٖ صلی اللہ علیہ وسلّم صلوٰۃً وسلاماً علیک یارسول اللہ'' اور یہ تصور ہو کہ ہم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں باادب کھڑے ہو کر درود وسلام کا نذرانہ پیش کررہے ہیں۔

اگر جمعہ کا دن گزر کر آنے والی شب میں کسی مرید کے گھر محفل میلاد منعقد ہونے کی خبر اور دعوت آپ قدس سرہٗ العزیز کو دی جاتی تو شام کو میلاد پڑھتے جس میں آپ قدس سرہٗ العزیز قرآنی آیتیں احادیث کریمہ اور اقوال بزرگان دین بیان فرماتے سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے، اسلامی شعائر وروایات قائم رکھنے اکثر نماز وروزہ کی پابندی اور شب بیداری، ذکر وفکر کی تعلیم دیتے اور اصلاح وتزکیۂ نفس کی ترغیب دیتے۔

اگر مقامی کوئی عالم دین یا حافظ وقاری میلاد خواں ہوتے تو انہیں سے تقریر کراتے ورنہ عموماً آپ کے خدام اکثر میلاد خواں ہوتے تھے اگر وہ موجود ہیں تو انہیں سے میلاد پڑھواتے اور خود بھی میلاد پڑھتے۔ ذکر رسول کے وقت اکثر آپ کی آنکھیں نمناک ہو جاتیں اور قدرے آواز گرفتہ بھی ہو جاتی مگر نثر ونظم میں میلاد پاک نہایت ذوق وشوق سے پڑھتے اور والہانہ انداز میں اس طرح بیان فرماتے کہ ایک سماں بندھ جاتا، حاضرین میں ایک کیفیت پیدا ہو جاتی، سامعین جھوم جھوم اٹھتے اور اکثر لوگ رونے لگتے کبھی تو بعض لوگ چیخیں مار کر روتے اس کے سوا تھوڑے وقفے سے نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت کی صدائیں بلند ہوتی رہتی تھیں، رہ رہ کر درود پاک کا ترانہ گونجتا رہتا اس وقت ایک روحانی کیف وسرور محسوس ہوتا اور ایسا معلوم ہوتا کہ صفات ملکوتی کے حاملین کی مجلس ہے اور طارم اعلیٰ پر پرواز ہو رہی ہے۔

اختتام مجلس پاک کے وقت اکثر خود ہی صلوٰۃ وسلام پڑھتے اور پڑھواتے عشق ومحبت میں ڈوبے ہوئے صلوٰۃ وسلام کے اشعار ہوتے۔خصوصاً اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز کا مشہور زمانہ سلام ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' پڑھتے آخیر میں ''یا نبی سلام علیک''مع چند بند بھی پڑھتے۔خود ہی دعا کرتے اپنے لئے ،اپنے تمام مریدین ومعتقدین اور تمام امت محمدیہ کیلئے گڑ گڑا کر دعائیں مانگتے جس میں اپنی کمتری اور محتاجی کا ذکر کرتے اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی وبڑائی اور خودی کو بیان فرماتے۔نمناک آنکھوں کے ساتھ رندھی ہوئی آواز میں اس انداز سے دعا کرتے کہ سلف صالحین کی یاد تازی ہوجاتی ،خاتمہ بالخیر کیلئے دعامیں اپنے ناناجان صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرکے استغاثہ کے یہ اشعار اکثر پڑھتے تھے۔

یَا رَسُوْلَ اللہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
یَا حَبِیْبَ اللہِ اِسْمَعْ قَالَنَا
اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ غَمٍّ مُغْرَقٌ
خُذْ یَدِیْ سَہِّلْ لَنَا اَشْقَالَنَا

کبھی یہ شعر بھی آپ قدس سرہٗ العزیز کی زبان پر جاری ہوجاتا۔

ہزار بار بشویم دہن ز مشک وگلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

پسندیدہ اشعار

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کو متعدد شعراء کے بےشمار اشعار یاد تھے،حمد ونعت، غزل ومرثیہ کے اشعار کبھی کبھی جھوم کر پڑھتے بھی تھے خصوصاً اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے نعتیہ اشعار والہانہ انداز میں پڑھتے۔بار بار پڑھتے جھومتے اور مجلس میں سامعین بھی جھومنے پر مجبور ہوجاتے۔کبھی ایسا محویت کا عالم طاری ہوتا کہ دیر تک

یہ سلسلہ جاری رہتا اور کبھی تو اہل مجلس متاثر ہو کر نعرۂ تکبیر و نعرۂ رسالت کی صدائیں بلند کرنے لگتے۔ ان لمحات میں آپ قدس سرہٗ العزیز کا سوز و گداز بڑھ جاتا ایسی حالت میں آنکھوں سے آنسو کے قطرے ٹپکنے لگتے جو موتیاں سی بکھرتی معلوم ہونے لگتیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار اکثر و بیشتر پڑھتے تھے

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

زمین و زماں تمہارے لئے، مکین و مکاں تمہارے لئے
چنین و چناں تمہارے لئے، بنے دو جہاں تمہارے لئے

دہن میں زباں تمہارے لئے، بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے، اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

صلّ علیٰ حبیبنا صلّ علیٰ محمد ﷺ
صلّ علیٰ نبیّنا صلّ علیٰ محمد ﷺ

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

وہی نور حق ہے وہی ظل رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذی شان گیا

ساتھ ہی منشئ رحمت کا قلم دان گیا

لے خبر جلد کہ غیروں کی طرف دھیان گیا

میرے مولیٰ میرے آقا تیرے قربان گیا

یہ شعر بھی بار ہا سنا گیا ہے۔

مدد کا وقت ہے اے سیدی خیر الوریٰ اٹھئے

ہوا اعداء کا نرغہ اے حبیب کبریا اٹھئے

عشق مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور دوشنبہ کا احترام

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز یوم دوشنبہ کا بہت احترام فرماتے جب یہ دن آتا تو حاضرین سے فرماتے اللہ اللہ! آج دوشنبہ ہے خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی مبارک دن کو اس خاکدان گیتی پر مبعوث فرمایا سارے عالم میں انہیں کے دم قدم کی بہار ہے امام احمد رضا رضی اللہ عنہٗ کا یہ شعر گنگنا اٹھتے ؎

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دئے ہیں

جس راہ چل دئے ہیں کوچے بسا دئے ہیں

اس وقت والہانہ انداز کی بے خودی وسرمستی عشق ومحبت اور مسرت وانبساط کی سرشاری قابل دید ہوتی آپ قدس سرہٗ العزیز فرماتے ؎

پیارے حبیب کو پکار پیارے نبی کا نام لے

دامن مصطفیٰ میں آ پائے رسول تھام لے

درد محبت بڑھتا تو سوز گداز عشق میں اپنا کلیجہ تھام لیتے اور حضرت آسی کا یہ شعر پڑھنے لگتے۔

مجھ کو ہنگامۂ محشر سے کیا غرض

بس تمنا ترے دیدار کی ہے

کبھی اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر دردِ فرقت میں تڑپتے اور حسن بریلوی کا یہ شعر بار بار پڑھتے۔

دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو
سینے پہ تسلی کو ترا ہاتھ دھرا ہو

شعر کی تکرار فرماتے رہتے اور پڑھتے رہتے جب قدرے سکون ہوتا تو فرماتے ؎

ہم نہیں جانتے تھے ایسی بلا پیار میں ہے
جان مشکل میں ہے دل رہِ دشوار میں ہے
دل لیں درد دیں دل دیں بتوں کو
نہیں معلوم وہ کس گوشۂ گلزار میں ہے

آپ قدس سرہٗ العزیز کبھی بھیگی پلکوں کے ساتھ ارشاد فرماتے یہی دوشنبہ کا دن وہ مبارک دن ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسی دن اس دار فانی سے تشریف لے گئے اس وقت مزید رقت بڑھ جاتی۔ تصور جاناں میں ڈوب کر ارشاد فرماتے ''انشاء اللہ تعالیٰ میں بھی اسی دن اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کروں گا۔''

سامعین یہی سمجھ رہے تھے کہ آپ قدس سرہٗ العزیز کی یہ صرف ایک تمنا ہے مگر حقیقت میں عطائے الٰہی سے اپنے معینہ یوم وصال کو جان لینے کا اور مریدین کو آگاہ کرنے کا نہایت ہی لطیف اشارہ تھا اس منظر کی عکاسی کرتے ہوئے کسی نے کیا خوب کہی ؎

روح کیوں نہ ہو مضطرب موت کے انتظار میں
سنتا ہوں مجھ کو دیکھنے آئیں گے وہ مزار میں

اللہ رب العزت نے اپنے فضل عظیم اور کرم عمیم سے آپ قدس سرہٗ العزیز کی یہ آرزو پوری فرمادی یعنی آپ قدس سرہٗ العزیز نے دوشنبہ مبارکہ ہی کو اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ فرمایا۔ دوشنبہ کو مزید شرف یہ بھی حاصل ہے کہ غار حرا میں سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر دوشنبہ ہی کے دن سب سے پہلی وحی نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوشنبہ کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا" فِیْہِ وُلِدْتُ " میں اسی دن پیدا کیا گیا یعنی دوشنبہ کے دن روزہ رکھنے کو پسند فرمایا۔

قبل از وقت وصال کی خبر دینا

حضرت سید مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز وصال کے کچھ دنوں پیشتر ہی سے جس طرح کی باتیں کرتے تھے محبین ومخلصین، مریدین ومتوسلین اور عقیدت مندوں کو دعائیہ کلمات سے نوازتے تھے اوران سے الوداعیہ انداز میں ملتے تھے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ قدس سرہٗ العزیز کو اس بات کا علم تھا کہ دنیا کے قید خانے سے آزاد ہونے اور دوسرے عالم کے سیر کا وقت قریب ہے۔ البتہ وصال سے کچھ پہلے کھلے طور پر ظاہر فرمادیا کہ میں دو ایک دن کا مہمان ہوں اور حد یہ کہ اب صرف چند گھنٹوں میں وقت معین پورا ہونے والا ہے۔ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے حسب ذیل جملوں کو پڑھ کر غور کیا جائے تو یہ حقیت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ یقیناً آپ قدس سرہٗ العزیز کو اپنی وفات کے وقت کا علم تھا۔

(۱)......مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کا اپنے ایک مرید سے کہنا کہ میری باتوں کو غور سے سن لو! جہاں تک ہو سکے گا اس (جامعہ مخدومیہ سبحانیہ علاء الدین پور گلرہوا ضلع گونڈہ) کی امداد واعانت کرتے رہنا۔

(۲)......کسی سے کہنا کہ یہ جامعہ ہماری امانت ہے جس کے تم امین ہو اس کو تم اپنے زندگی بھر چلاتے رہنا۔

(۳)......کسی سے یہ کہنا کہ بابو! تمہارے ذمہ مسجد کی تعمیر کا کام ہے۔

(۴)......کسی سے یہ کہنا کہ مذہب اہلسنّت و جماعت پر ہمیشہ قائم رہنا اب یہ ہمارے سفر کی آخری منزل ہے۔

(۵)......ایک شخص سے یہ کہنے پر کہ لوگ حضرت کی خدمت کرلیں پھر دوبارہ ایسا موقع نہیں آئے گا اس پر آپ قدس سرہٗ العزیز کا یہ فرمانا کہ "بابو سچ کہتے ہو بہت جلد۔۔۔۔"

(۶)......آخری سفر میں اچانک یہ فرمانا کہ ’’مجھے آستانہ عالیہ پر بہت جلد پہونچنا چاہئے۔‘‘
(۷)......اسی سفر میں مزید اور چند دنوں قیام کرنے کی درخواست پر یہ کہنا کہ ’’جتنے جلدی ہو سکے آستانہ عالیہ پر پہونچانے کی کوشش کرو۔‘‘
(۸)......آستانہ عالیہ پر پہونچ کر اپنے لخت جگر، در یکتا، اکمل الصوفیاء حضرت سید عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر خلاف معمول بیس منٹ تک ان پر توجہ ڈالنا سفر باطنی و روحانی میں پایۂ تکمیل تک پہونچانا اور خانقاہ کی بیعت وارشاد وغیرہ کی ساری ذمہ داریاں انہیں کے سپرد کر کے خود بری الذمہ ہو جانا۔
(۹)...... چند بار یہ فرمانا کہ ’’چاند بابو کہاں رہ گئے ان کو آجانا چاہئے تھا۔‘‘
(۱۰)......وصال سے صرف ایک دن پہلے اپنی بہو بیگم یعنی والدۂ حضرت چاند بابو مدفیضہٗ کو انہیں کے قول کے مطابق ایک ہزار روپئے اور دوسرے کے قول کے مطابق پانچ سو روپئے دے کر فرمانا ’’اسے رکھ لو کل تمہارے کام آئے گا۔‘‘
(۱۱)...... اپنے صاحبزادے سے یہ کہنا کہ ’’چلیں آستانے میں اب مجھے کہیں نہیں جانا ہے۔‘‘
(۱۲)......وصال کے دن اپنے ایک مرید سے جب کہ وہ اذان عصر دینے کیلئے مئذنہ (اذان دینے کی جگہ) تک جارہے تھے آپ قدس سرہٗ العزیز کا یہ فرمانا ’’آج عصر کی اذان میں دوں گا کیوں کہ یہ ہماری آخری اذان و نماز ہوگی۔‘‘
(۱۳)......نماز عصر پڑھ کر احاطۂ مخدوم پاک میں حاضری کے بعد اپنے ایک مرید سے یہ کہنا کہ ’’مجھ کو یہیں سپرد خاک کر دینا۔‘‘
(۱۴)......وصال شریف سے چند منٹ پیشتر یہ فرمانا کہ ’’ملائکہ نے مجھے اب جنتی خوشبو سنگھا دیا ہے۔‘‘

یہ سارے اقوال واشارات اس بات پر شاہد عدل ہیں کہ آپ قدس سرہٗ العزیز کو پورے طور سے یقین کامل کے ساتھ اپنی وفات کے دن اور وقت کا علم تھا اور یہ بھی علم تھا کہ

آستانہ عالیہ مخدومیہ سبحانیہ ہی میں میری موت آئے گی اور یہی میرا مدفن ہوگا ؎

لوح محفوظ است پیش اولیاء

آخری نماز اور مدفن

حضرت مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز ۱۵ر جمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۴ر جون ۱۹۷۶ء بروز دوشنبہ مبارکہ خانقاہ بلہری شریف کی ''اولیاء مسجد'' میں نماز عصر کیلئے تشریف لے گئے آپ قدس سرہٗ العزیز کے مرید صوفی عبدالقادر پڈرونہ والے نے آگے بڑھ کر اذان دینی چاہی کہ آپ قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا عبدالقادر! آج اذان میں دوں گا کیوں کہ یہ ہماری آخری اذان و نماز ہے صوفی عبدالقادر یہ سن کر سکتے میں آگئے اور بادیدۂ پرنم پیچھے ہٹ گئے آپ قدس سرہٗ العزیز نے خود ہی اذان دی اور خود ہی امامت فرمائی اور خود ہی والہانہ انداز میں صلوٰۃ وسلام پڑھایا آپ قدس سرہٗ العزیز کی آنکھیں ساون بھادوں برساتی رہیں اور انتہائی خشوع اور خضوع کے ساتھ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں دیر تک درود وسلام کا نذرانہ پیش کرتے رہے۔ دیکھنے والوں کو محسوس ہو رہا تھا کہ آپ قدس سرہٗ العزیز اگرچہ بظاہر بلہری شریف میں ہیں مگر حقیقت میں اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں الوداعی سلام کیلئے حاضر ہوگئے ہیں اور اشک بار آنکھوں کے ساتھ راز و نیاز میں مصروف ہیں۔

راقم السطور کو معلوم ہوا کہ جب خانوادۂ مخدومیہ کے چشم و چراغ اور سجادہ نشین آپ قدس سرہٗ العزیز اپنے جد امجد حضرت سید مخدوم قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی رضی اللہ عنہٗ کے مزار مقدس پہ آخری سلام کیلئے حاضر ہوئے تو نمناک آنکھوں اور درد و کرب میں ڈوبی ہوئی آواز کے ساتھ جو بھی عرضی پیش کرنی تھی وہ پیش کیا اور مریدین و متوسلین، اعزہ و اقرباء اور محبین کیلئے مخدوم پاک رضی اللہ عنہٗ کے وسیلے سے خیریت دارین کی دیر تک دعائیں کرتے رہے اس وقت چہرے پہ اتنی زیادہ نورانیت کی چمک تھی کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو رہی تھیں اور نظریں کام نہ کرتی تھیں یہ آپ قدس سرہٗ العزیز کے مستجاب الدعوات ہونے اور دعاؤں

کے مقبولیت کی بشارت تھی۔ پھر وہاں سے چند قدم چل کر مغرب کی سمت آ گئے اور ساتھ والوں سے فرمایا دیکھو یہ ہماری آخری آرام گاہ ہے یہیں مجھ کو سپرد خاک کرنا۔

آپ قدس سرہٗ العزیز خانقاہ سے باہر تشریف لائے اچانک فرمایا' ملائکہ نے مجھے جنت کی خوشبو سنگھادیا' عالم محویت میں چل کر اپنے بستر پر تشریف لائے ہلکی سی کھانسی آئی اور بہت معمولی سا بلغم خارج ہوا جسے صوفی عبدالقادر نے اپنے ہاتھوں پر لے لیا اور آپ قدس سرہٗ العزیز لیٹ گئے زبان پر کلمۂ طیبہ جاری ہوگیا اور آنکھوں میں چمک بڑھ گئی چہرے کی رونق دوبالا ہوگئی لبوں پہ مسکراہٹ دوڑ گئی اور نہایت ہی سکون واطمینان کے ساتھ مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کرلی ۶ / بجکر ۲۵ / منٹ پر آپ قدس سرہٗ العزیز کا وقت موعود آپہونچا اور روحانیت کا تاجدار **اَلْمَوْتُ جَسْرٌ لِوَصْلِ الْحَبِیْبِ** کے پل سے گزر گیا اور جان جانِ آفریں کے سپرد کردی **انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون**۔

ایں جان عاریت کہ بحافظ سپرد دوست
روز رخش ببینم وتسلیم وے کنم
آج پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی
جس کے جویاں تھے ہے اس گل کے ملاقات کی رات

آپ قدس سرہٗ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ 'بے قرار زندگی کو آستانۂ مخدوم ہی میں سکون ملتا ہے خدایا! موت آئے تو آستانہ ہی پر آئے' اور فضل خدا سے آپ قدس سرہٗ العزیز کی یہ آرزو پوری ہوئی اور وہی ہوا جو آپ قدس سرہٗ العزیز چاہتے تھے۔

آنے والی شب میں جب کہ تقریباً دو تہائی رات گزر چکی تھی اور یہی وقت آپ قدس سرہٗ العزیز کے تہجد گزاری کا وقت تھا اعزہ واقرباء اور اہل خانہ نے دیکھا کہ آپ قدس سرہٗ العزیز کے جسم میں جنبش ہورہی ہے اور وہ چادر جو آپ قدس سرہٗ العزیز کو اوڑھائی گئی تھی وہ سرک کر ایک سمت آرہی ہے اس سے سبھی موجودین میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور تمام لوگ اس طرف متوجہ ہوگئے اور آپ قدس سرہٗ العزیز کو ہر طرف سے گھیر لیا گیا۔ آپ قدس سرہٗ

العزیز کے حقیقی بھانجے رئیس اجودھیا حضرت حافظ قاری سید اخلاق احمد چشتی مدفیضہٗ سجادہ نشین آستانہ شہید ملت اجودھیا نے چادر ہٹا کر چہرے کی زیارت کی۔ مسرت واستعجاب کے ساتھ دیکھا کہ آپ قدس سرہٗ العزیز کا چہرہ پہلے سے بھی زیادہ بقعۂ نور بنا ہوا ہے اور فطری مسکراہٹ لبوں پہ کھیل رہی ہے کہنے لگے نہیں! نہیں! آپ قدس سرہٗ العزیز کا وصال ہو چکا ہے اور صرف یہ ظاہر فرمارہے ہیں کہ اولیاء مرتے نہیں بلکہ وصال کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں۔

خرم آں روز کزیں منزل ویراں بروم
راحت جاں طلبم در پئے جانا بروم

آپ قدس سرہٗ العزیز کی بہو بیگم آپ کے وصال شریف کے تقریباً بیالیس چوالیس سال بعد یعنی آج یکم ربیع النور شریف ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۰ رنومبر ۲۰۱۸ء شنبہ مبارکہ کو موجودہ سجادہ نشین، نور المشائخ، مجاہد ملت، شبلیٔ وقت حضرت علامہ سید عبد الرب عرف چاند بابو کی والدہ ماجدہ نے راقم السطور کو بتایا کہ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے اپنے بیٹے کو اپنی قبر کی جگہ بتا دیا تھا وہاں نیم کا درخت تھا اب وہ نیم کا درخت کاٹا گیا وہیں پہ آپ قدس سرہٗ العزیز کی آخری آرام گاہ تیار کی گئی۔

۱۵ رجون ۱۹۷۶ء شام کے وقت آپ قدس سرہٗ العزیز کا جنازہ اٹھایا گیا اور مخدوم اودھ حضرت سیدنا مخدوم سید قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی رضی اللہ عنہٗ کی خانقاہ کے دروازے کے سامنے رکھ دیا گیا۔ مریدین ومتوسلین اور عقیدت مندوں کی سوگوار جماعت نے آہ و بکا، گریہ وزاری کرتے ہوئے سسکیوں اور ہچکیوں کے ساتھ بادیدۂ پرنم صف بندی کی۔ حضرت حافظ وقاری سید اخلاق احمد صاحب چشتی مدفیضہٗ نے نمناک آنکھوں اور گلوگیر آواز میں نماز جنازہ پڑھائی۔ آنسوؤں اور پھولوں کی چھاؤں میں ملے جلے کیفیات وجذبات کے ساتھ آپ قدس سرہٗ العزیز کو قبر میں اتار دیا گیا۔ ساتھ ہی ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' کا نغمہ گونج رہا تھا جس کی عطر بیزی سے پوری فضا اور سارا ماحول مشکبار ہو رہا تھا اور سبھی آنکھیں ساون بھادوں برسا رہی تھیں۔ آپ قدس سرہٗ العزیز آج بھی اسی جگہ اپنے جد امجد

مبلغ اسلام فی الہند، ماذون من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب محو استراحت ہیں

خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تم پر

مرشد ہمارے جامۂ ہستی اتار کے

اب سو گئے ہیں پیار سے اندر مزار کے

شیر بیشۂ اہلسنّت مولانا حشمت علی خان رضوی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا آستانہ بلہری شریف سے تعلق

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی سوانح حیات کا وہ رخ ہدیۂ ناظرین ہے جو آپ قدس سرہٗ العزیز کے عام حالات زندگی سے متعلق ہیں جس میں دین متین کی اشاعت، مذہب حقہ سنّیہ اہلسنّت و جماعت کی ترویج، بزرگان دین کی خدمت خصوصاً مجدد مائۃ ماضیہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہٗ سے عقیدت و محبت، دن کے اجالے میں آپ رضی اللہ عنہٗ کی زیارت، آپ رضی اللہ عنہٗ کی تالیفات سے لگاؤ اور شیر بیشۂ اہلسنّت حضرت علامہ حشمت علی خان رضوی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا آستانہ فردوسیہ مخدومیہ سبحانیہ بلہری شریف پہ آمد آمد، حضرت مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز سے ملاقات اور آپ قدس سرہٗ العزیز کی علماء نوازی کا ذکر کریں گے۔ اس کے سوا آپ قدس سرہٗ العزیز کی کرامتوں کا بیان ہوگا جو عام حالات میں بلا ارادہ چلتے پھرتے، صبح و شام، رات دن آپ قدس سرہٗ العزیز سے صادر ہوتے رہتے تھے۔

حضرت مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی حیات طیبہ کا ایک ناقابل فراموش، روشن اور تاریخ ساز کارنامہ یہ بھی ہے کہ جون ۱۹۴۶ء سے اپریل ۱۹۴۹ء تک فیض آباد میں ایک تاریخی مقدمہ زیر سماعت تھا جس میں دیوبندی مخالفین مدعی تھے اور شیر بیشۂ اہلسنّت مولانا حشمت علی خان لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت ملزم تھے جس میں شیر بیشۂ اہلسنّت رحمۃ اللہ علیہ نے خود بحث کی تھی اور حکام ایوان کی موجودگی میں عقیدۂ اہلسنّت و جماعت کا ببانگ دہل

اعلان فرما کر احقاق حق اور ابطال باطل کا حق ادا کر دیا تھا۔

اس مقدمے میں دو عظیم القدر شخصیتوں نے تمام بار برداشت کیا۔ اولاً مظہر شاہ مخدوم سید قیام الدین بھیکائے مکی، مخدوم ملت حضرت سید عبد السبحان قدس سرہٗ العزیز سجادہ نشین خانقاہ بلہری شریف فیض آباد کی ذات ہے جو نہ جنبش کرنے والے جبل گراں کی طرح اپنے موقف پر اٹل رہے جنہوں نے اپنے خاندانی تعلقہ دارانہ اثر ورسوخ کا بھی استعمال کیا اور کردار سازی میں درمے، قدمے، سخنے ہر طرح کا تعاون کرنے میں بھی پیش پیش رہے اور باطنی تصرفات کے ساتھ اپنے آبائے کرام خصوصاً مخدوم شاہ بھیکا مکی رضی اللہ عنہٗ کے فیوض و برکات کے سایے میں بہمہ جہت متوجہ رہے۔ دوسری اہم ترین شخصیت شعیب الاولیاء حضرت الشاہ یار علی نور اللہ مرقدہٗ بانی دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف سدھارتھ نگر کی ذات گرامی تھی جو پورے مقدمے میں شروع سے آخر تک عزم مستحکم لئے ایک پائدار اور مضبوط قلعہ کی طرح باراخراجات ودعائے سحر گاہی کے ساتھ سینہ سپر رہے اوران دونوں اللہ والوں نے یہ ثابت کر دکھایا کہ ؎

آسماں بار امانت نتوانست کشید

قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

مناسب ہے کہ بدر ملت حضرت علامہ بدر الدین احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''سوانح اعلیٰ حضرت'' سے نقل کر کے اس مقدمے کے تمام حالات اور کاروائیاں راقم السطور یہاں تحریر کر دے تا کہ قارئین کی معلومات میں اضافہ ہو اور اس بات کا علم و معرفت ہو جائے کہ مذہب حقہ سنّیہ اہلسنّت و جماعت قرآن وحدیث کے دلائل قاہرہ ظاہرہ باہرہ کی روشنی میں اپنی حقانیت کی مضبوط بنیادوں پر آج بھی قائم ہے اور رہتی دنیا تک باطل کے سر پر چڑھ کر بولتا رہے گا، انشاء اللہ تعالیٰ، اس کے سوا ریاض دین کی پژمردہ کلیوں کو آب عمل سے تازگی دینے کیلئے اللہ تعالیٰ ہر صدی میں اپنے کسی مخصوص بندے کو پیدا فرما کر اس کے تجدیدی کارناموں کے ذریعہ سیراب فرماتا رہے گا جیسا کہ خود مہبط جبرئیل امین حضرت

شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے، **اِنَّ اللّٰہَ یَبۡعَثُ لِھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ عَلٰی رَأسِ کُلِّ مِاَۃٍ مَنۡ یُجَدِّدُ لَھَا دِیۡنَھَا** (ابوداؤدشریف جلد ۲ صفحہ ۲۴۱) ہر صدی کے ختم پر اس امت کیلئے اللہ تعالیٰ ایک مجدد ضرور بھیجے گا جو امت کیلئے اس کا دین تازہ کردے گا۔

مذکورہ مقدمے کی نقل یہ ہے۔

فیض آباد کا تاریخی مقدمہ

اور پیشکار، مختار، وکیل، بیرسٹر، مجسٹریٹ اور جج وغیرہ کے جمگھٹے میں حسام الحرمین کا اعلان حق

حسام الحرمین کا مقدس فتویٰ ابھی تک صرف علمائے اسلام سے اپنی حق گوئی اور باطل سوزی کی سند حاصل کرسکا تھا لیکن غیب سے ایسا سامان پیدا ہوا کہ کچہری اور کورٹ کے مجسٹریٹ نیز جج صاحبان سے بھی اس نے اپنی حقانیت اور صداقت کا لوہا منوالیا۔

اس کا واقعہ یوں ہے کہ حضرت شیر بیشۂ اہل سنّت علامہ حشمت علی خان لکھنوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ضلع فیض آباد کے علاقہ قصبہ بھدرسہ اور اس کے قرب وجوار میں ۲۲ رمئی ۱۹۴۶ء تا ۶ رجون ۱۹۴۶ء مسلسل تقریریں فرمائیں۔ جن میں آپ مذہب اہلسنّت کی تبلیغ اور سنی مسلمانوں نیز دیگر حاضرین کی نصیحت وہدایت کیلئے حسام الحرمین اور صوارم الھندیہ کے مضامین پڑھ کر سناتے رہے۔ وہابیوں کے عقائد کفریہ سے آگاہ کرنے کیلئے تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان اور مختصر سیرت نبویہ کی عبارات کفریہ کتاب کھول کھول کر لوگوں کو دکھلاتے رہے۔

جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہت سے وہابی، دیوبندی جو بے چارے اپنے پیشواؤں کے عقائد کفریہ سے آگاہ نہ تھے توبہ کرکے سنی مسلمان ہوگئے جب گھاگھ وہابیوں نے دیکھا کہ علامہ لکھنوی کے ہاتھوں وہابیت کی مٹی پلید ہوتی جارہی ہے تو انہوں نے اپنے علماء سے سازش کرکے علامہ لکھنوی کے خلاف ''مہاویر پرشاد اگروال'' مجسٹریٹ درجہ اول شہر فیض آباد

کے اجلاس میں استغاثہ دائر کر دیا جس میں یہ الزام عائد کیا کہ

''ملزم (مولانا حشمت علی) نے تاریخ ۸؍جون ۱۹۴۶ء بوقت ۹؍بجے شب لغایت ۱۲؍بجے شب ایک تقریر کی جس کے دوران مین ملزم نے مدعیان کے مذہبی عقائد مجروح کرنے نیز فرقہ وارانہ فساد برپا کرنے کی غرض سے مجمع عام میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھی، رشید احمد گنگوہی اور مولوی عبد الشکور کاکوروی لکھنوی کافر و مرتد بے دین ہیں ملزم کی تقریر مذکور سے مدعیان اور ان کے علمائے دین کی سخت توہین اور دل آزاری ہوئی۔ عالی جاہا! ملزم نہایت ہی مفسد آدمی ہے اور جرم دفعات ۲۹۸، ۵۰۰، ۱۵۳؍الف کا مرتکب ہے لہٰذا تدارک ملزم حسب دفعات بالا فرمایا جائے۔''

عرضی: فدویان عبد الحمید خان وسراج الحق خان وحبیب اللہ مدعیان ساکنان قصبہ بھدرسہ ضلع فیض آباد مورخہ ۱۲؍جون ۱۹۴۶ء۔

کاروائی استغاثہ کے مطابق حضرت شیر بیشۂ اہل سنّت علامہ لکھنوی جب کورٹ میں پہونچے تو مجسٹریٹ نے استغاثہ کے متعلق جواب طلب کیا' آپ نے اجلاس میں تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، فوٹو فتویٰ مہری دستخطی گنگوہی اور مختصر سیرت نبویہ مصنفہ عبد الشکور کاکوروی پیش کیا اور ان کی عبارات کفریہ سے مجسٹریٹ کو آگاہ فرمایا اور اس کے ساتھ ہی آپ نے مجسٹریٹ پر یہ بھی واضح کر دیا کہ دنیائے سنّیت کے عظیم و جلیل پیشوا شیخ الاسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہٗ نے مولوی تھانوی، مولوی نانوتوی، مولوی گنگوہی، مولوی انبیٹھی پر ان کے عقائد کفریہ یقینیہ کے سبب بحکم شریعت اسلامیہ کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا ہے جو مقدس کتاب حسام الحرمین میں چھپ کر پورے ہندوستان میں شائع ہو چکا ہے اور اس فتویٰ کی تصدیق عرب شریف کے اکابر پیشوائے عظام اور ہندوستان کے ۲۶۸؍علمائے اسلام اپنی مہر اور دستخط کے ساتھ کر چکے ہیں۔

حسام الحرمین کے فتویٰ میں ایک شرعی حکم یہ بھی ہے کہ جو شخص مولویان مذکورین بالا

کے عقائد کفریہ پر مطلع ہو کر ان کو کافر نہ کہے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے تو بحکم قانون شرع وہ بھی کافر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ''مبلغ وہابیہ کی زاری'' میں ہندوستان کے ۹۴؍ علمائے اسلام نے شرعی فتویٰ دیا کہ مولوی عبدالشکور کاکوروی نے اپنی کتاب 'نصرت آسمانی' ص ۱۵،ص ۲۷،ص ۴۷،ص ۸۴ میں مولوی تھانوی اور انبیٹھی کی کفری عبارتوں کی حمایت وطرف داری کی ہے لہٰذا مولوی عبدالشکور کاکوروی 'ایڈیٹر النجم' بھی بحکم شریعت اسلامیہ کافر ومرتد بے دین ہیں۔

پھر علامہ لکھنوی علیہ الرحمہ نے اپنے بیان کی تصدیق نیز مجسٹریٹ کے اطمینان کیلئے اجلاس میں حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ وغیرہ کتابیں پیش فرمائیں اور ان کے ساتھ اپنا ایک طویل تحریری بیان بھی پیش کیا جس میں آپ نے عبارات حفظ الایمان ص ۸، براہین قاطعہ ص ۵۱، وفوٹو فتویٰ گنگوہی وغیرہ کی ہندی کی چندی کر کے ان کو اتنا عام فہم بنا دیا کہ انگریزی داں غیر مسلم مجسٹریٹ بھی پوری طرح سمجھ گیا کہ مولوی تھانوی، مولوی گنگوہی وغیرہ نے ضرور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کھلی گستاخی اور بے ادبی کی ہے اور یہ لوگ یقینی طور پر حسام الحرمین کے مطابق کافر ومرتد ہو چکے ہیں۔

اس مقام پر وہابی حضرات ہرگز یہ خیال نہ فرمائیں کہ کسی نے مجسٹریٹ کے سامنے 'المہنّد' کا مضمون نہیں سنایا اور نہ کسی نے اجلاس میں پیشوایان وہابیہ تھانوی وغیرہ کا مسلمان ہونا ثابت کیا اس لئے کہ اس تاریخی مقدمہ میں وہابیوں کے مشہور عالم، چرب زبان مقرر مولوی ابوالوفا صاحب شاہجہاں پوری وہابیت کے ایکسپرٹ عالم کی حیثیت سے پیش کئے گئے اور برسر اجلاس مجسٹریٹ کے سامنے حضرت شیر بیشۂ اہل سنّت علامہ لکھنوی اور مولوی عبدالوفا کے درمیان ایک طویل وعریض مناظرہ ہوا جس میں پیشوایان وہابیہ کو مسلمان ثابت کرنے کیلئے دیوبندی میگزین کے نئے اور پرانے جتنے بھی ہتھیار تھے وہابیت کے اس ایکسپرٹ عالم نے وہ سب استعمال کر ڈالے لیکن احمد رضا کے شیر حشمت علی نے حرمین کی حسام برّاں سے کفر وارتداد کے قلب وجگر کو کاٹ کر پھینک دیا اور بارگاہ رسالت کے گستاخ

باغیوں کے طرف دار مولوی کو لوہے کے چنے چبوادئے اور دلائل شرعیہ کے کانٹے پر پیشوایان وہابیہ مولوی تھانوی، گنگوہی وغیرہ کا کافر ومرتد ہونا ایسا بے نقاب فرمایا کہ مولوی ابو الوفا جیسا گھاگھ ہوشیار مشاق عالم بھی مجسٹریٹ کے سامنے دیوبندی کفریات پر پردہ ڈالنے میں ہر طرح ناکام رہا اور پیشوایان وہابیہ کا مسلمان ہونا ثابت نہ کرسکا۔

اب ہم مجسٹریٹ کے فیصلہ کی طویل بحث کا وہ حصہ یہاں نقل کرتے ہیں جو اس کے فیصلے کی روح ہے۔

مجسٹریٹ کا فیصلہ

ملزم کہتا ہے کہ اس نے ۸ رجون ۱۹۴۶ء کو کوئی تقریر بھدر سے میں نہیں کی اور نہ اس نے کبھی ایسے الفاظ استعمال کیا جو مستغیثان نے حلفاً بیان کئے ہیں نہ کبھی وہ اس طرح ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ وہ قطعی طور پر کہتا ہے کہ اس نے ۷ رجون کے پہلے کچھ تقریریں کی تھیں جن میں اس نے مختلف کتابوں (یعنی حسام الحرمین، الصوارم الہندیہ، مبلغ وہابیہ کی زاری) سے کچھ عبارتیں پڑھی تھیں۔ ان کتابوں میں یہ مولویان (اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھی اور عبدالشکور کاکوروی) اسلامی فتویٰ سے بے دین کافر ومرتد اور دیو کے بندے کہے گئے ہیں۔

اب ہم دیکھیں گے کہ تقریر میں کیا کہا گیا۔ مستغیثان نے تحریر میں کچھ بھی نہیں دیا کہ ملزم نے کیا کہا۔ صرف مستغیثان اور دو گواہوں کا بیان ہے کہ ملزم نے اوپر لکھے ہوئے الفاظ (یعنی مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھی، مولوی عبد الشکور کاکوروی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کافر ومرتد اور بے دین ہیں۔) استعمال کئے ہیں ملزم یہ مانتا ہے کہ اس نے ان مولویوں کے حق میں اوپر لکھے ہوئے الفاظ استعمال کئے ہیں مگر وہ عبارت دوسری تھی۔ گواہ نمبر ایک کہتا ہے کہ (ملزم کی) تقریر کو کسی نے بھی نوٹ نہیں کیا اور نہ خود اس (گواہ) نے نوٹ کیا ملزم نے جو الفاظ کہے ہیں وہ اس کو زبانی یاد ہیں اور کچھ

مختصر مفہوم تقریر کا بھی یاد ہے اس (گواہ نمبر ایک) کے بیان کے مطابق ملزم تقریر کے وقت کتابیں اپنے ہاتھ میں لیتا تھا اس بیان سے ملزم کی بات کو تقویت ملتی ہے۔

ملزم اقرار کرتا ہے کہ اس نے ان مولویوں کے حق میں اوپر لکھے ہوئے الفاظ استعمال کئے ہیں لیکن عبارت دوسری ہے اور اس نے وہ الفاظ چند کتابوں کی تحریر کی مدد سے لئے تھے۔ میرا خیال ہے کہ ملزم کا فعل بالکل درست تھا کہ وہ کتاب سے پڑھ رہا تھا اور ملزم یہ بات نیک نیتی سے پبلک کی آگاہی کیلئے کر رہا تھا کہ وہ مذہبی بات سمجھ لیں اس لئے ملزم کا فعل دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند میں نہیں آتا ملزم کی تقریر سے پبلک کے اشتعال جھگڑے کے احتمال کے متعلق کچھ گواہوں نے یہ بیان کیا کہ ملزم کی تقریر سن کر بہت سے (وہابی) لوگ اس کی باتیں سمجھ کر ملزم کے ہم مذہب (سنی) ہو گئے اس کے معنیٰ یہ ہوتے ہیں کہ ملزم کا وعظ بہت دلچسپ تھا۔

اس مقدمے میں ایک ایکسپرٹ مولانا ابوالوفا کو پیش کیا گیا تھا۔ ملزم نے مذہبی امور میں خود بڑی لمبی جرح اس پر کی مولانا ابوالوفا کی گواہی کو مقدمہ کی گواہی کہنے کے بجائے مذہبی مناظرہ کہنا زیادہ مناسب ہے۔

میرا خیال ہے جیسا کہ میں نے اوپر بحث کی ہے کہ ۸ ؍جون ۱۹۴۶ء کا واقعہ سراسر گڑھی ہوئی بات ہے اور ایسا کوئی واقعہ نہ ہونے پایا۔ ملزم کی وہ اگلی تقریریں تھیں جن سے (وہابی) مستغیثوں کی دل آزاری ہوئی کیوں کہ فریق ثانی (سنی مسلمانوں) کے عقائد پر قبضہ جما رہے تھے اس لئے مستغیثوں نے بغیر سیاق وسباق کا تعلق دیکھتے ہوئے تقریر کے چند الفاظ لے کر ملزم کے خلاف جھوٹا مقدمہ دائر کر دیا میرے خیال میں ملزم کو اس کی جماعت میں صرف بدنام کرنے کیلئے یہ مقدمہ دائر کیا گیا ہے کیوں کہ وہ مذہبی مبلغ ہے اور اچھی مقدار میں مریدین رکھتا ہے کہ وہ دوران مقدمہ میں دیکھا گیا۔

میں ملزم مولانا حشمت علی کو تعزیرات ہند کی دفعات ۵۰۰، ۱۵۳، ۲۹۸ سے جن کا الزام اس پر لگایا گیا ہے اور اس پر مقدمہ چلایا گیا ہے بے قصور قرار دیتا ہوں اور اس کو زیر

دفعہ ۲۵۸ ضابطۂ فوجداری آزاد کرتا ہوں۔

دستخط: مہاویر پرشاد اگروال مجسٹریٹ درجہ اول فیض آباد ۲۵ ستمبر ۱۹۴۸ء

سیشن جج کا فیصلہ

۲۱/ذی قعدہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۵/ستمبر ۱۹۴۸ء کے اس تاریخی فیصلے نے دنیائے وہابیت میں تہلکہ مچادیا۔ دیوبندیوں کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی ان کے سارے فتنہ پرور منصوبے خاک میں مل گئے حق و باطل کے اس معرکہ میں میدان ''حسام الحرمین'' کے ہاتھ رہا اور بارگاہ رسالت کے باغیوں کے گلے میں شکست و ذلت کا طوق پڑا پھر وہابیوں نے سوچا کہ اس فیصلے نے تو غضب ہی ڈھادیا کہ مجسٹریٹ نے شیر رضا کو جیل خانہ کے پنجرہ میں بند کردینے کے بجائے اس کو باعزت طور پر آزاد کردیا اور حسام الحرمین کی حقانیت و صداقت کا لوہا بھی مان لیا اس لئے مجسٹریٹ کے اس فیصلے کو توڑ وا دینا بہت ضروری ہے چنانچہ اپنی ناکامی کو کامیابی سے بدلنے کیلئے ایک بار پھر انہوں نے زور باندھا اور مجسٹریٹ کے فیصلے کے خلاف سیشن جج یعقوب علی کے اجلاس میں اپیل دائر کردی سیشن کورٹ کے فاضل جج نے اپیل پر بحث کرتے ہوئے فیصلہ لکھا جس کا اقتباس ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

ملزم نے بیان کیا کہ ۷/جون ۱۹۴۶ء کے قبل اس نے چند تقریریں بھدرسے میں کیں جس میں اس نے (حسام الحرمین، الصوارم الہندیہ وغیرہ) کتابوں سے چند عبارتیں پیش کیں اور ان عبارتوں میں (مولوی تھانوی، مولوی گنگوہی، مولوی نانوتوی وغیرہ) علماء جو کہ استغاثہ میں درج ہیں بذریعہ فتویٰ کافر و مرتد، بے دین، دیو کے بندے اور وہابی قرار دئے گئے تھے۔ ۷/جون ۱۹۴۶ء سے قبل تقریریں جو کہ ملزم نے بھدرسے میں کی تھیں ان کا مضمون کچہری میں خود ملزم نے پیش کیا جس پر EX:D7 پڑا ہے۔

فریقین کی طرف سے ثبوت پہونچنے کے بعد لائق مجسٹریٹ نے اولا یہ فیصلہ کیا کہ ملزم نے ۸/جون ۱۹۴۶ء کو کوئی تقریر نہیں کی جس کی مستغیثان شکایت کرتے ہیں اور یہ

صرف ایک بنایا ہوا قصہ تھا۔ دوسرا فیصلہ مجسٹریٹ نے یہ کیا کہ یہ الفاظ ملزم نے گذشتہ دوسری تقریروں میں استعمال کئے تھے جن سے ان کے جذبات کو صدمہ پہونچا تھا کیوں کہ انہوں نے ان الفاظ کا سیاق وسباق سے تعلق دیکھے بغیر غلط مطلب نکال لیا اور یہ غلط مقدمہ ملزم کے خلاف دائر کیا۔ اس پر لائق مجسٹریٹ نے مقدمہ خارج کر دیا اور یہ اعتراض کیا کہ ملزم چوں کہ مذہبی مبلغ ہے اور اس کے بہت کافی مرید اور معتقد ہیں اس لئے پبلک میں اس کی بے عزتی کرنے کو یہ مقدمہ دائر کیا گیا ہے ملزم اس وجہ سے بری کر دیا گیا تھا۔

اسی بریت کے خلاف مستغیثان نے نگرانی کی درخواست دی ہے اور وہ اس حکم کے خلاف ہیں۔ فریقین کے لائق وکلاء کی طویل بحثوں اور فریقین کے پیش کردہ زبانی اور تحریری ثبوت کو بہت غور سے پڑھنے اور سننے کے بعد میں اس نتیجے پر پہونچا ہوں کہ یہ درخواست نگرانی کچھ دم نہیں رکھتی۔

لائق مجسٹریٹ کی تجویز سے مجھ کو پتہ چلتا ہے کہ لائق مجسٹریٹ نے ثبوت زبانی وتحریری کو بغور دھیان دیا اور ملاحظہ کیا اور یہ صحیح فیصلہ کیا کہ ملزم نیک نیتی کے ساتھ کتابوں کی عبارتیں پڑھنے میں صحیح راستے پر تھا۔

لائق مجسٹریٹ کا فیصلہ جس میں اس نے ملزم کو بری کر دیا فریقین کے پیش کردہ ثبوتوں کی بنا پر بالکل صحیح اور درست ہے۔

مستغیثان میرے سامنے لائق مجسٹریٹ کے فیصلے میں کوئی قانونی غلطی یا اور کوئی غلطی نہ بتا سکے۔ درحقیقت اس اپیل میں کوئی جان نہیں۔ میں اس کو خارج کرتا ہوں۔

دستخط: یعقوب علی سیشن جج فیض آباد ۲۸/اپریل ۱۹۴۹ء

راقم السطور نے بدر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''سوانح اعلیٰ حضرت'' سے اردو ترجمہ نقل کیا ہے جسے تعصب سے بالا ہو کر انگریزی زبان میں اس تاریخی فیصلے کا لفظ بہ لفظ دیکھنا، پڑھنا، سمجھنا اور اس سے حق جاننا مقصود ہو وہ سوانح اعلیٰ حضرت کا مطالعہ کرے کیوں کہ مذکورہ کتاب کے صفحہ ۲۴۴ سے ۲۷۵ تک انگریزی زبان میں پورا فیصلہ مرقوم ہے اور

اردو زبان میں تاریخی نام کی کتاب 'فرحت افزا فتح مبین' بھی چھپ کر پورے ہندوستان میں پہونچ چکی ہے اس کا مطالعہ کر کے پوری کیفیت معلوم کی جاسکتی ہے تاکہ احقاق حق اور ابطال باطل ہو جائے یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ مذکورہ مقدمہ ۲ ربرس ۳ رماہ ۱۳ ردن جاری رہ کر ۲۵ رستمبر ۱۹۴۸ء کو ختم ہوا پھر ان کی اپیل کا فیصلہ ۲۸ راپریل ۱۹۴۹ء کو ہوا۔

حضرت مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے اپنی تعلقہ دارانہ شان وشوکت اور اثر ورسوخ کے ساتھ شروع سے آخر تک ریڑھ کی ہڈی کی طرح اس پورے مقدمے کے وجود کو قائم و برقرار رکھا آخر میں اللہ رب العزت نے اپنے فضل وکرم سے مسلک حق اہلسنّت وجماعت کو کامیابی وکامرانی سے نواز دیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک حمداً کثیراً۔

شیر بیشۂ اہلسنّت اور آستانہ بلہری شریف

حضرت مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز سے ملاقات اور حضرت مخدوم سید قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی رضی اللہ عنہٗ، خانقاہ بلہری شریف کی زیارت کیلئے جب شیر بیشۂ اہلسنّت رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے اپنے شاہانہ انداز میں ان کا استقبال کیا اور ہر ممکنہ خدمت میں لگے رہے یہاں شیر بیشۂ اہلسنّت رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا اور معلوم کیا کہ اس خانقاہ کا معمول یہ ہے کہ سجادہ نشین شب وروز تسبیح وتہلیل اور اوراد ووظائف میں مشغول رہتے ہیں۔ سال میں ایک مرتبہ خانقاہ سے نکل کر مریدوں میں دورہ فرمالیتے ہیں باقی ایام خانقاہ ہی پر موجود رہتے ہیں اور مریدین کی تعلیم وتربیت میں ہمہ دم مشغول رہتے ہیں تو شیر بیشۂ اہلسنّت رحمۃ اللہ علیہ کی مبلغانہ رگ حمیت وغیرت پھڑک اٹھی اور امت محمدیہ کی حفاظت وصیانت کا درد بڑھ گیا۔ اس وقت بے تابی سے سید مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کا دست مبارک پکڑ کر بوسہ لیا اور فرمایا ''آپ کے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو وہابی دیوبندی بھیڑئے اٹھالے جارہے ہیں اور آپ تسبیح ومصلیٰ کی رکھوالی کر رہے ہیں آپ خانقاہ سے نکلئے اور اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے امت کو بھیڑیوں

سے بچائیے اپنے مریدوں میں آدمی بھیج کر جگہ جگہ جلسے منعقد کروایئے اور متعینہ تاریخ پر آپ بھی ہمراہ رہیئے۔''

اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ سن کر حضرت مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ کمر ہمت باندھی اور اٹھ کھڑے ہوئے مریدین میں آدمی بھیج کر جلسوں کی تاریخیں متعین فرمائیں اور شیر بیشۂ اہلسنّت رحمۃ اللہ علیہ کو ہمراہ لے کر بڑے بڑے جلسے کروائے اور امت محمدیہ کی ایمان وعقیدہ کی حفاظت کا سامان فراہم کیا جس میں متعدد اضلاع کے مختلف مقامات پر وہابیہ دیابنہ سے مناظرے بھی ہوئے۔ اللہ رب العزت نے اپنی قدرت کاملہ سے حق کا بول بالا فرمایا اور کامیابیاں عطا فرمائی۔ انہیں میں دھرم سنگھواں بازار سابق ضلع بستی موجودہ ضلع سدھارتھ نگر اور قصبہ لوہرسن سابق ضلع بستی اور موجودہ ضلع کبیر نگر یوپی کا مناظرہ بھی ہے۔

دھرم سنگھواں کے مناظرے میں علاقے اور دور دراز کے عوام وخواص سنی مسلمانوں کی اتنی بھیڑ تھی کہ 'مجمع کہے میرا نام' یہاں تک کہ تین چار کنوؤں کے پانی سوکھ گئے۔ راقم السطور سامع کی حیثیت سے خود بھی حاضر تھا مگر یہ ابتدائی طالب علمی کا دور تھا یہ دیکھا کہ شیر بیشۂ اہلسنّت اسٹیج پہ جب تشریف لائے طویل خطبۂ مسنونہ کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کی عشق میں ڈوبی ہوئی مشہور نعت مقدس:

زمین وزماں تمہارے لئے مکین ومکاں تمہارے لئے

شروع فرمائی۔ خود بھی مستی ووارفتگی میں نعت پڑھتے رہے اور سارا مجمع جھوم جھوم کر ہاتھ اٹھا اٹھا کر ''یارسول اللہ تمہارے لئے، یارسول اللہ تمہارے لئے'' کی تکرار کرتا رہا۔ نعت کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خطابت شروع فرمائی تو راقم السطور نے دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کرسی پر بیٹھے ہوئے عظمت رسول کا ڈنکا بجا رہے ہیں اور حضرت سید مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز بحیثیت صدر جلسہ شاہانہ انداز میں اسٹیج پر جلوہ فرما ہیں اور آپ قدس سرہٗ العزیز پر وجد کی کیفیت طاری ہے۔ آنکھوں سے عشق ومحبت رسول کے ساون بھادوں برس

رہے ہیں جسے آپ قدس سرہٗ العزیز بار بار اپنے رومال میں جذب کررہے ہیں اور سامعین کے نعرہائے تکبیر و رسالت سے فضا گونج رہی ہے۔ عشق رسول کے فوارے پھوٹ رہے ہیں اور شجر ایمان و ایقان کی آبیاری ہورہی ہے۔

اسی درمیان ایک شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک لمبا چوڑا کاغذ دیا جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھا اور اسی وقت نہایت برجستگی سے اعلان فرمایا ''اے اعتراض کرنے والو! کاغذ و قلم سنبھالو اور اپنے اعتراضات کے جوابات مع حوالہ جات لکھو، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ایک بات پر قرآن و حدیث اور اقوال ائمہ سے متعدد حوالے دئے اور پھر اس طرح اعلان کیا کہ اے وہابیو! اگر تمہاری جھولی میں کچھ اور بھی سحر کاریاں ہوں تو سامنے لاؤ میرے پاس اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہٗ کا فیضان، عصائے موسوی، بن کر تمہارے جادو کی رسیوں اور لکڑیوں کو نگلنے کیلئے کافی ہے۔ اس کے بعد ادھر سے خاموشی چھا گئی اور شیر رضا کی گرج کی گونج فضا میں اعلان حق کرتی رہی۔

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ جو لوگ مذبذب ہو گئے تھے یا شک میں مبتلا ہو گئے تھے ان کے شکوک رفع ہو گئے اور بعض لوگوں نے کھلم کھلا یہ اعلان کر دیا کہ ''آج سے ہم اپنے آباء و اجداد کے مذہب پر سنی صحیح العقیدہ بن کر ساری زندگی گزاریں گے اور اپنی اولاد کو بھی صراط مستقیم پر گامزن رکھیں گے'' آخر میں بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نہایت ہی زوردار انداز میں صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کیا گیا اور ایمان کی حفاظت اور مؤمنین کیلئے امن و سلامتی کی دیر تک دعائیں کی گئیں۔ اس طرح یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

حضرت سید مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز دھرم سنگھواں سے جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پیشتر شیر بیشۂ اہل سنّت رحمۃ اللہ علیہ کو ہمراہ لئے ہوئے لوہرسن تشریف لائے قصبہ لوہرسن میں پہلے ہی یہ خبر پہونچ چکی تھی۔ اسی دن عظیم الشان جلسے کا اعلان بھی ہو چکا تھا۔ ٹھاٹھیں مارتا ہوا مجمع پنڈال کے اندر جمع ہو گیا۔ وقت معینہ پر حضرت سید مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز شیر بیشۂ اہل سنّت رحمۃ اللہ علیہ کو ساتھ لے کر اسٹیج پر تشریف لائے اور بیانات شروع

ہو گئے۔ جب شیر بیشۂ اہل سنّت کرسیٔ خطابت پر تشریف لائے اور آپ کا بیان اپنے شباب پر آیا تو چند ہی منٹ کے بعد شامیانہ کے بیچ سے مجمع کے اندر سے کچھ لوگ اٹھ کر چلے گئے اور پھر پنڈال کے باہر سے اینٹوں اور پتھروں کی بارش شروع ہو گئی۔

شیر بیشۂ اہل سنّت رحمۃ اللہ علیہ نے گرج دار آواز میں اعلان فرمایا 'اے دینی بھائیو! اے سنّیو! شامیانے کے اندر آجاؤ! یہاں ایک آل رسول خانقاہ بلہری کے سجادہ نشین اللہ والے موجود ہیں یہاں غوث پاک کا سایہ ہے کسی کو بھی چوٹ نہیں آئے گی' کچھ لوگ پنڈال کے باہر بھی تھے لیکن اس اعلان کے بعد سبھی لوگ شامیانے میں سمٹ آئے شامیانہ پر اینٹوں اور پتھروں کی بارش ہوتی رہی یا وہ اینٹیں اور پتھر شامیانے کے باہر گرتے رہے مگر کسی کو خراش تک نہیں آئی اور نہ ایک اینٹ کا ٹکڑا کسی کو لگا۔

البتہ ایک سنی صحیح العقیدہ پولیس کانسٹیبل جو شامیانے کے اندر پہلے سے موجود تھا اس نے ایک اینٹ چلانے والے کو دیکھا تو اپنی لاٹھی لے کر اسے دوڑا لیا۔ ایک اینٹ کا ٹکڑا اس کی کلائی پر آکر لگ گیا۔ باقی کسی کو بھی چوٹ نہیں آئی اب ان پتھر برسانے والوں کو مجمع میں سے بھی چند دلیر لوگوں نے دوڑا لیا اور دور تک کھدیڑ دیا اور وہ سب بھاگ گئے۔ پھر تو شیر بیشۂ اہل سنّت رحمۃ اللہ علیہ نے وہ ایمان افروز اور وہابیت سوز تقریر فرمائی کہ سامعین میں ولولہ اور جوش پیدا ہو گیا اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے مومنین کے سینے معمور ہو گئے۔

حضرت سید مخدوم ملت قدس سرہُ العزیز اور شیر بیشۂ اہلسنّت رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان بڑا گہرا اور قلبی لگاؤ تھا دونوں ایک دوسرے کی تعظیم کرتے۔ کسی کی طرف سے ممکنہ خدمت اور عزت و تکریم کا کوئی پہلو فرو گذاشت نہ ہوتا۔

ایک بار شیر بیشۂ اہل سنّت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا 'حضرت! آپ سید زادے ہیں اس لئے میں حصول برکت کی خاطر آپ کو 'سلسلۂ رضویہ' کی اجازت و خلافت دینا چاہتا ہوں تاکہ آپ سے فقیر کی یہ نسبت آخرت میں میرے کام آئے چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کو سلسلۂ قادریہ معمریہ رضویہ اور سلسلۂ چشتیہ برکاتیہ رضویہ کی اجازت وخلافت دی۔ اس وقت حضرت سید مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا' آپ میرا شجرۂ بیعت مرتب بھی کردیں اور حسب ضرورت مخطوطات کی الماری سے ''خاندانی مکتوبات'' کی کاپیاں لے لیجئے' اسی وقت شیر بیشۂ اہلسنّت رحمۃ اللہ علیہ الماری سے ضروری کاغذات لے گئے اور پہلے والے شجرے کی روشنی میں جدید شجرہ مرتب فرمایا جو انتظامی پریس کانپور سے طبع بھی ہوا اور مریدین میں تقسیم ہوا البتہ 'خاندانی مکتوبات' کے نوادرات کے وہ حصے جو آپ کے ساتھ گئے تھے واپس نہ ہو سکے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اس دار فانی سے کوچ کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت سید مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی ذات بابرکات حضرت شیر بیشۂ اہل سنّت رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں کتنی قدر و قیمت والی تھی وہ کتنا انمول نگینہ سمجھتے تھے اور دونوں بزرگوں کے درمیان عرفانی وروحانی کتنا گہرا تعلق تھا اسے بیان نہیں کیا جاسکتا البتہ معلومات میں اضافہ کیلئے مندرجہ ذیل واقعات کافی ووافی ہیں۔

ایک بار شیر بیشۂ اہل سنّت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ قدس سرہٗ العزیز کی طرف دیکھا اور بڑے غور سے دیر تک دیکھتے رہے پھر والہانہ انداز میں فرمایا حضور! آپ نورانی قافلہ کے دولہا ہیں اور ہم سب باراتی۔

ایک مرتبہ شیر بیشۂ اہل سنّت رحمۃ اللہ علیہ نے مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے چہرے کو گہری نظر سے دیکھا پھر کچھ ہی دیر کے بعد الفت ومحبت میں ڈوبے ہوئے اشکبار ہو کر فرمایا' کاش! کل میدان محشر میں آپ کے ساتھ جانا نصیب ہو۔'

حضرت سید مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا' حضور! مجھ جیسا ناچیز! یہ ناتمام جملہ زبان سے ادا ہوتے ہی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی اور بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا' انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا ہم سب ساتھ ہی سید الانبیاء، محبوب خدا، شافع روز جزا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوں گے۔'

ضلع گونڈہ کے ایک جلسہ میں جہاں مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے مرید کافی تعداد میں تھے قران السعد ین ہوا، دن میں شیر بیشۂ اہل سنّت رحمۃ اللہ علیہ کو آشوب چشم کی شکایت ہوگئی درد شدید ہوا آنکھیں سرخ ہوگئیں اور اسی شب میں تقریری پروگرام بھی تھا شیر بیشۂ اہل سنّت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''حضور! غلام کی آنکھ میں بے حد تکلیف ہے اور درد بڑھتا جا رہا ہے کسی طرح سکون نہیں دعا فرمائیں کہ آنکھیں اسی وقت ٹھیک ہوجائیں'' مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے مسکرا کر فرمایا حضرت! اسی وقت؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، جی حضور! اسی وقت اور رات میں تقریر۔۔۔۔۔۔۔۔مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا 'خادم اسی وقت انشاء اللہ تعالیٰ ٹھیک کرے گا' کچھ پڑھ کر دم کیا فوراً ہی سرخی غائب ہوگئی درد بھی ختم ہوگیا اور آنے والی شب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایمانی وحقانی زبردست خطاب فرمایا۔

حضرت سید مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز اور شیر بیشۂ اہل سنّت پیرامہا ہم ضلع گونڈہ کے سالانہ جلسے میں تشریف فرما ہوئے دن ہی میں گھنگھور گھٹائیں امنڈیں بادلوں کی بھاگ دوڑ اور اُتھل پتھل شروع ہوگئی منتظمین جلسہ مایوس ہونے لگے کہ اب بارش آہی جائے گی جل تھل ایک ہوجائے گا اور آنے والی شب کا جلسہ ملتوی کرنا پڑے گا خود شیر بیشۂ اہل سنّت رحمۃ اللہ علیہ بھی بار بار آسمان کی طرف دیکھتے اور خاموش ہوجاتے یہی کیفیت دیر تک قائم رہی۔

سہ پہر کے بعد شیر بیشۂ اہل سنّت نے اپنے ایک مرید سے فرمایا 'جاؤ! حضرت سید صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرو کہ ''حضور! کیا آج تقریر نہ ہوگی؟'' مرید نے جا کر مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز سے عرض کیا حضور! آج کیسے تقریر ہوگی؟ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا 'میں کیا کروں' مرید نے شیر بیشۂ اہل سنّت رحمۃ اللہ علیہ کو آپ قدس سرہٗ العزیز کا یہ جواب سنا دیا شیر بیشۂ اہل سنّت رحمۃ اللہ علیہ نے اظہار خفگی فرمایا اور کہا 'کمبخت! جا کر کچھ تو کہلاؤ ہاں یا نہیں جیسا فرمائیں وہ آکر مجھے بتاؤ' مرید دوبارہ مخدوم ملت

قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہا ہمارے پیر صاحب پوچھتے ہیں کہ ’آج تقریر ہوگی کہ نہیں‘ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا ’ضرور ہوگی۔‘

شیر بیشۂ اہل سنّت رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرید سے مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کا یہ جواب سن کر بے حد خوش ہوئے فرط مسرت سے آنکھیں چمک اٹھیں اور بے ساختہ بول پڑے ’انشاء اللہ اب ضرور تقریر ہوگی‘ پھر تھوڑی ہی دیر میں آسمان پر بادل کا نام ونشان تک نہ رہا مطلع بالکل صاف ہوگیا اور آنے والی شب میں شیر بیشۂ اہل سنّت رحمۃ اللہ علیہ کی خطابت کی گھن گرج سے بے دینوں کے دل دہل گئے اور جلسہ نہایت ہی کامیاب رہا۔



حضرت سید مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہٗ کا روحانی وعرفانی تعلق

حضرت سید مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہٗ سے بڑا گہرا روحانی تعلق تھا اور ان میں بڑی ہی دینی وایمانی عقیدت ومحبت تھی آپ قدس سرہٗ العزیز بڑے والہانہ انداز میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہٗ کا ذکر فرماتے ان کی نعتیں گنگناتے آپ قدس سرہٗ العزیز کی آنکھوں میں آنسوں بھر آتے اور مریدین کو اعلیٰ حضرت کا نعتیہ کلام حدائق بخشش پڑھنے اور دین وایمان کی حفاظت کرنے والی دیگر کتابیں مطالعہ کرنے کی تاکید فرماتے۔

جن دنوں شیر بیشۂ اہل سنّت رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف سیشن کورٹ مجسٹریٹ درجہ اول شہر فیض آباد کے یہاں مخالفین کی طرف سے مقدمہ زیر سماعت تھا انہیں دنوں مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے مقدمے کی نگرانی کے ساتھ یہ بھی فیصلہ لیا کہ مخالفین کے کفریات کا سب سے بہتر خاطر خواہ تردیدی جواب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہٗ کی تصنیفات میں ملے گا کیوں کہ آپ رضی اللہ عنہٗ نے جس بھی موضوع پر قلم اٹھایا ہے قرآن وحدیث اور اقوال ائمہ سے مراجع اور مصادر کا انبار لگا دیا ہے اس لئے آپ قدس سرہٗ العزیز جب بھی شہر فیض آباد تشریف لے جاتے تو کتب خانوں سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہٗ کی تصنیف کردہ کتابیں تلاش کرتے اور جتنی بھی دستیاب ہوجاتیں سب کا ایک ایک نسخہ حاصل کر لیتے۔

ایک بار انہیں ایام میں آپ قدس سرہٗ العزیز شہر فیض آباد تشریف لے گئے شہر کے اندر ایک سنسان سڑک پر ایک کتب فروش کو دن کے اجالے میں سر کی آنکھوں سے دیکھا کہ نئی و پرانی کتابوں کا ایک بڑا کتب خانہ ٹھیلے پہ سجائے ہوئے موجود ہے آپ قدس سرہٗ العزیز اس کے پاس ٹھہر گئے اور اس سے پوچھا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی تصنیف کردہ کتابیں تمہارے پاس ہیں؟ وہ سوال کر بیٹھا کس کی کتاب؟ آپ قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا اعلیٰ

حضرت فاضل بریلوی کی، اس نے پھر سوال کیا۔ کیا آپ کو صرف مولانا احمد رضا کی کتابیں چاہئے؟ آپ قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا ہاں! کہہ تو دیا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی کتاب ہو تو دے دو؟ اس نے کہا کیا آپ صرف انہیں کی کتابیں پڑھتے ہیں؟ اس طرح کے سوال و جواب میں اس نے مختلف الفاظ اور جملوں میں گیارہ بار سوال کیا۔

سیادت و نجابت کا اثر اور جوانی کے ساتھ تعلقہ دارانہ ماحول کے پروردہ، قادریہ چشتیہ فردوسیہ خانقاہ کے ایک جلیل القدر سجادہ نشین کو بار بار کے سوالات بہت گراں گزرے۔ اظہار خفگی کرتے ہوئے فرمایا' آپ کے بار بار سوال کرنے سے میں تنگ آ گیا ہوں اگر نہیں ہے تو صاف جواب دے دو' کتب فروش نے کنکھیوں سے دیکھا مسکرائے اور یہ کہتے ہوئے کہ شہزادے! آپ کیوں ناراض ہو رہے ہیں اور آپ قدس سرہٗ العزیز کی پشت پر ہاتھ رکھ کر نہایت شفقت و محبت اور نرمی سے فرمایا اللہ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے، اللہ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے، اللہ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

آپ قدس سرہٗ العزیز کی پلک جھپکی کہ ٹھیلا کتابیں کتب فروش سب نظروں سے غائب ہو گئے اور آپ قدس سرہٗ العزیز حیرت زدہ اکیلے وہیں کھڑے رہ گئے۔ اب آپ قدس سرہٗ العزیز شہر کے اندر جانے کے بجائے سیدھے خانقاہ بلہری شریف پہونچے اور مخدوم سید قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی رضی اللہ عنہٗ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ مراقبہ کیا تو معلوم ہوا کہ مجدد اعظم نائب ابوحنیفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہٗ کی ذات گرامی تھی۔ آپ قدس سرہٗ العزیز کو بارگاہ غوثیت پناہ رضی اللہ عنہٗ میں مقبولیت کی بشارت دینے کیلئے آمد ہوئی تھی یہ بھی ترغیب تھی کہ بلاشبہ انہیں کتابوں میں مخالفین کے سوالات کے جوابات موجود ہیں اور مقدمہ میں کامیابی کی طرف کھلا ہوا اشارہ بھی تھا اور جب آپ قدس سرہٗ العزیز نے کتابوں میں آپ رضی اللہ عنہٗ کا سراپا پڑھا تو آپ قدس سرہٗ العزیز کا دل باغ باغ ہو گیا کہ اگرچہ ظاہری طور پر زیارت نصیب نہ ہو سکی مگر باطنی و روحانی زیارت ہو ہی گئی۔ ھٰذا من فضل ربی۔

کرامات مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز

مرض جذام سے شفایابی

آپ قدس سرہٗ العزیز کے ایک مرید نور محمد گونڈوی 'مرض جذام' کے شکار ہو گئے ان کے دونوں ہاتھوں کی ساری انگلیاں ٹیڑھی ہوگئیں قریب تھا کہ اس مرض موذی کی وجہ سے کٹ کر گر جاتیں وہ اپنے ہاتھوں کوئی چھوٹا سا سامان نہیں اٹھا سکتے تھے پانی سے بھرا ہوا لوٹا لے کر چلنا ان کیلئے محال ہو گیا حتی المقدور کافی دوا و علاج اور تدبیریں کیں کوئی افاقہ نہیں ہوا آخر عاجز ہو کر اپنے پیر مرشد مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں آستانۂ قدس بلہری شریف حاضری دی مرشد پہ نظر پڑتے ہی دل بھر آیا اور بلک کر رو پڑے۔

آپ قدس سرہٗ العزیز تمام حالات سن کر اور مرض کی کیفیت دیکھ کر کافی دیر تک خاموش رہے البتہ کبھی فضائے آسمانی میں نظریں گاڑ دیتے اور کبھی نور محمد کی انگلیوں کی سمت اچٹتی نظر سے دیکھ لیتے۔ ان لمحات میں مسلسل مجلس پہ سناٹا طاری رہا اس کے کچھ وقفے کے بعد نماز کا وقت ہو گیا آپ قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا "نور محمد! پانی نکالو وضو کریں گے" نور محمد کو احساس ہی نہیں رہا کہ میرے ہاتھوں کی انگلیاں ناکارہ ہیں کیسے پانی نکال سکتا ہوں حکم سنتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور پانی نکال کر آپ قدس سرہٗ العزیز کو وضو کرایا اور دیگر لوگوں نے بھی انہیں کے نکالے پانی سے وضو کیا نور محمد کو اس مرض موذی سے نجات مل چکی ہے خود انہیں اس وقت احساس ہوا جب کہ تمام لوگ آپ قدس سرہٗ العزیز کے ہمراہ مسجد کی سمت جانے لگے فرط عقیدت سے نور محمد کی آنکھوں میں تشکر کے آنسو چھلک گئے اپنے مرشد کے قدموں تلے آنکھیں بچھا دیں اور خود بھی وضو کر کے مسجد میں چلے گئے۔

تپ دق سے شفایابی

آپ قدس سرہٗ العزیز کا ایک عقیدت مند "گھورہو" نامی شخص متوطن ضلع بستی کو تپ

دق یعنی مرض ٹی بی ہو گیا عطائے الٰہی سے خوشحال گھرانہ تھا اور ان کے والد کا ممبئی میں بھی وسیع کاروبار تھا گورکھپور و بستی کے نامی گرامی ڈاکٹروں سے مسلسل علاج ہوا آخر میں برائے علاج عروس البلاد ممبئی چلے گئے۔ باپ نے اپنے لخت جگر کی شفایابی کی آرزو میں پانی کی طرح روپیہ بہایا اور بڑے بڑے ڈاکٹروں سے علاج کروایا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا بلکہ مزید صحت بگڑتی گئی ان کے حالات کو دیکھ کر سبھی اعزہ و اقرباء ان کی زندگی سے مایوس ہو گئے اور وہ خود بھی مایوسی کا شکار ہو کر ممبئی سے وطن عزیز لوٹ آئے۔

اتفاقاً اسی علاقہ میں حضرت مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی تشریف آوری ہوئی اور علاقے میں رشد و ہدایت کیلئے چند دنوں قیام کا لائحۂ عمل مرتب ہوا جسے ''گھورہو'' اور ان کے گھر والوں نے بھی سنا اور باتفاق رائے آپ قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے سب نے مل کر شروع سے آخر تک روداد غم سنا ڈالا۔ آپ قدس سرہٗ العزیز نے چند لمحہ خاموشی کے بعد ارشاد فرمایا ''گھورہو! تم میرے ہمراہ آستانہ چلو اور کچھ دنوں تک خدمت میں رہو'' حکم کے مطابق 'گھورہو' خانقاہ بلہری شریف آ گئے اور مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں شب و روز دل و جان سے لگ گئے حضرت مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز روزآنہ تھوڑے سے پانی پہ دم کر کے دے دیتے اور وہ پی لیا کرتے کچھ دنوں کے بعد وہ مکمل شفایاب ہو گئے اور پہلے سے بھی زیادہ صحت مند ہو گئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہیں کوئی مرض ہی نہیں تھا اب مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کا اذن پا کر اپنے گھر لوٹ آئے اور بہمہ تن مشاغل دنیا میں مصروف ہو گئے۔

''انشاءاللہ! تم ضرور صاحب اولاد ہو جاؤ گے''

رام نرائن یادو مضافات گونڈہ کے رہنے والے تھے ان کی متعدد اولادیں پیدا ہو کر فوت ہو گئیں ایک طرف وقت پر لگا کر گزرتا رہا دوسری طرف رام نرائن کی بیوی سن ایاس کو پہونچ گئی جس سے پیدائش کا سلسلہ بھی منقطع ہو گیا اس وجہ سے زوجین بے انتہا پریشان

رہتے دونوں کے دل و دماغ میں غم و اندوہ نے اپنا بسیرا بنالیا جس سے مزید صحت خراب ہوگئی اور مایوسیوں کے دلدل میں بری طرح پھنس کر رہ گئے ان کے کسی ملنے والے نے مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز اور خانقاہ بلہری شریف کی طرف رہنمائی کی تو ان کی سمجھ میں بات آ گئی اور بلہری شریف حاضر ہوگئے۔ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں اپنا حال غم اور اپنی نامرادیاں رو رو کر بیان کیا آپ قدس سرہٗ العزیز نے ان کا دکھ درد سن کر فرمایا ''تم جاؤ مزار مخدوم بھیکا شاہ مکی پر حاضری دو اور فریاد کرو انشاء اللہ تم ضرور صاحب اولاد ہو جاؤ گے مجھے یقین ہے کہ تمہارے گھر بچے پیدا ہوں گے اور وہ زندہ رہیں گے'' رام نرائن یادو یہ مژدہ سن کر پھولے نہ سمائے اور بارگاہ مخدوم پاک رضی اللہ عنہٗ میں حاضری دے کر جو کچھ کہنا تھا وہ سب اپنی زبان میں عرض کر دیا اس کے بعد آپ قدس سرہٗ العزیز سے اجازت لے کر وہ اپنے گھر آ گئے اور مطمئن ہو کر حسب سابق کار ہائے دنیا میں منہمک ہو گئے۔

کچھ ہی ہفتہ کے بعد ان کی اہلیہ نے امید سے ہونے کی خبر دی تو وہ بے حد خوش ہوئے اور ان کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو چھلک آئے۔ وقت معینہ پر لڑکا پیدا ہوا اور اس کے بعد جو پیدائش کا سلسلہ چلا تو یکے بعد دیگرے کئی بچے پیدا ہوئے۔ اب خوشیوں نے اپنا شامیانہ لگالیا اور پورے ماحول پہ شادیانے بجنے کی آواز محسوس کی جانے لگی۔ سرکاروں کے قدم اور چوکھٹ چومنے کیلئے یادو جی بار بار بلہری شریف حاضر ہوتے وہ جب تک زندہ رہے ان کا یہی معمول تھا اور آج بھی ان کی اولاد ضرور یاد کرتی ہوگی کہ ہم سب بھائی مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی زبان سے نکلی ہوئی دعاؤں کا ثمرہ ہیں اور مخدوم بھیکا شاہ مکی رضی اللہ عنہٗ جیسے بھیک دینے والے داتا کی عطا ہیں۔

جناتی گھوڑا تھا یا نوری؟

حاجی بہاء الدین ساکن موضع 'علاء الدین پور گلہرہوا، نے اپنے لب ولہجہ میں مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کا یہ واقعہ بیان کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

آپ قدس سرہٗ العزیز چھتر گاواں تشریف لے گئے۔ حاجی بہاء الدین، ان کے چچا بخش اللہ اور پڑوسی حسن رضا و محمد صدیق ہمراہ تھے۔ صاحب خانہ نے حضرت مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کا بستر چارپائی پہ بچھا دیا اور وہیں زمین پر پیال ڈال کر سب لوگوں کیلئے سونے کا انتظام کیا۔ رات میں سب لوگ سو گئے۔

رات میں کافی دیر بعد حاجی بہاء الدین کو استنجے کی حاجت ہوئی۔ اپنے بستر سے کھڑے ہوئے تو یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے کہ حضرت مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز چارپائی پہ نہیں ہیں اور بستر خالی پڑا ہے۔ بڑی تشویش میں مبتلا ہوئے۔ اسی شش و پنج میں کافی دیر تک نیند نہیں آئی۔ اسی درمیان مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز بہت عمامہ باندھے ہوئے گھوڑے پہ سوار تشریف لائے۔ گھوڑے سے اترتے ہی وہ گھوڑا پلک جھپکتے غائب ہو گیا۔ وہ جناتی گھوڑا تھا یا نوری! اللہ اعلم بالصواب۔

اور عمامہ بھی دوبارہ نظر نہیں آیا۔ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے ان سے پوچھا ''تم سوئے نہیں؟'' عرض کیا 'حضور! آپ کو نا پا کر بڑی تشویش میں مبتلا ہو گیا تھا اور سو نہ سکا' فرمایا ''حضرت۔۔۔۔فلاں۔۔۔۔۔۔۔۔بابا نے ملنا چاہا تھا تو ان سے ملنے چلا گیا تھا۔

آپ قدس سرہٗ العزیز کی تعویذ کا اثر

حضرت مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز بہ سلسلۂ ارشاد و ہدایت مضافات ضلع بستی میں تشریف لے گئے۔ کسی ایک موضع میں پہونچے تو وہاں مریدین و متوسلین کو جیسے جیسے خبر ملتی گئی بھیڑ لگتی گئی۔ اتفاقاً لوگوں کے اصرار پر وہاں دو تین روز قیام کرنا پڑا ایک روز مریدین و متوسلین، مردوں اور عورتوں کی موجودگی میں اسی گاؤں کی ایک عورت گود میں بچہ لئے آئی اور عورتوں کے قریب تھوڑے فاصلے پر مخدوم ملت کے سامنے خاموشی سے بیٹھ گئی۔ اچانک بچہ رونے لگا وہ عورت بچے کو خاموش کرنے کے جتن میں لگ گئی اور مختلف انداز اختیار کیا لیکن بچہ خاموش نہیں ہوا بلکہ مسلسل روتا رہا آخر اس عورت نے جھنجھلا کر اس بچہ کو گود سے

اٹھایا اور پرے زمین پر بٹھاتے ہوئے بول پڑی۔ 'لے خوب اچھی طرح پیٹ بھر کر رو لے' اس کی آواز سن کر مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا' کیا بات ہے؟' اس عورت نے بیان کیا کہ اسی مرض میں مبتلا ہو کر میرے سات بچے مر چکے ہیں اور اب اس سے بھی ناامید ہو گئی ہوں کیوں کہ وہی روگ اس کو بھی ہو گیا ہے یہ بھی ایک آدھ مہینے میں مر جائے گا میں صبر کر چکی ہوں مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا' ایسا مت کہو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید رکھو ہو سکتا ہے کہ یہ بچہ زندہ رہے' اس عورت نے مایوسی سے عرض کیا حضور! مجھے امید نہیں کیوں کہ اس سے پہلے میرے ساتوں بچے اسی مرض میں دنیا سے جا چکے ہیں یہ کیسے جئے گا۔ یہ سن کر مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے چہرے پر جلال کے آثار نمایاں ہوئے اور قدرے جوش میں فرمایا ''میں ایک تعویذ دیتا ہوں اس بچے کے گلے میں ڈال دے انشاء اللہ یہ بچہ زندہ رہے گا میں مخدوم بھیکا شاہ مکی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہوں تیرے لئے ان سے سفارش کروں گا وہ ضرور قبول فرمائیں گے۔''

اور اس کے بعد ایک تعویذ بنا کر عنایت کیا اب دنیا نے دیکھا کہ کچھ دنوں میں وہ بچہ صحت مند ہو گیا۔ جوان ہوا آرزؤں اور تمناؤں کے ہجوم میں اس کی شادی ہوئی اس کا ذریعۂ معاش بھی بابرکت ثابت ہوا کئی اولادیں ہوئیں اور ہر ایک پر مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کا فیضان کرم اس طرح جاری وساری رہا کہ فضل الٰہی سے اس کے بچے بھی صحت مند رہے اور پورا گھر خوشیوں اور لوریوں سے قہقہ زار بنا رہا خصوصاً اس گھر میں عموماً تمام مریدین کے گھروں میں مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے نام کی گیتیں کچھ اس طرح گائی جانے لگیں ؎

پیر بابا نظر جو اٹھائے دہن
ہمری تقدیر بگڑی بنائے دہن

''اب میری بیٹی زندہ رہے گی''

مضافات ضلع بستی کے ایک صاحب عدیل خان قانون گو کی لڑکی کی طبیعت خراب

ہوگئی کافی دوا علاج کے بعد وہ دن بہ دن مرض بڑھتا گیا اور وہ لڑکی کافی لاغر ہوگئی کمزوری کی وجہ سے چلنا پھرنا بھی دشوار ہونے لگا اسی درمیان حضرت مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز اس موضع میں تشریف لائے مریضہ کی ماں کو خبر ہوئی تو وہ لڑکی کو لے کر بڑی مشقتوں سے آپ قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں حاضری ہوئی اور موقع پا کر مریضہ کی ساری کیفیت بیان کی۔ آپ قدس سرہٗ العزیز نے تھوڑی دیر خاموشی کے بعد فرمایا 'اسے لے جاؤ' یہ سنتے ہی ماں کی ممتا بلک کر رو پڑی مگر اسی جگہ بیٹھی رہی اور آپ قدس سرہٗ العزیز سر جھکائے خاموش رہے آنکھیں بند اور ٹھوڑی سینے سے لگی ہوئی ایسا لگتا تھا کہ مراقبہ میں چلے گئے ہیں کافی دیر کے بعد سر اٹھایا اور فرمایا 'لاؤ دعا کر دیں مگر کل ۱۲ ربجے دن تک یہ لڑکی زندہ رہ گئی تو زندہ رہے گی میرے پاس کل پھر لانا' ماں اسے لے کر گھر آ گئی اور کل کا انتظار کرنے لگی چپکے چپکے آنسو بہاتی اور دل ہی دل میں بیٹی کی صحت کیلئے دعائیں بھی کرتی رہی۔ اب تک عدیل خان بھی سارے حالات سے باخبر ہو چکے تھے۔ خدا خدا کر کے دوسرا دن بھی آ گیا اور وقت موعود بھی آ پہونچا اور جب ۵ رمنٹ زیادہ ہو گئے تو عدیل خان نے مسکرا کر جوش بھرے انداز میں کہا 'اب میری بیٹی زندہ رہے گی چلو حضرت سے پھر دعا کرا لیں' مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی دعائیں رنگ لائیں بغیر کسی دوا کے اس لڑکی کی ساری پریشانیاں دور ہو گئیں اور وہ صحت مند ہو گئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک حمداً کثیراً۔

ستیا نند ٹھاکر صاحب اولاد ہو گئے

شہر فیض آباد کے رہنے والے ستیا نند ٹھاکر پورا بازار نزد خانقاہ بلہری شریف کے انٹر کالج میں استاذ تھے چوں کہ سنسکرت سے انہوں نے 'بی اے' کیا تھا اس لئے ان کو ستیا نند ''شاستری'' کہا جاتا تھا گھر کے خوشحال تھے اور انٹر کالج کی ملازمت کے بعد مال و دولت، شان و شوکت میں چار چاند لگ گئے اس لئے بڑی دھوم دھام سے ان کی شادی ہوئی اور نہایت سکون سے شب روز بسر ہونے لگے۔ شادی کے کئی سال گزر جانے پر بھی کوئی اولاد

نہیں ہوئی تو انہیں احساس ہوا کہ آنگن سونا سونا ہے اب دوا علاج کے ساتھ پنڈتوں وسوکھاؤں سے بھی رابطہ کیا اور جو کچھ ہوسکتا تھا ہر طرح کی تدبیریں کی گئیں مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا سالوں گزر جانے کے بعد پنڈتوں نے فیصلہ دے دیا کہ ’تمہاری قسمت میں اولاد نہیں ہے‘ دواؤں سے بھی کوئی فائدہ نہ ہونے پر گھر کے پورے ماحول پر اداسی نے ڈیرا ڈال لیا اور عمر بھی تقریباً پچاس ہونے کو آگئی جس سے ٹھاکر صاحب مستقل مایوس رہنے لگے چال ڈھال، اٹھنا بیٹھنا، رہنا سہنا، بول چال غرضیکہ ان کے لیل ونہار کا ہر پہلو اداس دکھائی دینے لگا اور ان کے اس درد سے ان کے دوست واحباب سبھی واقف ہو گئے تھے۔

ان کے کسی دوست نے خانقاہ مخدوم قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی رضی اللہ عنہٗ بلہری شریف کا ان سے ذکر کیا اور یہ بات ان کے ذہن نشین کرادی کہ بھیکا بابا بلہری شریف کے مزار پر جائیں اور ان کے موجودہ سجادہ نشین سید عبدالسبحان بابا یعنی مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز سے ملیں اور ان سے روئیں ہوسکتا ہے کہ آپ کا کام بن جائے اب تک ساری تدبیریں کر کے تھک چکے ہیں یہ بھی دیکھ لینے میں کیا حرج ہے۔ یہ بات ٹھاکر صاحب کی سمجھ میں آگئی اور خانقاہ بلہری شریف پہ حاضر ہو گئے مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز سے ملاقات ہوئی سلام کیا اور قدم چوم کر ادب سے بیٹھ گئے اور موقع ملنے پر اپنی پوری داستان سنا گئے آپ قدس سرہٗ العزیز نے تفصیل سن کر ارشاد فرمایا ’کیا سبھی پنڈتوں اور سوکھاؤں نے جواب دے دیا ہے؟‘ ٹھاکر صاحب نے کہا ہاں! اب صاحب سجادہ قدس سرہٗ العزیز نے سر جھکا لیا اور کچھ وقفے کے بعد بڑے پر یقین انداز میں فرمایا ’شاستری جی! تمہارا مقصد پورا ہو جائے گا تمہیں اولاد ملے گی تم بارگاہ مخدوم میں چوکھٹ چوم کر حاضری دو، حکم ملتے ہی شاستری جی نے مخدوم پاک رضی اللہ عنہٗ کی چوکھٹ چومی اور اندر چلے گئے ہاتھ جوڑ کر جو کچھ اور جیسے ہوسکا اپنا دکھ درد، رنج وغم لرزتی آواز اور نمناک آنکھوں سے کہہ سنایا۔ کافی دیر کے بعد انہیں سکون ہو گیا جیسے کسی نے کوئی تسلی بخش بات ان کے دل میں اتار دی ہے ہاتھ باندھے ہوئے الٹے قدم چوکھٹ کا بوسہ لے کر باہر آئے اور مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے قدموں

کا بوسہ لیا۔ سلام کیا اور اجازت لے کر واپس ہو گئے۔

سال پورا ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی دعاؤں کا ثمرہ ٹھاکر صاحب کو عطا کر دیا وہ یہ کہ گھر کے اندر نوزائیدہ صحت مند بچے کے رونے کی آواز سن کر گھر خوشیوں کا گہوارہ بن گیا پورے گھرانے میں مظہر شاہ بھیکا مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے مستجاب الدعوات اور خدا رسیدہ ہونے کا چرچا زبان زد عوام وخواص ہو گیا۔

منھ سے نکلی بات پوری ہو کر رہی

آپ قدس سرہٗ العزیز ۱۹۶۴ء یا ۱۹۶۵ء میں محلہ مدنپورہ ممبئی میں حاجی فرزند علی مرحوم کے مکان پر تشریف فرما تھے آپ قدس سرہٗ العزیز کا ایک مرید اپنے ایک ایسے دوست کو ساتھ لے کر حاضر بارگاہ ہوا جو مرض کینسر میں مبتلا تھا۔ اس نے شفا کیلئے دعا کی درخواست پیش کی آپ قدس سرہٗ العزیز نے مریض اور اس کی ماں کا نام پوچھا۔ نام سنتے ہی برجستہ ارشاد فرمایا' اسے لے جاؤ چند دنوں کا مہمان ہے' اور چند ہی دنوں میں وہ اللہ کا پیارا ہو گیا۔

ایک بار مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے یہاں غلے کی دنوائی کا کام ہو رہا تھا اسی میں کسی نے کچھ نازیبا و ناپسندیدہ کام کیا مخدوم ملت نے فرمایا' جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے' ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ اس کی بیوی کو کوڑھ ہو گیا اور وہ خود بھی متعدد بیماریوں میں مبتلا ہو کر تباہ وبرباد ہو گیا اور دنیا والوں کیلئے عبرت ناک کہانی بن گیا لوگ اسے دیکھ کر اس کی ہمت وحرکت پر اظہار تعجب اور افسوس کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بھیکا بابا نے اسے سزا دی ہے۔

پانی کا چشمہ ابل پڑا

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے تھے۔ جس کو جو کہہ دیا وہ ہو

کے رہا ایک شخص نے بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ کھیتوں میں سنچائی کیلئے پانی کی بڑی قلت ہے۔آپ قدس سرہٗ العزیز نے اس سے فرمایا ''کنواں کھودو'' اس کے کھیت میں کنواں ہونے کے باوجود آپ قدس سرہٗ العزیز کے فرمان پر اس نے آنکھ بند کر کے عمل کیا اور دوسرا کنواں کھودا اور حاضر ہوکر اطلاع دی کہ کنواں تیار ہو گیا ہے آپ قدس سرہٗ العزیز اس کے کنواں پر تشریف لے گئے دعا فرمائی تو اس میں پانی کا چشمہ ابل پڑا اور اتنا زیادہ پانی نکلنے لگا کہ جتنا بھی خرچ کرتا پانی کم نہیں ہوتا اس کے بالمقابل دائیں بائیں کے کھیتوں میں متعدد کنویں تھے مگر ان کا حال یہ تھا کہ کثرت استعمال کی وجہ سے خشک ہو جاتے اور مزید سنچائی کے پانی کیلئے دنوں کا انتظار کرنا پڑتا۔

آپ قدس سرہٗ العزیز کے ساتھ حکام وقت کا سلوک

آستانہ بلہری شریف کے علاقہ میں آراضی کی حد بندی (چک بندی) ہو رہی تھی اس سلسلے میں مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے شہزادے حضرت صوفی عبدالجبار قدس سرہٗ نے اپنی مزروعہ وغیر مزروعہ زمینوں کی حد بندی کرائی کیوں کہ حد بندی کا عملہ خصوصاً سی۔او۔ نے خود آستانہ پر آکر اور کبھی دفتر میں آپ کو بلوا کر آپ کی رائے معلوم کر لی تھی جس کے مطابق حد بندی کا سارا کام انجام پایا تھا شہزادۂ مخدوم ملت قدس سرہٗ کا آخیر میں اس لئے دفتر جانا ہوا کہ سی۔او۔ سے معلوم کریں اب کوئی کام باقی تو نہیں رہا۔سی۔او۔ دیکھتے ہی خوشی سے چہکا ہنستے ہوئے کہنے لگا میاں! آپ کا سارا کام ہو گیا ہے اس لئے اب ہم کو کچھ بخشش اور انعام ملنا چاہئے، آپ نے اطمینان دلایا اور کچھ دیر گفتگو کے بعد واپس آ گئے آستانہ پہونچ کر گھر میں چرچا کیا۔ جب مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے سنا تو خود بھی جانے کیلئے تیار ہو گئے کیوں کہ کچھ دوسرے امور بھی منتظر تھے۔

چنانچہ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز ساتھ ہی دفتر تک تشریف لے گئے آپ کو دیکھتے ہی پورا عملہ ادب واحترام میں ڈوب گیا خصوصاً سی۔او۔ نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا مہاراج!

ہم کو کچھ نہیں چاہئے ہم آپ سے ایک پیسہ بھی نہیں لیں گے بلکہ آپ کا آشرواد چاہئے اور بس! دراصل اسے خوف ہوا کہ کل گذشتہ کی گفتگو کے پیش نظر اب میاں ہم سے لین دین کی بات کریں گے اوران سے لین دین کی بات باعث بدنامی بھی ہوگی اور محرومی بھی ہوسکتی ہے حضرت مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے جواباً ارشاد فرمایا ''اچھا خدا کرے کہ تم بہت جلد ترقی کر جاؤ'' چنانچہ چند دن بھی نہ گزرے تھے کہ ترقیوں نے قدم چوم لئے اپنے دفتر کے چھوٹے بڑے سب لوگوں میں ہر دلعزیز ہوگیا گھر میں رونق، مال ودولت کی برکتیں ظاہر ہونے لگیں اور چند ہی دنوں میں سی۔او۔سے ترقی کر کے ایس۔او۔سی۔ہو گیا۔

خنازیر کا غول راستے سے ہٹ گیا

آپ قدس سرہٗ العزیز ضلع گونڈہ کے قصبہ سعد اللہ نگر کے پاس پچھّم سمت کسی گاؤں میں تشریف لے جارہے تھے مریدین ومعتقدین کا ایک قافلہ ہمرکاب تھا انہیں میں آپ کے مرید میاں صوفی عظیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ ساکن تنہواں مہنداول کبیر نگر بھی تھے اس وقت سب کا رخ بھی مغرب کی طرف تھا اور سامنے کچھ فاصلے پر منزل سفر بھی نظر آرہی تھی اچانک دور سے دکھائی دیا کہ ایک شخص خنازیر کا غول بیابانی لئے ہوئے اسی قافلے کی سمت دوڑتا اور دوڑاتا ہوا تیزی سے آرہا ہے اتفاق سے ہوا بھی مغرب سے مشرق کی سمت تیز ہورہی تھی جس سے کافی گرد اٹھ رہی تھی اور ایسا نظر آرہا تھا کہ آپ قدس سرہٗ العزیز کا پورا قافلہ گرد میں نہا جائے گا اچانک کسی نے میاں عظیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا صوفی صاحب! وہ دیکھو غضب ہوگیا غول بیابانی خنازیر کی اڑائی ہوئی گرد مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے اس قافلے کو عنقریب اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔وہ سیدھے اسی راہ پر لئے ہوئے آ بھی رہا ہے آپ قدس سرہٗ العزیز نے بھی قبیح منظر کو دیکھا۔

میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نظر اٹھائی اور دیکھتے ہی 'یا علی پنجتن پاک، یا علی پنجتن

پاک' کا نعرہ لگاتے ہوئے آگے بڑھے اور اپنا عصا اس انداز سے گھمایا کہ جیسے کسی چیز کو مغرب کی سمت دھکا دے کر بھگا رہے ہوں اور مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے اپنے ہاتھ سے مغرب کی طرف اس طرح اشارہ کر دیا جیسے کسی کو اس طرف بھاگ جانے کا حکم دے رہے ہوں۔ اچانک ہوا کا رخ بدل گیا اب پروا ہوگئی پورے قافلے پر اس غول بیابانی کی گرد بھی نہیں پہونچی ان کا نگراں اس قافلے کو دیکھ کر خود ہی خوف زدہ ہو گیا تھا اور اپنا غول بیابانی راستے سے دوسری سمت دور لے گیا۔ اشراف کا یہ قافلہ بسکون اپنی منزل کی سمت رواں دواں رہا اور اس قافلے پر ذرہ بھی ان کی گرد نہیں پڑی سب نے سکون کا سانس لیا۔

جموگا سے شفایابی

آپ قدس سرہٗ العزیز موضع تنہوا ں پوسٹ مہنداول ضلع سنت کبیر نگر میں اپنے ایک چاہنے والے مرید حاجی محمد رفیق بن گھراؤ کے مکان پر ایک چار پائی پر تشریف فرما تھے آپ قدس سرہٗ العزیز کے دوسرے عاشق زار مرید میاں صوفی عظیم اللہ بن نصر اللہ بھی موجود تھے اور دونوں مرید زمین پہ بچھی ہوئی چٹائی پر مؤدب بیٹھے ہوئے تھے۔ راقم السطور اپنے ہم درس وہم وطن مولانا معظم علی صاحب قادری کو ہمراہ لے کر حاضر ہوا ہم لوگ بھی اسی چٹائی پر مؤدب بیٹھ گئے۔ غرض یہ تھی کہ مولانا موصوف کا تین چار دنوں کا نو زائیدہ بچہ سخت بیمار تھا اور خاندان میں تہلکہ مچا ہوا تھا کہ بچے کو جموگا ہو گیا ہے اب بچنا مشکل ہے آنے کا مقصد حضرت کے گوش گزار کیا گیا آپ قدس سرہٗ العزیز نے تفصیل سن کر فرمایا 'فلاں شئے پنساری کی دوکان سے لاؤ اور اسے ایسے ایسے استعمال کراؤ انشاء اللہ بچہ صحت مند ہو جائے گا' مولانا موصوف نے کچھ مزید کہا فرمایا 'دوا استعمال کراؤ وہی کافی ہے' چنانچہ وہی ایک دوا تریاق ثابت ہوئی اور بچہ کو اس مہلک بیماری سے شفا حاصل ہوگئی جس سے پورے خاندان میں مسرت وشادمانی کی لہر دوڑ گئی اور سب نے سکون واطمینان کا سانس لیا اور یہ بات سب کے دل میں بیٹھ گئی کہ دوا ایک

بہانہ ہے دراصل آپ قدس سرہٗ العزیز کا تصرف باطنی شفا بخش ہے۔

قلبی کیفیات سے آگاہی

آپ قدس سرہٗ العزیز موضع سنول بزرگ ضلع مہراج گنج کے چھپی پور ریلوے اسٹیشن سے تقریباً تین چار کلومیٹر پچھّم تشریف فرما تھے راقم السطور کے ہم درس مولانا معظم علی قادری بھی موجود تھے جب آپ قدس سرہٗ العزیز سنول بزرگ سے سنول خرد بیل گاڑی کے ذریعہ جانے لگے تو مولانا موصوف نے راقم السطور سے کہا کہ مجھے پانچ روپیہ دے دیجئے تا کہ حضرت کو نذر پیش کر دوں اور میرے پاس کا پیسہ میرا زادسفر بنا رہے گا چوں کہ راقم السطور بہت مصروف تھا ''ابھی کہہ کر اپنے کام میں لگ گیا'' ادھر بیل گاڑی کھڑی تھی آپ قدس سرہٗ العزیز سے لوگ مصافحہ کر رہے تھے اور حسب استطاعت نذر بھی پیش کر رہے تھے اسی درمیان کسی نے پانچ روپیہ کا نوٹ لئے ہوئے آپ قدس سرہٗ العزیز کی طرف ہاتھ بڑھایا تو آپ نے مولانا معظم علی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا مولانا کو دے دو اور جب مولانا نے جانا چاہا اور اجازت مل گئی تو الوداعی مصافحہ کرتے ہوئے وہی پانچ روپیہ آپ قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں نذر پیش کر دیا اور اپنی دلی آرزو پوری کر لی اب بیل گاڑی چل پڑی تھی راقم نے مولانا سے کہا ''اب جو کہیئے وہ آپ کو دے دوں'' مولانا نے بتایا کہ ایسے ایسے میرا کام پورا ہو گیا راقم مطمئن ہو گیا مگر یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ آپ قدس سرہٗ العزیز مولانا موصوف کی قلبی کیفیت سے ضرور آگاہ تھے۔

مکان میں مسلسل انوار کی بارش

۱۸/ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۳/مارچ ۲۰۰۱ء بروز چہارشنبہ بلہری شریف میں عرس مخدومی سبحانی کے موقع پر بابا حاجی عبدالخالق بانی دارالعلوم انوار ملت چھترپارہ ضلع بلرامپور یوپی سے راقم السطور کی ملاقات ہوئی اور کافی دیر تک مجلس رہی ان کے بیان کے

مطابق وہ اپنے مکان ودوکان میں آسیب کی وجہ سے اس قدر پریشان تھے کہ کسی لمحہ سکون نہیں ملتا تھا حال یہ تھا کہ جو بھی جہاں بھی کسی عامل یا دعا تعویذ کرنے والے کا پتہ دیتا ان سے ضرور ملاقات کرتے یا ان کو اپنے گھر لاتے لوگ طرح طرح کی تدبیریں کرتے لیکن کسی طرح ذرا بھی عافیت نہیں ملی وہ پریشانیاں جھیلتے رہے اور رورو کر صبح شام گزارتے رہے یہ دعا بھی کرتے رہے کہ اللہ! کسی عامل وکامل کی زیارت کرنے کی توفیق عطا فرما۔ ایک بار ان سے کسی نے مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کا ذکر کیا اور بڑی دیر تک والہانہ انداز میں آپ قدس سرہٗ العزیز کے ذکر خیر سے مستفیض ہوتے رہے پھر وہ صاحب چلے گئے ادھر بابا حاجی کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ ایسے کامل سے ضرور ملنا چاہئے لیکن انہیں اپنی زبردست غلطی کا احساس ہوا کہ ان صاحب سے آپ قدس سرہٗ العزیز کا پتہ اور بارگاہ تک حاضری دینے کا راستہ کیوں نہیں معلوم کرلیا؟ کچھ ہی عرصہ کے بعد بابا حاجی کو ایک رہبر مل گیا ان کے ہمراہ بلہری شریف آپ قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں حاضری دی ملاقات ہوئی اپنی پریشانیوں کا ذکر کیا آپ قدس سرہٗ العزیز نے ان کو تسلی دی انہوں نے موقع غنیمت جان کر اپنے گھر کیلئے مدعو کیا جسے قبول کرلیا گیا اور تاریخ ودن بھی طے ہو گیا۔

آپ قدس سرہٗ العزیز متعینہ تاریخ پر چھتر پارہ ان کے یہاں تشریف لائے بابا حاجی مصیبت کے مارے نے آپ قدس سرہٗ العزیز کو سر آنکھوں پہ لیا اور خدمت میں کوئی فروگذاشت نہیں ہونے دی اور کسی لمحے جدا ہونا گوارہ نہ کیا۔

بابا حاجی کا بیان ہے کہ میرے غریب خانہ پر مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کو تشریف لائے ابھی چند ہی گھنٹے گزرے تھے کہ میں نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا کہ میرے مکان ودوکان میں مسلسل انوار کی بارش ہو رہی ہے اور ہم پوری طرح بلاؤں سے محفوظ ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ سالہا سال گزر گئے اب تک بلاؤں سے محفوظ ہیں ان کی ہی فیض رسانی ہر روز ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح ان کا فیض جاری رہے گا کیوں کہ اللہ والوں کا فیض ان کے وصال کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔

کھیر اور کدو کا حلوہ

باباحاجی نے راقم السطور کو بتایا کہ حضرت مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کو کھیر اور کدو کا حلوہ بہت پسند تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنا معمول بنالیا تھا کہ آپ قدس سرہٗ العزیز جب بھی تشریف لاتے تو آپ قدس سرہٗ العزیز کی مرغوب غذا 'کھیر اور کدو کا حلوہ' ضرور پیش کرتے۔ اور ہر طرح آپ کی خوشی حاصل کرنے کی کوشش کرتے اللہ رب العزت نے ان باباحاجی پر اپنا فضل فرمایا ان کو اتنی برکتیں عطا فرمائیں کہ ہر طرح مطمئن اور خوشحال ہیں۔

سوکھا کے مرض سے صحت یابی

باباحاجی کے مطابق آپ قدس سرہٗ العزیز موضع بوناجوت ضلع سدھارتھ نگر میں تشریف فرما تھے آپ قدس سرہٗ العزیز کو ایک عورت کئی بار نظر آئی جو دور دور رہی اور بار بار چکر کاٹتی اور سامنے آتی جاتی رہی۔ جب کئی بار نظر آئی تو آپ قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا 'اس عورت کو منع کردو یہ کیا کررہی ہے کیوں چکر لگارہی ہے' تھوڑی کے بعد فرمایا 'آج جمعہ مبارکہ ہے ناخن ترشوانے کی ضرورت ہے کسی کو بلاؤ لوگوں نے گاؤں کے نائی کو تلاش کیا اتفاق سے وہ گھر پہ موجود نہیں تھا ایک صاحب نے عرض کیا حضور! نائی موجود نہیں ہے ناخن ہی کاٹنا ہے حکم ہو تو نائی کی اہلیہ کو بلوالوں آپ قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا 'ناخن ہی کاٹنا ہے' چند لمحے بعد ایک عورت ناخن تراش لئے ہوئے آئی اتفاق سے یہ وہی عورت تھی جس کے بارے میں آپ قدس سرہٗ العزیز نے تھوڑی دیر پیشتر فرمایا تھا 'اس عورت کو منع کرو یہ کیا کر رہی ہے کیوں چکر لگارہی ہے' اور اس کی گود میں ایک بچہ بھی تھا جو سوکھا کے مرض میں سوکھ کر کانٹا ہو رہا تھا پیٹ اور جسم کی ہڈیوں کے سوا کچھ نہ بچا تھا جیسے ہی آپ قدس سرہٗ العزیز نے ناخن ترشوانے کیلئے اپنا داہنا ہاتھ آگے بڑھایا اور شہادت کی انگلی سامنے کی اس عورت کی گود کا بچہ بڑی زور سے چیخا عورت نے جھنجھلا کر بعجلت لڑکے کو گود سے اٹھایا اور پرے

کر دیا۔ کہنے لگی 'تم بھی مرجاتے تو چاروں کی طرح تمہیں بھی گاڑ دیتے صبر آجاتا تم سے تنگ آگئی ہوں' آپ قدس سرہٗ العزیز کا اٹھا ہوا ہاتھ اچانک بچے کی طرف مڑ گیا اور فرمایا' کیا کہتی ہو کیوں اس بچے کو دھکا دے رہی ہے اور گاڑ دینے کی بات کر رہی ہے، اس عورت نے رو رو کر بیان کیا سرکار! اس سے پہلے بھی اسی سوکھا روگ میں مبتلا ہو کر اسی عمر کے ہمارے چار بچے انتقال کر چکے ہیں یہ پانچواں بچہ ہے اس کی تیمارداری اور علاج کرتے کرتے تنگ آچکی ہوں۔ دہائی سرکار کی اور دھاڑیں مار کر رو پڑی ماں کی مامتا کا سرچشمہ اپنی تمام تر شفقتوں کے ساتھ ابل پڑا وہ بند جسے صبح ہی سے سنبھال کر رکھا تھا اچانک ٹوٹ گیا اور ہچکیوں نے بے قابو کر دیا۔

آپ قدس سرہٗ العزیز نے اس بچے پر نظریں گاڑ دیں تھوڑی دیر اسے دیکھتے رہے پھر اس عورت کی ڈھارس بندھائی اور کچھ معمولی تدبیریں بتا کر عمل کرنے کی تاکید فرمائی۔ مہینہ ڈیڑھ مہینہ ہی میں اس بچہ کو صحت مند دیکھا گیا جو پورے گھرانے کی مسرتوں کا گہوارہ تھا جس کی گل کاریاں ہمہ دم خوشیوں کو دوبالا کر رہی تھیں آپ قدس سرہٗ العزیز کی عظمت ولایت اور خداداد قوت بزرگی کا سکہ عوام و خواص کے دلوں پر بیٹھ گیا۔

مالیخولیا سے شفایابی

رانی پور ضلع گونڈہ کے رہنے والے ''تلسی رام'' کی طبیعت خراب ہوئی دوا علاج کے باوجود کچھ دنوں بعد وہ ''مالیخولیا'' کے شکار ہو گئے ڈاکٹروں اور ویدوں سے دوا علاج میں کوئی کسر نہیں چھوڑی مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا بلکہ مرض کے ساتھ کمزوری کا بھی غلبہ ہوتا گیا۔ جوان العمر بیٹے کے غم میں ماں باپ بھی نہایت پریشان ہو گئے شدت مرض کی وجہ سے خواب آور گولیاں کھلانے کے باوجود نیند نہیں آتی تھی وہ مایوس ہونے لگے اور جھاڑ پھونک کرنے والوں کی طرف رجوع کیا مگر وہ بھی بے بس ہو گئے۔ تو انہیں یہ احساس ہونے لگا کہ بیٹا اب پورے طور سے پاگل ہو جائے گا اور ہاتھوں سے چھن جائے گا۔ اب ماں باپ کی

زندگی کا ہر لمحہ نامرادیوں کی آماجگاہ بن کر رہ گیا۔ اور خوشیوں کی صبح کا اجالا شام غم کے اندھیروں میں تبدیل ہو گیا۔ کسی نے تلسی رام کے باپ کو حضرت سید مخدوم ملت سجادہ نشین خانقاہ بلہری شریف کا پتہ دیا کہ وہ بڑے پہونچے ہوئے ہیں تم وہاں جاؤ تمہارا بیٹا شفایاب ہو کر تمہیں مل جائے گا۔

باپ نے بڑے غور سے سنا مگر اسے یہ فکر دامن گیر ہوگئی کہ میں ہندو ہوں وہاں کون سامنہ لے کر جاؤں گا اور میری فریاد کیسے سنی جائے گی۔ پھر باپ کے دل سے یہ آواز آئی کہ بلہری کے بابا پیر صاحب تو سب کی سنتے ہیں اور یہی مشہور بھی ہے کہ ہندو مسلمان سبھی ان کے چرنوں میں رہتے ہیں اور مرادیں پاتے ہیں تو تم بھی چلو اور اپنا دکھ درد کہو ہوسکتا ہے تمہاری بھی سن لی جائے۔ ہزاروں ارمانوں کی دنیا آباد کئے ہوئے باپ اپنے بیٹے تلسی رام کو لے کر آستانۂ پاک بلہری شریف حاضر ہو گئے۔ سب سے پہلے صاحب سجادہ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کا قدم چوما اور اشکبار آنکھوں کے ساتھ اپنی ساری پریشانیاں بیان کر دی۔ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا ''گھبراؤ نہیں انشاء اللہ تمہارا بیٹا یہاں سے ٹھیک ہو کر جائے گا تم اس کو لے کر بارگاہ مخدوم کی چوکھٹ چومو اور حاضری دو'' وہ لرزتے کانپتے آنسوؤں کی سوغات لئے بارگاہ مخدوم پاک رضی اللہ عنہ میں حاضر ہو گیا جو کچھ بھی اور جیسے بھی کہہ سکتا تھا اپنی عرضی پیش کر دی اور کہا بھیکا شاہ بابا! اودھ نگر کے مہاراجہ تمہیں بلہری میں آرام کر رہے ہو صدیاں بیت گئیں آج بھی مہاراجہ کے نام کا ڈنکا بج رہا ہے۔ اپنی چوکھٹ کی بھیک دو اور بیٹے کو صحت و تندرستی واپس دے دو، باپ روتا رہا اور ہچکیاں لیتا رہا پھر اس کے دل کو قدرے تسلی ہوگئی درگاہ کے اندر سے نکل کر دوبارہ پھر مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے قدموں کو چوما اور کہا بابا دیا کی نظر رکھیو! بلہری میں اسے چند ہی گھنٹے گزرے تھے کہ اس کے بیٹے کو آرام ہو گیا باپ نے مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز سے اجازت لی اور اپنے گھر آ گیا صرف چند دنوں میں اس کا بیٹا بغیر کسی دوا کے مکمل طور پر صحت مند ہو گیا۔

جنوں کی جماعت کا آپ سے تعلیم حاصل کرنا

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے دریکتا شہزادے اکمل الصوفیاء حضرت صوفی سید عبد الجبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ آپ قدس سرہٗ العزیز نماز عشاء اور اپنے اوراد ووظائف اور معمولات سے فارغ ہوکر جب خواب گاہ میں تشریف لے جاتے اور دروازہ بند کر لیتے تو کچھ وقفہ کے بعد تقریباً رات کے بارہ بجے کمرے سے باتیں کرنے کی آوازیں باہر آتیں کچھ پڑھنے پڑھانے کا ماحول سنائی دیتا کسی میں ہمت نہیں تھی کہ وہ دروازہ کھول کر دیکھے اور حالات کا جائزہ لے البتہ صوفیٔ موصوف فرماتے ہیں کہ میں نے بارہا مشاہدہ کیا کہ آپ قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں خوبصورت انسان کی شکل وصورت میں بہت سے جن مؤدب بیٹھ کر علم دین حاصل کررہے ہیں اور یہ بات پورے خاندان میں مشہور تھی کہ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز سے کثیر تعداد میں جن بھی بیعت ہیں آپ قدس سرہٗ العزیز جہاں بھی جاتے ہیں ان کی ایک بڑی جماعت ہمہ دم ساتھ رہتی ہے اور وقت ضرورت بعض مقامات پر ان کو بھیج بھی دیتے ہیں اور ان کو متعین کرکے ان سے مریدین کا کام بھی کرا لیتے ہیں۔

خصم کو توبہ کرنے پر مجبور کر دینا

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز ارشاد وہدایت کیلئے ایک بار قصبہ منڈیرا ضلع امبیڈکر نگر تشریف لے گئے قصبہ میں جب آپ قدس سرہٗ العزیز کی آمد آمد کی خبر عام ہوئی تو مریدین کے علاوہ دیگر عقیدت مند بھی شرف زیارت حاصل کرنے کیلئے آگئے۔ انہیں میں سے ایک مقامی حافظ محمد ادریس بھی آئے جن کا خیال تھا کہ کسی کو کچھ نہیں کہنا چاہیے یہ سب پر واضح تھا کہ وہ دیوبندی عقیدے کے ہیں ان کی آمد کا مقصد یہ تھا کہ دیکھیں آپ قدس سرہٗ العزیز کیا کہتے ہیں اور کتنے سخت جملے استعمال کرتے ہیں۔ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی شان یہ تھی کہ کسی گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو معاف نہیں کرتے تھے بلکہ سخت جواب دیتے اور

احقاق حق کے بعد خصم کو توبہ کرنے پر مجبور کر دیتے یا وہ راہ فرار اختیار کر لیتا ایسے موقع پر آپ قدس سرہٗ العزیز کی زبان پہ جاری ہو جاتا ؎

دشمن دین نبی را خوار دار
برسر منبر منہ بردار دار
دور شو از اختلاط یار بد
یار بد بدتر بود از مار بد

مناظرہ ومباہلہ

ایک جگہ دیوبندیوں نے مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کو چیلنج مناظرہ کیا۔آپ قدس سرہٗ العزیز مناظرہ ومباہلہ دونوں کیلئے فوراً اسی مجلس میں تیار ہو گئے اور فرمایا ابھی آ جاؤ اور بیٹھ جاؤ مجمع عام کے سامنے جب گفتگو شروع ہوئی تو چیلنج کرنے والوں کی ساری قوت جواب دے گئی اور ان کو شکست کی ندامت سے دوچار ہونا پڑا اور یہ کہتے ہوئے مجلس سے اٹھ کر چلے گئے کہ بلہری کے ان پیر کی کرامت ہے ان کے سامنے کوئی بھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔

قصبہ منڈیرا میں آپ قدس سرہٗ العزیز نے حافظ محمد ادریس سے فرمایا ''حافظ محمد ادریس! دور کیوں بیٹھے ہو! میرے قریب آؤ'' عرض کیا حضور! آرام سے ہوں کوئی تکلیف نہیں ہے فرمایا آرام وتکلیف کی بات نہیں ہے بلکہ میں چاہتا ہوں کہ میرے قریب آ کر بیٹھو چوں کہ انہیں معلوم تھا کہ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز دیوبندی وہابی پر شدت فرماتے ہیں اس لئے دور ہی بیٹھنا چاہتے تھے لیکن مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے اصرار پر قریب آ گئے اور معنیٰ خیز مسکراہٹ کے ساتھ سر جھکا کر بیٹھ گئے تھوڑی دیر خاموشی رہی۔مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے اچانک پان دان سے ایک بیڑہ پان نکال کر خود کھایا اور دوسرا بیڑہ حافظ محمد ادریس کو دیا وہ شش وپنج میں پڑ گئے پہلے تو انکار کیا مگر بعد میں لے کر کھا لیا شاید اس لئے کہ

اس وقت انہیں کی طرف سبھی لوگ متوجہ ہو گئے تھے چند ہی منٹ گزرا ہوگا کہ حافظ موصوف کو جھرجھری سی آئی اور جسم میں تھوڑی حرکت پیدا ہوئی فوراً ہی ان کے خیالات میں تبدیلی پیدا ہوگئی۔ بڑی عاجزی سے مؤدبانہ عرض کیا حضور! ابھی تک میں کفر کے دلدل میں پھنسا تھا اب میں دیوبندیت سے توبہ کرتا ہوں مجھے داخل سلسلہ فرمالیں اور اپنے دامن کرم میں پناہ لینے کی جگہ عنایت فرمادیں۔

حضرت مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے ان کا اٹھا ہوا ہاتھ پکڑ لیا توبہ وتجدید ایمان کے بعد سلسلۂ فردوسیہ میں داخل فرمالیا اس کے بعد دیر تک استقامت علی الدین کی دعا فرماتے رہے اور مجمع کی طرف سے آمین کی صدا گونجتی رہی حافظ موصوف کے چند قطرے آنسو ان کے گناہوں کا دفتر دھونے کو کافی ہو گئے۔

تو بچا بچا کہ نہ رکھ اسے تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

غیب سے کھانے کا انتظام

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز ایک بار اپنے پرنانا قطب پڑرونہ حضرت شیخ الاسلام خواجہ سید اکبر علی چشتی فردوسی نور اللہ مرقدہٗ کی بارگاہ میں حاضری وزیارت کیلئے بذریعہ ٹرین پڑرونہ جارہے تھے راقم السطور نے ترانۂ بلہری (یہ مخدوم پاک کا ترانہ ہے ۱۴۲۰ھ) ''میں قطب پڑرونہ نور اللہ مرقدہٗ کا اس طرح ذکر کیا ہے۔

واقف اسرار یزداں حامل نور لطیف
سرگروہ اولیاء ابن علی سید شریف
معدن برکات وشہباز طریقت اور عفیف
خواجۂ اکبر علی ہیں قطب پڑرونہ شریف

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام

اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

اتفاق سے اس سفر میں کھانے کا سامان ختم ہوگیا تھا رفقائے سفر نہایت پریشان تھے کہ اب ٹرین میں کھانے کا وقت ہورہا ہے اور حضرت کچھ نہیں فرمارہے ہیں بلکہ نہایت اطمینان سے خاموش بیٹھے ہوئے ہیں لگتا ہے کہ فاقہ ہی کرنا پڑے گا اب چلتی ٹرین میں انتظام بھی کیا ہوسکتا ہے خلاصہ یہ کہ رفقائے سفر بڑی تشویش میں مبتلا تھے اور پریشانیوں کے شکار تھے۔ کوئی حل کی صورت نظر نہیں آرہی تھی۔ بڑی ہمت کر کے ایک مرید نے عرض کیا حضور! آج رات فاقے سے گزرے گی یا کوئی انتظام ہوگا؟ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز مسکرائے اور فرمایا ''اللہ تبارک وتعالیٰ رزاق ہے صبر سے کام لو اتنی سی بات کیلئے پریشان ہو'' ٹرین چلتی رہی کچھ وقفے کے بعد ایک حسین وجمیل خوش پوش، معمر شخص خوان پوش سے ڈھکا ہوا ایک خوان نعمت سر پہ رکھے ہوئے بغل کے کیبن کی طرف سے سامنے آگئے اور عرض کی ''حضور! کھانا تناول فرمالیں'' میزبان ایک طرف بیٹھ گیا اور آپ قدس سرہٗ العزیز نے سب کے ساتھ کھانا تناول فرمالیا اس کے بعد میزبان نے خوان سر پر رکھا اور بغل والے کیبن کی طرف چند قدم چل کر نظروں سے غائب ہوگیا مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز سے کسی نے عرض کیا حضور! ایسا لذیذ کھانا کبھی نصیب نہیں ہوا تھا وہ کون تھا؟ چلتی ٹرین میں کھانا کہاں سے لایا؟ آپ قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا تم لوگوں کو کھانے سے مطلب ہے اسے پوچھ کر کیا کروگے؟ پھر کسی میں کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی اب سبھی لوگ اپنی اپنی جگہ اطمینان سے بیٹھ گئے مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے کبھی خود بھی فرمایا تھا کہ جب کبھی دوران سفر اس طرح کا واقعہ ہوتا ہے تو کھانے پینے کا سامان مہیا ہوتا رہتا ہے۔

اللہ رب العزت کے کچھ ایسے برگزیدہ بندے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی زبان ہوجاتا ہے جس سے وہ بولتے ہیں یعنی وہ وہی کہتے ہیں وہی کچھ بولتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی زبان سے نکلی ہوئی بات کو پوری فرمادیتا ہے۔ مخدوم ملت

قدس سرہٗ العزیز کی کتاب حیات کا یہ ورق بڑا ہی رنگین اور خالص وہبی عطیات پر مبنی ہے۔ آپ قدس سرہٗ العزیز نے بعض مخصوص حالات و اوقات میں جو کچھ زبان سے کہہ دیا ہے اللہ عزوجل نے اپنے فضل و کرم اور اپنی قدرت کاملہ سے بے کم و کاست اسے ضرور پورا فرما دیا ہے آپ قدس سرہٗ العزیز کے حالات و واقعات اس بات پر شاہد عدل ہیں اور مندرجہ ذیل مختصر سی بات بھی پوری طرح اس پہلو کی وضاحت ہو رہی ہے اس سے قبل بھی اس طرح کی حکایتیں تحریر میں آچکی ہیں۔

راجہ اجودھیا کی دلی مراد پوری ہوئی

ضلع گونڈہ یوپی میں کسی گاؤں کے رہنے والے ایک ''اجودھیا'' شہر کے سادھو پجاری نے کسی متقی پرہیزگار مسلمان سے ذکر کیا کہ میری زندگی اب تک ایسا کوئی مرد کامل نہیں ملا جس کے ہاتھ اور زبان میں یہ اثر ہو کہ راجہ اجودھیا کی نسل چلے اجودھیا کے راجاؤں کا یہ حال تھا کہ تلاش کر کے کسی خوبصورت صحت بچے کو گود لیا جاتا اس کی ہر طرح شاہانہ تعلیم و تربیت ہوتی اور وقت آنے پر اسے دھوم دھام سے ''راجہ اجودھیا'' کی گدی پر بیٹھا دیا جاتا تھا اور حکمرانی اسے تفویض کر دی جاتی تھی کیوں کہ محل کی رانیوں سے راجاؤں کی نسل پشتہا پشت سے نہیں چل رہی تھی اور اجودھیا کے یہ راجا (راجا دَدُوا) کے نام سے موسوم ہوتے تھے اس متقی پرہیزگار مرد مؤمن نے بڑے پر اعتماد انداز میں کچھ اس طرح جواب دیا کہ تمہارے ہی قریب اجودھیا سے چند میل کے فاصلے پر بلہری شریف میں مخدوم پاک بھیکا بابا کی خانقاہ ہے وہاں کے موجودہ بڑے مہنت جن کو لوگ سجادہ نشین اور مخدوم ملت کہتے ہیں اگر انہوں نے توجہ ڈال دی تو یہ مشکل حل ہو جائے گی تمہارے پڑوس کے گاؤں میں وہ آتے بھی ہیں وہاں کے لوگ ان سے مرید ہیں۔ وہ سادھو پجاری مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے مریدوں سے ملا اور خانقاہ بلہری شریف کا صحیح پتہ اور راستہ معلوم کر لیا۔

وہ راجہ اجودھیا کا معتمد تھا اجودھیا پہونچ کر اس نے ساری بات راجہ کے گوش گزار کر دی

راجہ نے اپنے معتمد خاص کو بلہری شریف بھیجا۔اس نے مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز سے ملاقات کی اور پوری تفصیل بیان کردی غالباً معتمد خاص کے تیسری بار بلہری شریف پہونچنے پر مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز اسی کی کار میں راجہ اجودھیا کے یہاں تشریف لے گئے۔

راجہ اجودھیا نے اپنے محل کے سامنے آپ قدس سرہٗ العزیز کا استقبال کیا اور اپنے ساتھ اندر لے گیا زوجین اور معتمد خاص نے ساری کیفیت بیان کردی اور آپ قدس سرہٗ العزیز نے سر جھکائے ساری داستان سماعت فرمائی۔کچھ دیر کے بعد پورے محل کو دیکھنے کا اشارہ فرمایا۔آپ قدس سرہٗ العزیز اور راجہ اجودھیا تقریباً دائیں بائیں اور راج پتنی یعنی محل کی رانی پیچھے پیچھے محل کے ہر گوشے میں گھوم گئے مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز اپنے شاہانہ لباس میں سلیم شاہی جوتے پہنے ہوئے محل میں چلتے رہے یہاں تک کہ راج سبھا،خواب گاہ، رسوئی گھر وغیرہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نواز دیا۔کہتے ہیں نہ نمک نہ فٹکری،نہ لوبان نہ اگربتی آپ قدس سرہٗ العزیز نے دعا فرمادی اور خدا کی رحمت واسعہ کے سہارے بھرپور امید دلائی اور راجہ ہی کی کار سے خانقاہ واپس آگئے۔قدرت خداوندی سے وقت موعود پہ محل کی رانی کے بطن سے ایک راج دلاری شہزادی پیدا ہوئی اس واقعہ سے راجہ کی نسل چلنے کی تاریخ رقم ہوگئی اور یہ سہرا مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے سر رہا۔

کچھ عرصہ بعد راجہ اجودھیا کے حکم سے راجہ کا معتمد خاص بلہری شریف حاضر ہوا اور راجہ کا پیغام پہونچایا کہ سالانہ عرس کے اخراجات کیلئے راجہ اتنا سالانہ زر نقد یا جاگیر نذر کرنا چاہتے ہیں کہ دور دراز سے آنے والوں کے اخراجات کیلئے کافی ہو اور کبھی پریشانی نہ ہو۔ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا ’مصارف کا مجھے کوئی غم اور فکر نہیں ہے رب کائنات غیب سے مدد فرماتا ہے‘ معتمد خاص نے پھر یہ عرضی پیش کی کہ آپ اپنے مدرسہ جامعہ مخدومیہ علاء الدین پور گلر ہوا گونڈہ کیلئے کچھ جاگیر قبول فرمالیں تاکہ مدرسہ کسی دشواری سے دوچار نہ ہو اور مالی پریشانی کے بغیر ہمیشہ چلتا رہے۔مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا ’مریدین ومتوسلین حصول ثواب اور مخدوم پاک کی خوشنودی کیلئے مدرسہ کی خدمت کرتے ہیں انہیں اجر

وثواب سے محروم نہیں کرنا چاہتا' یہ سن کر راجہ کا معتمد خاص اجودھیا واپس ہو گیا۔ کچھ دن گزرنے کے بعد معتمد خاص نے حاضر ہو کر پیشکش کی کہ اپنے استعمال کیلئے ایک کار قبول فرمالیں آپ قدس سرہٗ العزیز نے شان استغنائی سے اسے بھی نامنظور کر دیا۔ ناسخ نے کیا خوب کہی ؎

فقر کے کوچے میں قدر دولت دنیا نہیں
ٹھوکریں کھاتے ہیں یاں پارس سے پتھر سیکڑوں
روندتا ہوں سبزۂ رہ کی طرح وہ بوٹیاں
ڈھونڈتے پھرتے ہیں جن کو کیمیا گر سیکڑوں

پھر کچھ دنوں بعد راجہ کا معتمد خاص آستانۂ پاک پہ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہا' راجہ کی ایک آخری خواہش ہے اس سے انکار نہ کیجئے گا اور ضرور قبول کر لیجئے گا وہ یہ ہے کہ ایک جاپانی بندوق راجہ نے آپ کو تحفہ میں بھیجا ہے آپ اسے ضرور لے لیں ورنہ راجہ کا دل ٹوٹ جائے گا اور ان کی جو تمنا پوری ہوئی ہے اس کی طرف سے بھی مایوسی ہونے لگے گی' آپ قدس سرہٗ العزیز نے اسے قبول فرمالیا اور اپنے پاس رکھ لیا۔ آپ قدس سرہٗ العزیز کے وصال کے بعد وہ بندوق آپ قدس سرہٗ العزیز کے بھانجے رئیس اجودھیا حضرت حافظ وقاری سید اخلاق احمد مدفیضہٗ کو ملی جو تا ہنوز انہیں کے پاس ہے۔

راج دلاری شہزادی جب شادی کی عمر کو پہونچی تو راجہ بلرامپور کے یہاں شادی ہوئی چوں کہ نسل جاری ہو چکی تھی شہزادی کے کئی بچے ہوئے اور اب وہی لوگ راجہ اجودھیا کے وارث ہیں۔ **والعلم عند اللہ تعالیٰ۔**

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی ارفع واعلیٰ اور بابرکت شخصیت دعوت وتبلیغ اور ارشاد وہدایت کے ہر پہلو پر نمایاں رہی اور مال واولاد، علم وعمل، کاروبار میں خیر وبرکت کیلئے آپ قدس سرہٗ العزیز کی دعا اور ذات ضرب المثل تھی۔ لوگوں کا کہنا تھا کہ آپ قدس سرہٗ العزیز نے جس کیلئے جو دعا فرمادی ہے اللہ تعالیٰ اس میں ضرور برکت ووسعت عطا کی ہے۔ اسی

طرح آپ قدس سرہٗ العزیز کے بارے میں یہ بات بھی بڑی مشہور تھی کہ آپ قدس سرہٗ العزیز جس تقریب میں تشریف لے جاتے ہیں اگر آپ نے توجہ فرمادی تو کھانے میں بڑی برکت ہو جاتی ہے عوام وخواص کو یہ کہتے ہوئے سنا بھی گیا کہ بلہری شریف کے سید صاحب قبلہ جہاں بھی تشریف لے گئے ہیں کھانے میں بڑی برکت ہوئی ہے اس گوشے پر ذیل کے شواہد سے بھرپور روشنی پڑتی ہے۔

کھانے میں برکت

آپ قدس سرہٗ العزیز ایک بار ضلع بستی کے کسی گاؤں میں اپنے ایک مرید کے یہاں تشریف لے گئے صاحب خانہ نے آپ قدس سرہٗ العزیز کی آمد پر اظہار مسرت کیلئے اپنے بیٹے کا عقیقہ کر دینا بہتر سمجھا اور اس کا اعلان بھی کر دیا اعزہ واقرباء کو دعوت طعام بھی دے دی اس کے بعد آپ قدس سرہٗ العزیز سے عرض کیا 'حضور! کتنا غلہ پکالیا جائے؟ فرمایا 'جو مناسب ہو پکالو مجھے کیا معلوم؟ کتنے مہمانوں کی آمد ہوگی عرض کیا 'حضور! آپ سے بہتر کون جان سکتا ہے؟' فرمایا کتنے آدمیوں کو کھلانا ہے؟ عرض کیا سوا سو ۱۲۵ ر سے کچھ زائد آدمیوں کو کھلانا ہے فرمایا ۱۶ ر سیر غلہ پکالو صاحب خانہ بڑا راسخ الاعتقاد مرید تھا کہتا تھا جب حضرت نے فرمادیا تو اسی غلے میں ہزاروں کو کھانا کھلایا جاسکتا ہے مگر اس کے اہل خانہ کو یہ توقع نہیں تھی کہ اتنے کم غلہ میں سب کو کھلایا جاسکے گا۔ ان کے اطمینان کیلئے دیگ میں گرم پانی تیار رکھا کہ انہیں تسلی رہے کہ جیسا دیکھیں گے فوراً چاول تیار کر لیا جائے گا جب مہمان آگئے حضرت نے فرمایا 'اب کھانا کھلاؤ' لوگوں نے کھانا کھلانا شروع کیا جب کھانا تھوڑا رہ گیا تو صاحب خانہ گھبرا کر آپ قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا حضور! ابھی مہمان زیادہ ہیں اور کھانا بہت کم ہے آپ قدس سرہٗ العزیز نے مسکرا کر فرمایا 'کھانے پر ایک چادر ڈال دو اور کھلاتے رہو' نتیجہ یہ ہوا کہ تمام مہمان اور گھر والوں نے کھانا کھالیا پھر بھی کھانا بچ رہا دوسری صبح تبرک کے طور پر تھوڑا تھوڑا بہت سے لوگوں نے کھایا۔

ایک بار ایک مرید کے یہاں تشریف لے گئے اس نے اظہار خوشی میں ڈیڑھ سو (۱۵۰) افراد کی دعوت کی اس نے آپ قدس سرہٗ العزیز سے پوچھا حضور کتنا غلہ پکا لیا جائے؟ فرمایا ’۱۵؍سیر غلہ پکالو‘ چنانچہ کھانا تیار ہو گیا سب کو کھلایا گیا ڈیڑھ سو آدمیوں کو کھلانے اور گھر والوں کے کھانے کے بعد بھی کھانا بچ رہا۔

آپ کی دعا سے مکان بن گیا

شہر بستی کے قریب ایک گاؤں ’’کھرہرا‘‘ میں راقم السطور کا جانا ہوا صاحب خانہ نے اپنے وسیع اور پختہ مکان کی کشادہ دالان میں بیٹھنے کا انتظام کیا اطمینان ہونے کے بعد کہنے لگے یہ مکان چھپر کا تھا اور مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز یہاں تشریف لا چکے ہیں ہم لوگ انہیں کے مرید ہیں۔ جب آپ قدس سرہٗ العزیز چھپر کے مکان میں داخل ہونے لگے تو احتیاط سے جھک کر مکان میں داخل ہونے کے باوجود چھپر کا تھوڑا سا حصہ آپ قدس سرہٗ العزیز کی ٹوپی سے ٹکرا گیا آپ نے ٹوپی کو پکڑ لیا اس پہ لوگ گھبرا گئے بعد میں عرض کیا گیا حضور! دعا فرمادیں کہ مکان بن جائے اور آپ کو دوبارہ تکلیف نہ ہو فرمایا ’انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی مکان بن جائے گا‘ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ چند ہی سال میں اللہ عزوجل نے ان کو بڑی برکت دی۔ خوب رزق میں وسعت ہوئی اور خوشحال ہو گئے۔

دولت دارین سے مالامال

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز موضع تنواں نزد بھانپور بازار میں قیام پذیر تھے بعد نماز عشاء گاؤں ہی کا ایک شخص حاضر ہوا اور سلام و مصافحہ کے بعد بیٹھ گیا تھوڑی دیر بعد آپ قدس سرہٗ العزیز نے اس شخص سے فرمایا ’مرید ہو چکے ہو؟‘ اس نے کسی کا نام بتادیا آپ نے فرمایا ’جاؤ یہ دعا پڑھ کر سو جانا اور رات کو جو کیفیت ہوگی آ کر بتانا‘ وہ شخص چلا گیا اسے اس کا ثمرہ یہ ملا کہ دوسرے دن صبح کو جب مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز اپنے اوراد و وظائف سے

فارغ ہو گئے تو وہ شخص بڑی تیزی سے آیا سلام ومصافحہ کے بعد رات کی کیفیت بتائے بغیر بارگاہ میں عرض گزار ہوا کہ حضور! مجھے بیعت فرمالیں آپ قدس سرہٗ العزیز نے اسے بیعت کیا کچھ تعلیم فرمایا اور دعائیں دے کر رخصت کیا وہ شخص نہایت ہی مطمئن ہوکر واپس ہوا جیسے اسے دولت دارین حاصل ہوگئی ہو۔

ام الصبیان یعنی جموگا سے شفایابی

ماسٹر شری رام ساکن بلہری شریف جو آستانہ کے پڑوسی اور عقیدت مند خدام میں سے تھے ان کے یہاں بچے کی پیدائش ہوئی چھٹویں دن وہ بچہ بیمار ہوگیا اسے ام الصبیان یعنی جموگا ہوگیا مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور بچے کی کیفیت بیان کی مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے اظہار خفگی فرمایا قدرے غصہ آمیز بلند آواز میں فرمایا 'ابھی ٹھیک ہوجائے گا' ان کے بقول جس طرح ایک باپ اپنے بیٹے پہ پیار بھرا غصہ کرتا ہے اسی طرح ان کی آواز ذرا سخت ہوگئی۔

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے باپ کا اپنے بیٹے پر پیار بھرا غصہ کرنے پر بڑی ہی نرالی بات کہی ہے ؎

گہے می زند تا شود دردناک
گہے می کند آبش از دیدہ پاک

راقم السطور کے نزدیک یہ اظہار ناراضگی اس لئے تھی کہ درگاہ کا حاضر باش خادم کیوں اتنی دیر میں آیا کہ اتنی دیر تک بچے کو تڑپ کر گزارنا پڑا اور پورا گھرانہ مایوسیوں کے دلدل میں پھنسا رہا اس کے بعد چند ہی لمحے گزرے تھے کہ آپ قدس سرہٗ العزیز نے ان کو دو تعویذیں عنایت کیں اور فرمایا ایک تپادو دوسری بدن میں مل دو وہ فوراً گھر پہونچے اور حکم کے مطابق عمل کیا اسی وقت بچہ اپنی اصلی حالت پہ آگیا اور ٹھیک ہوگیا جس سے پورے گھر میں خوشیوں کی لہر دوڑ گئی۔

جلسہ کی صدارت

ایک بار موضع اَیدہا متصل سعد اللہ نگر ضلع گونڈہ کے مسلمانوں نے ایک عظیم الشان جلسہ کیا مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی صدارت اور شیر بیشۂ اہل سنّت رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی کا اعلان پہلے ہی ہو چکا تھا۔ حضرت سید مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز اسٹیج پر تشریف لائے تو جلسے کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا جب نعتوں اور تقریروں کا سلسلہ شروع ہوا تو ایک مقرر نے اپنی تقریر میں بار بار ''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے'' کی تکرار کیا اور ہر بار اسم رسالت اسی طرح اپنی زبان سے دہراتے رہے ان کی تقریر ختم ہوئی تو مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز برجستہ کھڑے ہو گئے مائک پکڑ لیا اور سخت ناصحانہ انداز میں ارشاد فرمایا کہ ُجب پروردگار عالم نے بے شمار اسمائے صفاتیہ سے اپنے محبوب نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا ہے تو کسی شخص کیلئے کیا یہ ضروری ہے کہ وہ بار بار حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی اسم مبارک سے ذکر کرے۔'

ابھی سلسلۂ کلام جاری ہی تھا کہ عقیدت واحترام اور ادب و انداز بیان سن کر شیر بیشۂ اہل سنّت رحمۃ اللہ علیہ اپنے معینہ وقت سے پہلے اسٹیج پہ آ گئے اور کھڑے کھڑے ہی مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز سے لپٹ گئے اور فرمایا حضرت! آپ نے میرے دل کی بات کہہ کر مجھے مسرور کر دیا۔

چودھری بچ جائیں گے اور دوسرا نہیں بچے گا

حضرت مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز ''رموا پور'' نزد قصبہ لوہرسن ضلع سنت کبیر نگر یوپی میں تشریف فرما تھے۔ اسی گاؤں کے ایک برہمن بنسراج شدید بیمار چل رہے تھے گھر والوں میں ان کی طرف سے مایوسی پیدا ہوتی جا رہی تھی۔ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی آمد سے گھر والوں کو اطلاع ہوئی تو بڑی امیدوں کے ساتھ حاضر بارگاہ ہوئے کہ کوئی دوا دے

دیں گے جس سے مریض ٹھیک ہو جائے گا اسی وقت بلوا مصر کے ایک چودھری صاحب کے اہل خانہ بھی ان کے علاج کیلئے آ گئے وہ بھی بیمار تھے کافی دوا علاج کے بعد بھی شفا کی امید ختم ہوتی جا رہی تھی آپ قدس سرہٗ العزیز نے دونوں کی باتیں تفصیل سے سنیں اور ارشاد فرمایا ''چلو دیکھتے ہیں کس کی دوا ملتی ہے'' آپ قدس سرہٗ العزیز نے رموا پور کے ایک کنویں سے ایک خودرو گھاس اپنے ہاتھوں میں لی اور فرمایا ''چودھری بچ جائیں گے اور وہ دوسرا نہیں بچے گا'' چودھری کے گھر والوں کو گھاس عنایت فرمائی اور طریقۂ استعمال بتایا چند دنوں میں وہ شفا یاب ہو گئے اور دوسرا آدمی تیسرے ہی دن فوت ہو گیا۔

گاؤں میں آگ لگے گی تب ان کو پتہ چلے گا

۱۹۷۲ء یوم دوشنبہ کا واقعہ ہے کہ موضع لکھن جوت کے ایک صاحب نے سلسلۂ مخدومیہ سبحانیہ میں داخل ہونے کیلئے حضرت مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کو اپنے مکان پہ مدعو کیا یہ گاؤں چندر دیپ اور گوراچوکی ضلع گونڈہ روڈ پر واقع ہے اور یہاں کے اکثر لوگ وہابیت زدہ ہیں ان لوگوں نے مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کو دیکھا تو طنزاً کہا کہ 'دولہا گورا تو ہے مگر بوڑھا ہے' کسی نے اس طنز کا جواب یہ کہہ کر دیا کہ 'بظاہر بوڑھا تو ہے مگر جوانوں میں جوان ہے' آپ قدس سرہٗ العزیز کے ہمراہ خادم خاص حافظ محمد ابراہیم، مولانا عبد الوحید صدیقی، شبنم سبحانی کے علاوہ کچھ اور دیگر لوگ بھی وہاں پہونچ چکے تھے داعی نے محفل میلاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پروگرام بھی بنایا تھا اس لئے بعد نماز عشاء تلاوت قرآن سے محفل پاک کا آغاز کر دیا گیا۔

تالیٔ قرآن نے ابھی چند ہی آیتیں تلاوت کی تھی کہ وہابیت کے شکار لوگوں کی جانب سے اینٹ پتھر آنے لگے آپ قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا ''تم لوگوں کو نہیں لگے گا بلکہ انہیں کو لگے گا'' بقول راوی ہوا بھی وہی کہ ان میں کئی لوگ زخمی ہوئے اور ادھر کسی کو خراش تک نہیں آئی۔ اس پر شور و غوغا ہونے لگا اور افراتفری مچ گئی اگرچہ مجلس پاک کے اسٹیج سے بار بار

اعلان کیا گیا کہ ہم لوگ مذہبی اور دینی گفتگو کرنا چاہتے ہیں اللہ جل شانہٗ اور پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر جمیل کا مقصد لے کر آئے ہیں تھوڑی ہی دیر میں یہ مجلس ختم کردی جائے گی مگر ان لوگوں نے ایک نہ سنی اور شقاوت قلبی سے کسی بھی حال میں مجلس ذکر کو آگے نہیں بڑھنے دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مختصر سلام و دعا پر ذکر کی مجلس اختتام پذیر ہوگئی مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے اپنے مہمان نواز کے گھر ساری رات تسبیح و تہلیل اور ذکر و فکر میں جاگ کر گزار دی اور معاملہ کو خدائے تعالیٰ کے سپرد کردیا۔

دوسری صبح بعد نماز فجر قصبہ بائی تال کیلئے بیل گاڑی سے روانہ ہوئے اور چلتے چلتے فرمایا'' گاؤں میں آگ لگے گی تب ان کو ہوش آئے گا'' اس وقت ہمراہیوں اور مہمان نوازی کرنے والوں نے الوداعی فلک شگاف نعرے لگائے نعرۂ تکبیر اللہ اکبر، نعرۂ رسالت یارسول اللہ، اسلام زندہ باد، حضرت پیر صاحب قبلہ زندہ باد کے نعرے لگ رہے تھے آگے آگے آپ قدس سرہٗ العزیز کی بیل گاڑی اور پیچھے پیچھے نعرے لگانے والے عقیدت کیشوں کا ہجوم تھا۔ دوسری طرف وہابیت کے شکار لوگوں کا انبوہ کثیر تھا جس میں سے اچانک چند لوگوں نے طعنہ زنی شروع کردی اور مزاحیہ جملے کسنے لگے یہاں تک کہ ایک شخص نے ان نعروں کے جواب میں اندرا گاندھی زندہ باد کا نعرہ لگایا۔

ان ارباب فتن کا جب یوم حساب شروع ہوا تو چند ہی مہینوں میں قدرت کی مار نے ہر اس شخص کو اپنی گرفت میں لے لیا جو فتنہ پروری میں پیش پیش تھے سب سے زیادہ مذاق اڑانے والا اور طعنہ زنی کرنے والا جوان پاگل ہوگیا۔ ایک دوسرا شخص آنکھ کی بیماری میں مبتلا ہوکر کچھ ہی دنوں میں نابینا ہوگیا اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْدٌ۔

پورا کھلیان جل کر خاکستر ہوگیا

اس طرح حسینی سید زادے مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی تشریف آوری کے موقع پر مجلس پاک کی بے حرمتی کرنے والے کثیر یزیدیوں پر کچھ نہ کچھ قدرت کی مار پڑتی رہی اور

کسی نہ کسی موذی بیماری میں ضرور مبتلا ہوئے یہ سلسلہ مہینوں جاری رہا اس وقت حد ہوگئی جب کہ فصل ربیع کا ان کا پورا کھلیان اچانک جل کر خاکستر ہوگیا نہ کسی کو ایک دانہ اناج ملا اور نہ کسی طرح سبب کا پتہ چلا۔

حب درویشاں کلید جنت است

دشمن ایں راسزائے لعنت است

آپ کے زبان سے نکلی بات پوری ہوکر رہی

مخدوم ملت قدس سرہ العزیز ''برگدواڈیہہ گجپور گرنٹ'' ضلع بلرامپور میں تشریف فرما تھے۔ یہاں گرام پنچایت کے الکشن کی گہما گہمی تھی صرف دو ہی آدمیوں کی مقابلہ آرائی تھی۔ ابرار احمد خان جو پہلے بھی پردھان رہ چکے تھے اور کلن خان جو نئے تھے اور مخدوم ملت قدس سرہ العزیز کے مرید تھے وہاں جتنے دنوں مخدوم ملت کا قیام رہا ہر صبح وشام کلن خان شرف زیارت کیلئے حاضر ہوتے اور طالب دعا ہوتے۔

ایک دن کلن خان نے مخدوم ملت قدس سرہ العزیز کی دعوت کی آپ ان کے مکان پہ تشریف لے گئے دوسرے دن دوپہر کا کھانا کھا کر قیلولہ فرمایا بیدار ہوتے ہی کلن خان کو آواز دی 'پردھان یہاں آؤ' وہ ہنستے ہوئے حاضر بارگاہ ہو گئے اور عرض کیا حضور! آپ نے کیا فرمادیا ارشاد فرمایا ''بابو زبان سے بے ساختہ نکل گیا انشاءاللہ پورا ہوگا'' کلن خان نے تعویذ کی فرمائش کی اس پہ آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا ''بابو تعویذ کی ضرورت نہیں ہے لیکن اطمینان قلب کیلئے تعویذ دے دیتا ہوں اس شرط کے ساتھ کہ پولنگ کے دن اگر پُروا ہوا چلی تو تمہاری کامیابی یقینی ہے اگر کسی وقت ہوا کا رخ بدل گیا تو ابرار احمد پردھان ہوں گے۔''

اس کے بعد آپ قدس سرہ العزیز وہاں سے رخصت ہوکر دوسرے موضع میں تشریف لے گئے وقت مقررہ پر الیکشن ہوا 'مرضئ مولیٰ از ہمہ اولیٰ' صبح سے شام تک پُروا ہوا چلتی رہی باریک بیں حضرات الیکشن کے دن ہوا کا رخ دیکھتے رہے اور مخدوم ملت قدس سرہ

العزیز کا یہ جملہ دہراتے رہے کہ ''پولنگ کے دن اگر پُروا ہوا چلی تمہاری کامیابی یقینی ہے''
وقت مقررہ پر کلن پردھان کی پردھانی کا اعلان ہو گیا اور پہلے سے بھی زیادہ مخدوم ملت!
''زندہ باد'' کے نعروں کی گرج سنائی دینے لگی۔

جنوں کے بادشاہ کا بیعت ہونا

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز اپنے خادم خاص شبنم سبحانی کو ہمراہ لے کر موضع گجپور گرنٹ تشریف لے گئے اور تھانے کے درخواست نویس منشی عبدالصمد کے مکان پر قیام پذیر ہوئے عبداللطیف سبحانی گجپور گرگرنٹ نے شبنم سبحانی سے بیان کیا کہ آپ قدس سرہٗ العزیز ایک بار موضع ڈومکم متصل اٹوا بازار ضلع سدھارتھ نگر تشریف لے گئے تھے۔اس وقت میں نوعمر تھا اور خادم کی حیثیت سے ہمرکاب تھا ایک دن سوتے وقت جب میں اپنے بستر پر لیٹ گیا تو مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے پاس جھنکار کی آواز آئی اور چند لمحے تک چھم چھم کی آواز سنائی دیتی رہی چوں کہ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز موجود تھے اس لئے کچھ زیادہ خوف محسوس نہیں ہوا پھر بھی قدرے سہا ہوا دل کو مضبوط کر کے اپنے لحاف میں منہ ڈھک کر لیٹ گیا اور تھوڑی دیر میں نیند کی آغوش میں چلا گیا دوسرے دن صبح کے وقت حضرت نے اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر میری طرف توجہ فرمائی اور میرے چہرے پہ سوالیہ نشان دیکھ کر ارشاد فرمایا ''رات جنوں کا بادشاہ اپنے عمائدین کے ساتھ حاضر ہو کر بیعت ہوا تھا''

ایک بار مخدوم قدس سرہٗ العزیز شب عاشوراء میں بعد نماز عشاء کھانا کھا کر معمول کے مطابق اپنے دولت سرا کے سامنے چہل قدمی فرما رہے تھے اچانک گلی سے تعزیہ داروں کے باجے کی آواز آئی شبنم سبحانی سے فرمایا 'بابو! کہیں سے آواز آرہی ہے' چند لمحہ توقف کے بعد ارشاد فرمایا 'بابو! وہ کیا جانے جس پر گزری نہیں ہے اس سے پوچھو جس کے گھر اور خاندان کی بات ہو' یہ فرماتے ہوئے آنکھوں میں آنسو بھر آئے آپ قدس سرہٗ العزیز نے تھوڑی دیر کے بعد بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا 'ایک بار میرے نانا جان حضرت خواجہ سید عابد حسین

عرف صوبئ بابا عاشوراء کے دن اپنے دروازے پر چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے یک بیک گلی سے تعزیہ لے کر لوگ نمودار ہوئے تو نانا حضرت فوراً اپنی چارپائی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بڑے ہی شیفتگی اور عقیدت ومحبت میں والہانہ انداز میں گلو گیر ہوکر اشارہ کیا کہ دیکھو! ایک طرف حضرت امام حسن اور دوسری طرف حضرت امام حسین اپنی سواری پر سوار ہیں' ۔

حسن والا تیرے جلوے کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

سائل کے ساتھ حسن سلوک

دوران سفر ممبئی مہاراشٹر میں ایک دن صبح کے وقت مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی قیام گاہ پر شبنم سبحانی زیارت وشرف ملاقات کیلئے گئے آپ قدس سرہٗ العزیز نے دیکھتے ہی فرمایا' بابو! آج ایک عجیب وغریب سائل آیا تھا' انہوں نے حیرت سے سوالیہ انداز میں چہرے کی طرف دیکھا تو فرمایا سائل نے کہا کہ کون ہے؟ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر کچھ دیدے سائل کا انداز سوال بیان کرتے ہوئے مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز آبدیدہ ہوگئے اور فرمایا' بابو! میرا عجیب وغریب حال ہوگیا اس وقت میرے پاس جو کچھ روپیہ پیسہ جیب میں تھا کھڑے ہوکر وہ سب سائل کو پیش کردیا وہ سائل خوش ہوکر دعائیں دیتا ہوا واپس ہوگیا بابو! آج میرا دل چاہتا تھا کہ اس سائل کو کیا دیدوں' ۔

یہ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کا قرآن معظم کے احکام پر عملی مظاہرہ ہے جس کا اجمالی بیان یہ ہے کہ قرآن معظم نے وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ (سورۂ والضحیٰ) اور منگتا کو نہ جھڑکو فرما کر سائل کو زجر وتوبیخ کرنے پر سخت پابندی لگادی ہے اور کچھ دینے کا حکم بھی دیا ہے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں صاحب مدارک التنزیل فرماتے ہیں فَلَا تَجْزِرْهُ فَابْذِلْ قَلِيْلاً اَوْرَدِّ جَمِيْلاً اسے جھڑکو نہیں یا کچھ دیدو یا حسن اخلاق اور نرمی کے ساتھ عذر بیان کردو۔

امام سدی کہتے ہیں کہ سائل سے طالب علم مراد ہے یعنی جب وہ تمہارے پاس آجائے

تو اسے نہ جھڑکو بلکہ اس کی عزت کرو جو اس کی حاجت ہو اسے پورا کرو اس کے ساتھ ترش روئی وبد خلقی ہرگز نہیں کرنی چاہئے اگر کسی سائل نے محبوب کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر کچھ مانگ لیا تو آپ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک محب صادق کیا کرے گا وہ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے قول وفعل سے اچھی طرح ظاہر ہو گیا ہے۔

قبل از وقت آندھی کی آمد کی خبر

موضع چک چئی ضلع سدھارتھ نگر یوپی میں حضرت مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز تشریف فرما تھے جو بیواں اترولہ روڈ پر واقع ہے اسنہرا گاؤں کے ایک صاحب نے حاضر بارگاہ ہوکر عرض کیا کہ حضور! آج میرے غریب خانے پر تشریف لے چلیں دعوت قبول ہوگئی اور آپ قدس سرہٗ العزیز کا بستر اور دیگر سامان لے کر وہ چلے بھی گئے شبنم سبحانی خادم کی حیثیت سے موجود تھے ان سے کہہ گئے کہ میں آگے چلتا ہوں حضرت کیلئے پینس یعنی ڈولی لے کر مہوا بازار آسام روڈ پر آتا ہوں آپ حضرت کو رکشہ سے لے کر مہوا بازار روڈ تک آجائیں۔

ادھر کچھ وقفہ کے بعد دو افراد پر مشتمل یہ قافلہ پاؤں رکشہ سے مہوا بازار روڈ تک پہونچ گیا اور چادر بچھا کر آپ قدس سرہٗ العزیز کو زمین پر بیٹھا دیا گیا کافی دیر انتظار کے بعد آپ قدس سرہٗ العزیز نے پوچھا بابو! کتنی دور ہے وہ ابھی تک نہیں آئے، شبنم سبحانی نے عرض کیا حضور! میں کبھی گیا نہیں لوگ کہتے ہیں کہ وہ سامنے ندی کے اس پار والا گاؤں ہے آپ قدس سرہٗ العزیز خاموش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کافی وقت گزرا چلو پیدل ہی چلیں عرض کیا حضور! تھوڑی دیر اور انتظار فرمالیں پھر خاموش ہو گئے کچھ دیر کے بعد فرمایا 'چلو بابو! پیدل چلیں، اور مخدوم وخادم آگے پیچھے چل پڑے مخدوم ملت کی رفتار اتنی تیز تھی کہ خادم چلتے چلتے پیچھے رہ جاتا تو اسے ساتھ ہونے کیلئے دوڑنا پڑتا تیز رفتاری میں یہ شعر ورد زبان تھا۔

علی کا نام بھی کیا نام ہے کہ راحت جاں ہے
عصائے پیر ہے تیغ جواں ہے حرز طفلاں ہے

تیغ جواں کہہ کر اپنے عصا کو اس طرح دائیں بائیں گھماتے جیسے ایک مرد مجاہد میدان جہاد میں اپنی تلوار گھماتا ہے اور ’یا علی، یا علی‘ کا نعرہ لگا کر اپنی خداداد شجاعت و بہادری کا سکہ بٹھاتا ہے آخر ساحل راپتی پر پہونچ کر دعائے سفر دریا پڑھتے ہوئے کشتی پر سوار ہو گئے اور دریا پار کر کے مہمان نواز کے مکان پر پہونچ گئے جو تھوڑی ہی دور پر واقع تھا ابھی قدرے اطمینان ہوا ہی تھا کہ بہت تیز آندھی آئی، الامان والحفیظ، اس کے ساتھ تیز بارش کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا آپ قدس سرہٗ العزیز نے شبنم سبحانی سے فرمایا ’بابو! مشورہ کر لینا سنّت الٰہیہ سنّت نبیٔ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور سنّت صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہے اس لئے میں نے تم سے مشورہ کیا اور تم نے دونوں بار کہا کہ انتظار کر لیں اور جب تیسری بار کہا تم نے میری رائے قبول کر لیا بفضلہٖ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہم لوگ منزل مقصود پر پہونچ گئے ورنہ آندھی میں ندی کی ریت سے بہت برا حال ہوتا‘ اس پر شبنم سبحانی صاحب گنگنانے لگے ؂

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

گھومنے والی قبر

آپ آستانہ عالیہ مخدومیہ سبحانیہ بلہری شریف کی چہار دیواری کا دروازہ کھولیں تو آپ کے بائیں دیوار سے متصل صف در صف قبریں ہیں یہاں اولیائے کرام سادات بلہری آرام فرما ہیں۔ دوسری صف کی قبر جو مزار مخدوم پاک سے قریب ہے وہ کسی صاحب تصرف جلالی بزرگ کی قبر ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ حضرت علاء الدین پنڈوی قدس سرہٗ النورانی کے بھانجے ہیں۔ ان کی قبر مسلسل گھومتی رہتی تھی قبر کبھی اتر دکھن نظر آتی اور کبھی پورب پچھّم ہو جاتی نہ جانے کب سے یہ سلسلہ جاری تھا مرور ایام کا بھی کوئی اثر ان پہ نہیں پڑا تھا۔

اگر کسی نے لوح مزار کو پختہ کرا دیا تو دوسرے دن سارا ملبہ ٹوٹ پھوٹ کر بکھرا ہوا دیکھا جاتا اور اس کے ٹکڑے بے ترتیب گرے پڑے نظر آتے جیسے کسی نے غضب ناک

ہو کر نہایت بے دردی سے ادھر ادھر پھینک دیا ہو۔ جلال کا یہ حال تھا کہ کبھی بکری نے قبر کے صندوق پر پاؤں رکھا تو وہ پھینک اٹھتی تھی اس وقت صاحب قبر کی ہیبت دلوں پہ چھا جاتی اور صاحب قبر کے تصرف کا یقین کامل ہو جاتا۔

سید الاتقیاء قطب اودھ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے اپنے دور سجادگی میں کیا کیا؟ اور کیسے کیا؟ راقم السطور بیان نہیں کر سکتا ہے البتہ راوی کے بیان کے مطابق آپ قدس سرہٗ العزیز نے عرضی پیش کی کہ اظہار جلال نہ فرمائیں بلکہ اب جلال کو جمال سے تبدیل فرما دیں اور خلق خدا کی نگہبانی کریں تاکہ عوام ہیبت زدہ نہ ہو بلکہ بلا تردد حاضری دیں اور ان کی مرادیں پوری ہوں اس وقت سے قبر کا گھومنا بند ہو گیا اور شمالاً وجنوباً برقرار رہے۔

الحمدللہ! مجاہد ملت نور المشائخ علامہ سید عبد الرب عرف چاند بابو قبلہ سجادہ نشین دامت برکاتہم نے پوری احاطے کی قبروں کو سلف کی قبروں کے مطابق پختہ کرا دیا ہے جس میں مذکورہ قبر بھی ہے جہاں پہ اب جمال ہی جمال ہے اور ہر زائر کیلئے سکون وطمانیت کا بحر بیکراں موجزن ہے اسے سیدی مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی قوت روحانیت، شان محبوبیت، سیادت ونجابت اور عزیمت کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔

قبل از وصال اپنی قبر کی نشاندہی کر دینا

آپ قدس سرہٗ العزیز نے اپنی زندگی ہی میں اپنی قبر کی جگہ کی نشاندہی کر دی تھی اور یہ بات شہرت پا گئی تھی کہ آپ قدس سرہٗ العزیز کی قبر یہیں بنے گی البتہ اس خبر سے عقیدت مندوں میں غم کی لہر دوڑ گئی تھی کیوں کہ دفن کی جگہ بتا دینا اشارہ کر رہا ہے کہ آپ قدس سرہٗ العزیز عنقریب ہی داغ مفارقت دے جائیں گے اور ایسا ہی ہوا اس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ آپ قدس سرہٗ العزیز آخری سفر سے تشریف لائے اور بارگاہ مخدوم پاک رضی اللہ عنہٗ میں حسب عادت تشریف لے گئے۔ آپ قدس سرہٗ العزیز کے ہمراہ کچھ احباب ومریدین بھی تھے انہیں میں آپ کے مرید صادق صوفی عبد القادر پڈرونہ والے بھی تھے ایصال

ثواب وسلام ودعا سے فراغت کے بعد آپ قدس سرہٗ العزیز نے پورے احاطہ کو بغور دیکھا اور تھوڑی دیر سکوت اختیار فرمائی اس کے بعد ارشاد فرمایا ’’(احاطۂ مخدوم پاک کی صفائی) اشد ضروری ہے اس کا خیال رکھنا‘‘ قدرے توقف کے بعد فرمایا ’احاطۂ مخدوم پاک میں دفن کیلئے کوئی جگہ بچی نہیں ہے البتہ اس سمت (مغرب کی طرف) اشارہ کرتے ہوئے جہاں نیم کا درخت ہے وہ جگہ خالی ہے‘ آپ قدس سرہٗ العزیز کے وصال کے بعد احاطۂ مخدوم پاک رضی اللہ عنہٗ کے اندر اشارے اور وصیت کے مطابق وہ نیم کا درخت کاٹا گیا وہیں قبر تیار کی گئی اور آپ قدس سرہٗ العزیز اسی جگہ آسودۂ خواب ہیں۔

آپ قدس سرہٗ العزیز کی قبر کا کھلنا

مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے وصال شریف کے تقریباً ۳۸ ؍سال بعد جب موسم برسات کی آمد آمد ہوئی اور نسبتاً کچھ زیادہ ہی بارش ہوئی تو اس کی وجہ سے آپ قدس سرہٗ العزیز کی پختہ قبر سرہانے کی طرف کھل گئی اور مٹی بیٹھ گئی۔ باہر سے دیکھنے پر کچھ نظر نہیں آتا تھا پورا خانوادہ خوف زدہ اور متحیر تھا کہ اب کیا ہوگا کسی میں یہ جرأت نہیں تھی کہ قریب جا کر جائزہ لے اور اسے درست کرنے کی تدبیر کرے۔ آخر کار آپ قدس سرہٗ العزیز کے خادم خاص جناب چاند علی بن حیات محمد پورا بازار کو بلوایا گیا وہ آئے انہوں نے سب سے پہلے نیچے اترنے کی جگہ بنائی اور آپ قدس سرہٗ العزیز کے چہرۂ پاک کے دائیں بائیں بہہ کر آئی مٹی کو اپنے دونوں ہاتھوں سے نکالا اور اچھی طرح صفائی کی۔ پھر لکڑی کے دو موٹے ٹکڑے اوپر تلے رکھ کر مثل دیوار بنایا اور مزید ایک لکڑی کا تختہ رکھ کر اسے مستحکم کیا پھر مٹی سے اس خلا کو پُر کر دیا معمار بلا کر حسب سابق درست کرایا۔

بے داغ کفن اور بھینی خوشبو

جناب چاند علی کا بیان ہے کہ ’میں نے یہ سب کچھ کیا مگر یہ دیکھا کہ مخدوم ملت قدس سرہٗ

العزیز کے چہرے کے پاس مٹی تو ہے لیکن کفن میں ذرا سا بھی مٹی کا داغ نہیں لگا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ ابھی ابھی کفن پہنایا گیا ہے‘ بعض لوگوں نے یہ بھی بیان کیا کہ قبر کھلنے کے وقت سے قبر درست کیئے جانے تک نہایت ہی خوشگوار بھینی بھینی خوشبو مسلسل محسوس کی جاتی رہی تھی۔

آپ قدس سرہٗ العزیز کے وصال کی تاریخ ۱۴؍ رجون ۱۹۷۶ء ہے اور قبر کھلنے کا واقعہ ۱۴-۳-۲۰۱۳ء کا ہے اس طرح تقریباً ۳۸ رسال کا عرصہ گزر جانے پر کفن کا میلا بھی نہ ہونا اور حسب سابق اب تک صاف وستھرا رہ جانا اللہ رب العزت کی خاص عنایات اور آپ قدس سرہٗ العزیز کی عظمت و کرامت کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔ اللہ اکبر عُلوّاً کبیراً۔

آپ قدس سرہٗ العزیز وصال شریف سے چند دنو پیشتر ہدایت وارشاد کے سلسلے میں آٹھ دنوں کا ارادہ کر کے پڈرونہ تشریف لے گئے اتفاق سے پانچویں ہی دن واپس آ گئے مزاج شناس پڑوسی اور خادم ماسٹر شری رام نے پوچھا ’سرکار! اتنی جلدی آ گئے؟ آپ کا چہرہ بتا رہا ہے کہ آپ کی طبیعت خراب ہے‘ ارشاد فرمایا ’ایسی کوئی بات نہیں ہے یوں ہی چلا آیا‘ انہوں نے کہا ہمارا دل کہتا ہے ضرور کوئی بات ہے آپ قدس سرہٗ العزیز نے آستانہ پاک پر صرف چند دن قیام فرمایا اور جلد ہی علاء الدین پور گلرہوا کی طرف سفر پہ روانہ ہو گئے رشد وہدایت کیلئے آپ قدس سرہٗ العزیز کا یہ آخری سفر تھا جہاں سے واپسی کے بعد تیسرے دن داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

رشد وہدایت کا آخری سفر

علاء الدین پور گلرہوا ضلع گونڈہ کے علاقے میں مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کے آخری سفر کے چشم دید حالات شبنم سبحانی نے جو قلمبند کیا ہے اسکا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

حضور سیدی مرشدی مخدوم ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کا آخری دورۂ تبلیغ کا سفر مبارک تھا۔ اپنے مریدین ومتوسلین کو بار بار مذہب اہل سنّت پر قائم ودائم رہنے کی تلقین فرماتے۔ جہاں جہاں سے رخصت ہو کر چلتے وہ لوگ دوبارہ تشریف لانے کی دعوت دیتے لیکن مخدوم

ملت علیہ الرحمہ فرماتے "بابو! اب میرے آنے کا انتظار کرنے کے بجائے آستانۂ عالیہ پر خود آنا میرا انتظار نہ کرنا" اور مریدین (موجودہ حالت میں) دعوتوں کی درخواست پیش کرتے تو آپ فرماتے "بابو! مجھے جلد از جلد آستانہ عالیہ پہونچا دو ایسا نہ ہو کہ میں یہیں رہ جاؤں"۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ علاء الدین پور سے رخصت ہو کر موضع ہتھیا گڑھ تشریف لے گئے ادھر میرے کچھ متعلقین رشتہ داروں نے اصرار کیا کہ ہم لوگوں کو مخدوم ملت سے مرید کرادیں اس عرضی کو لے کر ہم ہتھیا گڑھ کیلئے چل پڑے راستے میں حافظ ابراہیم سے ملاقات ہوگئی انہوں نے بتایا کہ آپ قدس سرہٗ العزیز اس وقت "موضع جگنا" میں تشریف فرما ہیں وہاں حاضر ہوا اپنی عرضی پیش کی فرمایا "بابو مجھے جانے دو ایسا نہ ہو میں یہیں رہ جاؤں" ایک صاحب نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ قصبہ خاص سے لوگ بیل گاڑی لے کر آئے تھے مگر حضرت نے جانے سے انکار کر دیا ہے۔

موضع جگنا میں مہمان نواز نے میلاد پاک کی محفل منعقد کرنے کا اعلان کر رکھا تھا شام کو مولانا عبدالوحید، حافظ ابراہیم اور چند دیگر علماء بھی گلر ہوا سے آ گئے۔اختتام مجلس کے بعد حافظ ابراہیم کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جواب میں نے سنا دیا وہ کہنے لگے میرے سامنے پھر کہئے اگر حضرت نے مجھ سے پوچھا تو میں تائید کردوں گا میں نے حضرت کی خدمت میں پہونچ کر رندھی ہوئی آواز میں اپنا عریضہ دوبارہ پیش کیا فرمایا 'کیوں حافظ جی! اور ان کی زبان سے نکلا جی حضور! پھر ارشاد فرمایا 'ٹھیک ہے صبح سواری کا انتظام کرو چلوں گا' قصبہ خاص کے لوگوں کو جب علم ہوا کہ حضرت کی سواری قریب سے گزرے گی تو پورے طور سے لنگر کا اہتمام کیا اور محفل میلاد کا پروگرام بھی رکھا حضرت نے وہاں پہونچ کر قیام کیا دوسرے دن موضع تلیانی حاجی جوت تشریف لے گئے پورے گاؤں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی یہ وہی گاؤں ہے جہاں کیلئے خصوصی عرضی پیش کی گئی تھی وہاں کثیر تعداد میں آپ کے دست حق پرست پر لوگ بیعت ہوئے یہاں دو شب قیام رہا محفلیں بھی منعقد ہوئیں اور حضرت مخدوم ملت رحمۃ اللہ علیہ ہی کی دعاؤں پر مجلسوں کا اختتام ہوا پھر صبح کے وقت حضرت نے غسل فرمایا اور غسل

کے بعد میں نے سر مبارک میں تیل کی مالش کی اور سر مبارک وریش مبارک کا کنگھا کیا، ریش مبارک کے چند بال کنگھے میں آ گئے آپ قدس سرہٗ العزیز نے دیکھا تو فرمایا 'یہ بال اپنے پاس رکھ لو' چنانچہ میں نے اپنے کرتے کی جیب میں ڈال لیا اور خدمت میں لگا رہا اسی دن کچھ وقفے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ علاء الدین پور گلر ہوا اور اس کے اطراف وجوانب میں تبلیغی دورے پر تشریف لے گئے پھر چند دنوں بعد آستانہ پہ تشریف لے گئے اور صرف تین دن گزار کر دوشنبہ کے دن ۵ ر بج کر ۲۵ ر منٹ پر داعیٔ اجل کو لبیک کہتے ہوئے دار فانی سے دار بقا کی طرف روانہ ہو گئے۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔

چوں کہ اس وقت فون وغیرہ کے جدید آلات نہیں تھے اس لئے دوشنبہ ومنگل گزر کر بدھ کے روز علی الصبح ہمیں آپ کے وصال کی اندوہ ناک خبر ملی سب سے پہلے روتے ہوئے آپ کے عطا کردہ بال شریف کو میں نے تلاش کیا لیکن شومئی نصیب کہ تلاش بسیار کے باوجود نہ ملا سب بال شریف جیب سے غائب ہو گئے تھے پھر اپنی بد نصیبی پہ روتے پیٹتے آستانہ پہ حاضری کے ارادہ سے چل پڑا۔ منکا پور ریلوے اسٹیشن پہ حافظ ابراہیم، منشی یعقوب وغیرہ بہت سے لوگوں سے ملاقات ہوئی سبھی غمزدہ اور اشکبار تھے ساتھ ہی ساتھ آستانہ عالیہ پہ حاضر ہو کر بارگاہ عالی میں سلام عقیدت پیش کیا گیا اور فاتحہ پڑھ کر آستانۂ پاک سے باہر آئے سرزمین بلہری شریف پہ ہر چہار جانب غم واندوہ کی چادر تنی ہوئی تھی اور ہر آدمی مرشد برحق کو اشکبار آنکھوں سے خراج عقیدت پیش کر رہا تھا۔ (شبنم سبحانی کی تحریر کا خلاصہ ختم ہوا)

آپ قدس سرہٗ العزیز نے اپنے وصال کے دن اپنے شہزادے اکمل الصوفیاء حضرت سید الشاہ عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا 'دو مہمان آ رہے ہیں گھر میں شکر اور چائے کی پتّی نہیں ہے جلدی جاؤ اور اسے (پورا بازار) سے لے کر آؤ' وہ بہت تیزی سے چلے گئے ادھر آپ قدس سرہٗ العزیز وصال فرما گئے۔

بعد وصال آمد بزرگاں

آپ کے وصال کے بعد اسی دن دو اجنبی وارد ہوئے تعزیت کی اور کچھ دعائیہ کلمات کہتے ہوئے چلے گئے پھر رات میں وہ دونوں آئے ایک دری دو تکیے انہیں دے دیئے گئے وہ خانقاہ کی اولیاء مسجد میں چلے گئے صبح کے وقت دونوں نہیں دیکھے گئے البتہ بستر مسجد میں موجود تھا دوسرے دن رات میں پھر نظر آئے کسی نے انہیں گھر کے اندر سے لوٹے میں پانی لا کر دیا انہوں نے اپنے پاس سے دو ''کھاجا'' نکالا ایک میں سے دونوں نے کھایا پانی پیا دوسرا کھاجا سید شاہ عبد الجبار رحمۃ اللہ علیہ کو دے دیا جسے انہوں نے لے کر سینے سے لگایا اور چوم کر اپنے لنگوٹیا یار ماسٹر شری رام کو دے دیا انہوں نے عقیدت سے جیب میں رکھ لیا اور گھر لے جا کر بچوں میں تقسیم کر دیا۔

اس کے بعد مہینوں یہ ذکر ہوتا رہا کہ وہ دونوں کون تھے اور کہاں سے آئے تھے؟ قیاس آرائیوں کا دروازہ کھلا رہا اور طرح طرح کی باتیں ہوتی رہیں رجال الغیب تھے، ظاہری شکل وصورت میں مخدوم اودھ حضرت سید قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی رضی اللہ عنہ وارضاہٗ عنا کے والد اور چچا سرتاج اولیاء حضرت سید کمال الدین المعروف کمال الاولیاء اور سربراہ عارفین حضرت سید جمال الدین المعروف جمال الاولیاء نور اللہ مرقد ہما تھے جو مکہ خرد شہر اولیاء ''اجودھیا'' میں آرام فرما ہیں یا کہیں سے جنات کے نمائندے آئے تھے دونوں نو وارد نے جنازے کے بعد رات میں اجودھیا جانے کا راستہ اور فاصلہ کسی سے دریافت کیا اس نے کہا تھا کہ بلہری شریف اور اجودھیا میں کافی دوری ہے رات میں نہیں پہونچ سکیں گے پھر وہ دونوں کہاں گئے کسی کو پتہ نہیں۔

گزرتے وقت کے دبیز پردے میں غم واندوہ کی لہریں روپوش ہو گئیں لیکن مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کا دائمی فراق پورے علاقے کے امیر وغریب، مسلم وغیر مسلم، پڑھے بے پڑھے سب کو ایسا غمزدہ کر گیا کہ آج ۴۴ رسال گزر جانے کے باوجود آپ

قدس سرہٗ العزیز کا ذکر آجانے پر جدائی کا زخم تازہ ہو جاتا ہے اور آہیں بھرنے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔

بر زمینے کہ نشان کف پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

راقم کو وصال کی خبر

حضرت سید مخدوم ملت قطب اودھ قدس سرہٗ العزیز جس دن واصل بحق ہوئے راقم السطور اس دن موضع تالہی ضلع مہراج گنج میں مقیم تھا اسی دن تقریبا دو پہر ہی سے راقم کو قدرے اداسی بے چینی اور الجھن سی تھی جس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آ رہی تھی ذہنی طور پر ایسا احساس ہوتا تھا کہ جیسے کچھ کھو گیا ہو اور ایک انجانہ سا اضطراب محسوس ہو رہا تھا اس کیفیت کو کسی واقعہ سے جوڑنا دشوار امر تھا آنے والی شب میں مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی زیارت نصیب ہوئی راقم نے خواب میں دیکھا کہ آپ قدس سرہٗ العزیز اپنے دولت سرا کے دالان سے بالکل متصل باہر دکھن سمت حضرت مخدوم پاک سید قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی رضی اللہ عنہ کے دروازۂ احاطہ کے عین مواجہہ میں ایک چار پائی پہ بیٹھ کر سفید چادر اوڑھ رہے ہیں اور چار پائی پہ پیٹھ کے بل لیٹ رہے ہیں پھر پورے طور سے لیٹ گئے ہیں اور خود ہی چادر سے پورا جسم ڈھک لیا ہے' اس کیفیت کے وقت راقم کو محسوس ہو رہا ہے کہ آپ قدس سرہٗ العزیز کا سرہانہ اتر طرف ہے حالاں کہ حقیقت میں اس وقت آپ قدس سرہٗ العزیز کا سرہانہ مغرب کی سمت تھا۔

چند ہی دنوں بعد آپ قدس سرہٗ العزیز کے ایک مرید صابر علی صاحب سے راقم کی ملاقات ہوئی انہوں نے بتایا کہ ابھی چند دنوں قبل پیر صاحب کو خواب میں دیکھا کہ بجلی کی سی چمک اور تیزی سے آئے ہیں اور فرماتے ہیں بیٹا کیا بات ہے کچھ کہنا ہے؟ وہ کہتے ہیں میں نے جواب میں عرض کیا حضور! کچھ نہیں کہنا ہے فرمایا' ابھی مجھے بہت دور جانا ہے اچھا چلتے

ہیں، بقول صابر علی صاحب جس طرح بجلی کی سی چمک اور تیزی سے آئے تھے اسی طرح چلے گئے اس کے تقریباً دس دنوں بعد خبر موصول ہوئی کہ آپ قدس سرہٗ العزیز پردہ فرما گئے ہیں اناّ للہ وانّا الیہ راجعون۔

اگر چاہیں تو پل بھر میں جہاں میں گشت کر آویں
خدا والے خدا کی دی ہوئی طاقت کے ذریعہ سے۔۔۔۔۔قیامی

بعد وصال سوال کا جواب دینا

راقم کو کچھ دنوں بعد یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ آپ قدس سرہٗ العزیز کے وصال فرما جانے کے بعد اب کس کی طرف رجوع کریں اور اگر کوئی امر جواب طلب درپیش ہو تو اس کے حل کیلئے کس کی بارگاہ میں حاضری دیں اسی غور وفکر اور تردد میں کچھ دنوں گزر گئے ایک روز قسمت بیدار ہوئی آپ قدس سرہٗ العزیز نے خواب میں اپنے صاحبزادے اکمل الصوفیاء حضرت سید عبدالجبار صاحب قبلہ فردوسی مخدومی وسبحانی کی طرف اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ فرمایا اور راقم کو بتایا کہ ’ان کی طرف‘ نیند کھلی تو طبیعت میں پوری طرح بشاشت اور مسرت تھی کہ اب سوال کا جواب مل گیا ہے۔

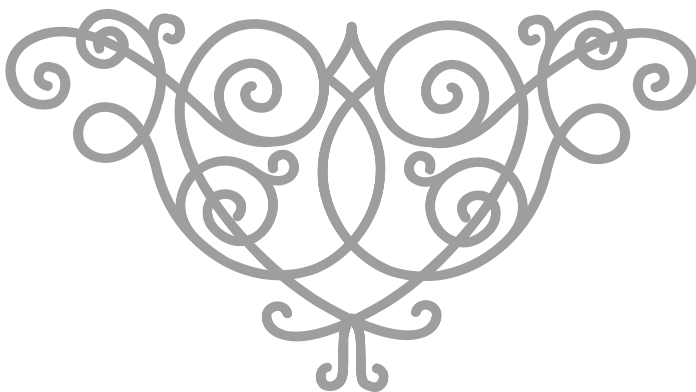
پھر جب سید صوفی عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ کا بھی وصال ہو گیا تو پھر ایک بار الجھنوں نے آگھیرا کہ اب کیا کیا جائے؟ درد دل کی دوا اب کہاں ڈھونڈیں کس سے رابطہ کریں؟ اسی شش وپنج میں ہفتوں گزر گئے اچانک ایک روز حسب سابق شہادت کی انگلی سے شبلئ وقت، نور المشائخ حضرت علامہ سید عبدالرب عرف چاند بابو صاحب قبلہ فردوسی مخدومی سبحانی موجودہ سجادہ نشین آستانہ بلہری شریف کی طرف واضح اشارہ کر کے بتایا گیا کہ ’ان سے۔‘

جب مذکورہ حالات پیش آئے اور دونوں بشارتوں سے فیضیاب ہوا تو اس وقت راقم دارالعلوم ستاریہ معین الاسلام قصبہ لہرسن میں تدریسی خدمات انجام دے رہا تھا چوں کہ قصبہ لوہرسن بلہری شریف کے مریدوں کا ایک گلشن سدا بہار ہے اس لئے لوگوں سے راقم کی

ملاقاتیں ہوتیں اور شہر مرشد 'بلہری شریف' کا تذکرہ اکثر ہوتا رہتا اترمحلہ کے سراج الدین انصاری مرحوم بن روزن علی بن محمد مستقیم نے بھی ایک روز دوران گفتگو راقم السطور سے بیان کیا تھا کہ ہمارے سرکار پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صوفی سید عبدالجبار کی طرف اشارہ کر کے مجھے بتادیا ہے کہ ہر ضرورت پہ ان سے ملتے رہو۔

باب فیضان شہید ناز زندہ باد

-----(۱۳۹۶ھ)-----





مخدوم ملت، قطب اودھ قدس سرہٗ العزیز کو کتنے بزرگوں سے شرف خلافت و اجازت حاصل تھا اور آپ قدس سرہٗ العزیز کتنے سلاسل میں مجاز و ماذون تھے راقم السطور اس کی زیادہ تحقیق نہیں کرسکا البتہ جیسا کہ سابق میں مسطور ہوا کہ دو عظیم شخصیتوں نے تمام سلاسل جدیدہ وقدیمہ کی خلافت واجازت سے آپ قدس سرہٗ العزیز کو نوازا تھا۔

اولاً آپ قدس سرہٗ العزیز کے والد بزرگوار مفتیٔ حنفیہ، قاضیٔ شرع، جامع علوم ظاہری وباطنی، شیخ الاسلام حضرت علامہ سید عبدالستار قدس سرہٗ العزیز ہیں اور ثانیاً آپ قدس سرہٗ العزیز کے نانا کنز الکرامت حضرت خواجہ سید عابد علی عرف صوبئ بابا قدس سرہٗ العزیز ہیں یہاں مناسب ہے کہ آپ قدس سرہٗ العزیز کے دونوں جد کریم یعنی دادا و نانا قدس سرہما کے مختصر کچھ حالات زندگی تحریر کرکے راقم السطور اکتساب فیض کرلے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

تذکرہ حضرت مفتئ حنفیہ شیخ الاسلام
علامہ سید عبدالستار قدس سرہٗ العزیز

آپ قدس سرہٗ العزیز کی پیدائش بلہری شریف میں ہوئی اور آخری عمر میں بلہری شریف کے اندر تقریباً ۱۹۳۵ء میں وصال فرمایا اور حضرت مخدوم اودھ سید قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی قدس سرہٗ العزیز کے احاطہ میں محو استراحت ہیں۔ آپ قدس سرہٗ العزیز نے ماہ وسال کی ۹۵/ بہاریں دیکھیں اور سر جوندی نے ۹۵/سال تک آپ کی چوکھٹ پر اظہار نیازمندی کر کے خراج عقیدت پیش کیا اس سے یہ واضح ہو گیا کہ آپ قدس سرہٗ العزیز تقریباً ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے آپ قدس سرہٗ العزیز بڑے ہی متقی پرہیزگار تھے آپ کا تقویٰ اس حد تک بڑھا ہوا تھا کہ لوگ سید الاصفیاء، مربئ صوفیاء کہتے تھے آپ قدس سرہٗ العزیز مریدین ومتوسلین کو پرہیزگاری کی تلقین کرتے رہتے تھے اور فرماتے تھے کہ ’پرہیزگاری ہی اصل ہے اسی میں رب کی رضا ہے جو سب سے عظیم نعمت ہے اور پرہیزگاری کا منبع نبئ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات ہے۔‘

آپ قدس سرہٗ العزیز کے اردگرد پورا ماحول تقویٰ و پرہیزگاری اور صبغۃ اللہ کے رنگ میں رنگا ہوا نظر آتا تھا آپ کی شخصیت تقویٰ و پرہیزگاری میں مندرجہ ذیل آیات کا مصداق تھی۔

(۱)......اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ (سورۂ ہود آیت ۴۹)

ترجمہ: بیشک بھلا انجام پرہیزگاروں کا ہے۔

کیوں کہ دنیا میں مظفر و منصور ہیں اور آخرت میں ثواب واجر دئے گئے ہیں۔

(۲)......اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ ذَالِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (القران، سورۂ یونس

آیت ۶۳، ۶۴)

ترجمہ: وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

صاحب خزائن العرفان صدرالافاضل حضرت سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: کہ دنیا کی بشارت تو وہ ہے جو ملائکہ وقت موت سناتے ہیں اور آخرت کی بشارت وہ ہے جو مؤمن کو جان نکلنے کے بعد سنائی جاتی ہے کہ اللہ اس سے راضی ہے۔

آپ قدس سرہٗ العزیز عابد شب زندہ دار تھے عبادت وریاضت کا یہ حال تھا کہ کم ہی کسی کو خبر ہو پاتی کہ آپ قدس سرہٗ العزیز کب سوتے ہیں اور کب بیدار ہوتے ہیں نماز عشاء باجماعت خانقاہ کی شاہی ''اولیاء مسجد'' میں ادا فرماتے پھر متوسلین ومریدین کو وقت دیتے اب آرام فرماتے پھر کب بیدار ہوکر مسجد میں عبادت وریاضت، ذکروفکر اور مجاہدہ وتہجد کیلئے تشریف لے جاتے کسی کو خبر نہ ہوتی طلوع صبح صادق کے بعد آپ قدس سرہٗ العزیز خود ہی اذان فجر دیتے اور باجماعت نماز کی امامت کرتے۔

نماز فجر کے بعد پھر مریدین ومتوسلین اور حاجت مندوں کو وقت دیتے اس وقت آپ قدس سرہٗ العزیز کی بڑی بڑی سرخ آنکھیں خمار آلود ہوتیں اور شب بیداری کی غمازی کرتیں۔ ایسی حالت میں آپ کی آنکھ سے آنکھیں چار کرنے کی طاقت کسی میں نہیں ہوتی بعض لوگ بڑی بڑی سرخ آنکھوں کو دیکھ کر حیرت میں پڑ جاتے اور کچھ لوگ خوف زدہ ہوجاتے۔ اسی طرح دیگر خالی اوقات میں بھی ذکر الٰہی سے رطب اللسان رہتے اور تسبیح وتہلیل کا سلسلہ مسلسل جاری رہتا۔ اکثر اوقات خوف خدا سے آپ قدس سرہٗ العزیز کی آنکھیں ساون بھادوں برساتی رہتیں۔

آپ قدس سرہٗ العزیز کردار وگفتار کے غازی تھے جو وعدہ کرلیتے اسے پورا فرماتے اگرچہ اس وفا کی راہ میں بعض اوقات مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا اور مشقتیں اٹھانی پڑتیں مگر

وہ مضبوط پہاڑ کی طرح اپنے موقف پر اٹل رہتے اور ہر حال میں وعدہ وفا فرماتے دوسروں کو بھی ایفائے عہد کی تلقین فرماتے۔

آپ قدس سرہٗ العزیز ماہر طبیب بھی تھے طبابت میں آپ قدس سرہٗ العزیز کو یدطولیٰ حاصل تھا اور اعلیٰ درجے کے حکیم حاذق تھے کبھی مریض کا نبض دیکھ کر کبھی مریض سے حالات سن کر کبھی مریض کا چہرہ دیکھ کر تشخیص فرماتے گویا کہ مریض کے قلبی رجحان پر یہ طریقے اختیار فرماتے ورنہ اللہ والوں کی نظروں سے کم وکیف بھی پوشیدہ نہیں رہتے ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء

جس مریض کو بھی آپ قدس سرہٗ العزیز دوا دیتے بفضلہٖ تعالیٰ وہ شفایاب ہوجاتا اور عقیدت ومحبت سے لبریز قدم بوس ہوتا آپ قدس سرہٗ العزیز کی مریضوں کی شفایابی کیلئے دعائیں بھی فرماتے کیوں کہ آپ مستجاب الدعوات تھے اس لئے ہر دعا مقبول ہوتی بلاتفریق مذہب وملت، مسلم وغیر مسلم، مرد وعورت ہر قسم کے مریض کو ایک ہی دوا تجویز فرماتے اور ہر ایک کو دو آنہ یا تین پیسہ کی دوا دیتے فضل الٰہی سے مریض شفایاب ہوجاتا آپ قدس سرہٗ العزیز کی یہ کرامت مریدین ومتوسلین اور اہل خاندان میں آج بھی مشہور ہے اور زبان زد عوام وخواص ہے۔

ایک مرتبہ آپ قدس سرہٗ العزیز کے صاحبزادے قطب اودھ مخدوم ملت علامہ سید عبدالسبحان قدس سرہٗ العزیز نے عرض کیا: ابا حضور! آپ سب کو ایک ہی دوا دیتے ہیں حالاں کہ سب کا مرض یکساں نہیں ہوتا تو کیسے صحت یاب ہوجاتے ہیں، فرمایا بیٹا! ابھی نہیں کچھ دنوں کے بعد خود ہی سمجھ جاؤ گے کہ دوا ایک بہانہ ہے، شیخ الاسلام مفتیٔ حنفیہ سید عبدالستار مخدومی فردوسی قدس سرہٗ العزیز کی تصنیف "گیان نامہ، الف نامہ" کے دیباچہ میں راقم السطور کے قلم سے تحریر ہوا ہے کہ آپ قدس سرہٗ العزیز گھوڑے کی سواری پسند فرماتے تھے اور رشد وہدایت کیلئے مریدوں میں بھی گھوڑے ہی سے اکثر سفر فرماتے تھے کبھی وقت ضرورت پالکی پر بھی سواری فرماتے۔

۱۹۳۰ء میں آپ قدس سرہٗ العزیز بسلسلۂ ارشاد و ہدایت دورے پر تھے عبد الغفور انصاری مرحوم محلہ بدھیانی خلیل آباد سنت کبیر نگر کے مکان پر گھوڑے سے تشریف لائے یہاں رائے صاحبان کا دبدبہ تھا اور انہیں کی زمینداری تھی اس لئے ان کے سامنے کسی کا سر اٹھا کر چلنا اور بات کرنا بہت بڑا جرم سمجھا جاتا تھا انہیں لوگوں میں سے ایک للّو رائے تھا جو ہر شخص کی اچھی چیز پر اپنا حق سمجھتا تھا اور اتنا خود سر تھا کہ بغیر کسی دباؤ کے حکم دے کر وہ پسندیدہ چیز جبراً منگوالیتا یا خود پہونچ کر چھین لیتا اور کسی کو دم مارنے کی ہمت و جرأت نہ ہوتی حد یہ کہ بہو بیٹیوں کی آبرو بچانا دشوار امر ہو رہا تھا۔

آپ قدس سرہٗ العزیز محلہ بدھیانی میں اپنے مرید عبد الغفور انصاری کے یہاں تشریف فرما تھے للّو رائے ٹہلتا ہوا عبد الغفور صاحب کے مکان کے سامنے آ گیا آپ قدس سرہٗ العزیز کے گھوڑے پر اس کی نظر پڑ گئی اس نے گہری نظر سے دیکھا تو گھوڑا اسے پسند آ گیا بڑا خوش ہوا اور بے جھجک بڑی دلیری سے بولا اے میاں! اپنا گھوڑا ہم کو دے دو آپ قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا ’لے جاؤ‘ للّو رائے نے یقین کر لیا کہ اب گھوڑا ہمیں مل گیا ہے اس نے گھوڑا کھولا اور گاؤں کے پورب میدان میں لے گیا اور اس پے سوار ہوا پھر تو اپنے مالک کے وفادار گھوڑے نے اپنے آقا کی مرضی کے خلاف سوار کو پسند نہیں کیا کچھ اس طرح اچھلا کودا کہ للّو رائے بے تحاشہ گھوڑے سے زمین پر گر گیا پھر اس کی ہمت نہ ہوئی کہ دوبارہ اس گھوڑے کی پشت پر سوار ہو، اس نے باگ پکڑی منہ لٹکائے ہوئے حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں آیا اور کہنے لگا اے میاں! اپنا گھوڑا لے لو آپ قدس سرہٗ العزیز نے طنزاً فرمایا ’میں نے تم کو دے دیا تو لے جاؤ‘ رائے نے عاجزانہ ہاتھ جوڑ کر کہا مہاراج! ہم کو نہیں چاہئے ہمارے لائق نہیں ہے اس نے گھوڑا وہیں چھوڑا اور اپنی ناکامی پر مایوس ہو کر کبر و نخوت کا سر جھکائے ہوئے اپنے مکان کی طرف لوٹ گیا۔

آپ قدس سرہٗ العزیز نہایت ہی منکسر المزاج اور خلیق و ملنسار تھے ہر چھوٹے بڑے سے یکساں ملتے اور ہر ملنے والا یہی سمجھتا کہ آپ قدس سرہٗ العزیز ہم کو بہت چاہتے

ہیں آپ کے یہاں امیر وغریب کا کوئی فرق وامتیاز نہیں تھا مہمانوں کی خدمت کرنا، ان کے آرام وآسائش کا خاص خیال رکھنا، وقت پہ کھانا ناشتہ نیز دیگر ضروریات کے لحاظ سے اسباب فراہم کرنا آپ ہی کا حصہ تھا۔ اسی طرح چھوٹے سے چھوٹا اپنا کام کرنے میں کوئی عار وشرم نہیں محسوس کرتے گھر کا ہر وہ کام جو سامنے آجاتا وہ سب کر ڈالتے کثیر گایوں کی نگرانی، چارہ پانی دینا، وقت سے چرنے کیلئے رسیوں سے کھول دینا، شام کو ان کے آنے پر رسیوں سے کھونٹوں میں باندھ دینا آپ کا شیوہ تھا۔

اپنے گھوڑے کی دیکھ ریکھ، دانہ چارہ اور پانی کا اہتمام خود کرتے اس کے سوا گھوڑے سے متعلق تمام امور بھی خود انجام دیتے، امیر خاندان اور امیر باپ کا امیر بیٹا اور اس سے اہم یہ کہ خندہ پیشانی پر سیادت ونجابت کا تمغۂ نور لیکن ایسا منکسر المزاج جس کی مثال خال خال ہی نظر آتی ہے۔ سچ ہے کہ جن بالیوں میں دانے ہوتے ہیں وہ بالیاں سجدۂ شکر الٰہی کیلئے جھکی جھکی رہتی ہیں اور جن شاخوں میں پھل آجاتے ہیں وہ شاخیں آسمان کی طرف سر نہیں اٹھاتی ہیں بلکہ خدا کی بارگاہ میں زمین کی طرف سجدہ ریز ہونے کو بے قرار رہتی ہیں۔

نہد شاخ پر میوہ سر برزمیں

آپ قدس سرہٗ العزیز کا یہی حال تھا خدام موجود ہوتے باریاں مقرر تھیں وہ فرائض منصبی کیلئے صبح وشام اپنے وقت پر حاضر رہتے اس کے باوجود وقت ضرورت اپنے تمام امور اپنے ہاتھوں سے انجام دینے میں کوئی شکستگی یا تھکاوٹ اور شرم وعار نہیں محسوس کرتے تھے۔

ایک بار خانقاہ وادیٔ ایمن میں اپنے گھوڑے کیلئے خود ہی گھاس کاٹ رہے تھے برٹش حکومت کا کوئی بڑا عہدہ دار اپنے عملہ کے ہمراہ حضرت مخدوم سید قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی قدس سرہٗ النورانی کے آستانہ کی خاک بوسی کیلئے آگیا یہاں حکومت کے چھوٹے بڑے کارندے سلامی کیلئے آتے ہی رہتے تھے اس کی آمد پر بے نیازی سے آپ قدس سرہٗ العزیز اپنے کام میں مصروف رہے اور کھڑے ہو کر استقبال نہیں کیا جس کے پاداش میں اس نے

ناراض ہوکر آپ قدس سرہٗ العزیز کو گرفتار کرالیا اور فیض آباد جیل میں بند کرادیا۔ مقدمہ چلا چند ہی دنوں میں آپ قدس سرہٗ العزیز بے داغ چھوڑ دیئے گئے آپ قدس سرہٗ العزیز کو مقدمہ اور اس کے حالات کی کسی نے کوئی خبر نہیں دی محکمہ کا ایک افسر پروانۂ آزادی لے کر آپ کے پاس آیا اور حالات سے آگاہ کیا اور کہا کہ چلئے آپ کو آپ کے گھر پہونچا دیا جائے آپ بے داغ چھوٹ گئے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ جیل سے جانے کو میرا دل نہیں چاہتا کیوں کہ یہاں تنہائی میں عبادت و ریاضت اور ذکر و فکر میں لذت زیادہ ملتی ہے، پھر بعد میں خانقاہ بلہری شریف لائے گئے۔

آپ قدس سرہٗ العزیز اپنے وقت میں خانقاہ مخدوم پاک قدس سرہٗ النورانی کے سجادہ نشین تھے جس کی وجہ سے ہندو مسلم سبھی حاضر ہوتے اور فیوض و برکات حاصل کر کے شادکام ہوتے لوگ منّتیں مانتے اور منّتیں پوری کرتے وقت صاحب سجادہ قدس سرہٗ العزیز کی دعائیں لیتے اگرچہ پورا علاقہ ''ٹھاکروں کا علاقہ'' کہلاتا ہے ساتھ ہی وہاں بڑے بڑے زمیندار اور راجے گزرے ہیں جن میں سرکش بھی تھے اور عقیدت مند بھی تھے لیکن آستانۂ پاک کی جاذبیت، مخدوم پاک قدس سرہٗ النورانی کی روحانیت اور سجادہ نشین کی باطنی قوت کے سامنے سبھی سرنگوں تھے اور اظہار عقیدت مندی ان سب کی فطرت میں رچ بس گئی تھی۔

آج اس دور آہ و فغاں میں بھی مخدوم پاک قدس سرہٗ النورانی کی عظمتوں کا ڈنکا بج رہا ہے اور سب کے دلوں پر روحانی حکومت کا رعب و دبدبہ قائم ہے ورنہ یہاں سانس لینا مشکل ہوتا بلکہ شر پسند عناصر صلح و امان کے پورے وجود کو غبار راہ کی طرح ہواؤں میں بکھیر دیتے یہ صاحب مزار قدس سرہٗ النورانی کے باطنی تصرف کا کمال ہے کہ ہر ظالم و جابر اور دشمن حب ان احاطۂ پاک کی دیوار سے اپنا سر ٹکرا کر واپس ہو جاتا ہے۔ الحمد للہ! آستانۂ پاک کا یہ رعب و دبدبہ اور سطوت و باطنی تصرف آج بھی قائم ہے انشاء اللہ تعالیٰ صبح قیامت تک قائم رہے گا۔

آپ قدس سرہٗ العزیز کے سامنے پورے علاقے کے بہت سے اختلافی معاملات پیش ہوتے لوگ کہتے تھے کہ 'چلو بھیکا بابا کے یہاں حق فیصلہ ہوگا' خانقاہ معلیٰ کی چوکھٹ کے

سامنے نشست ہوتی کہ شرعی عدالت میں ہر دو فریق جمع ہوتے ان کے بیانات سنے جاتے اور آپ قدس سرہٗ العزیز قرآن وحدیث کی روشنی میں ماحولیات کو مدنظر رکھتے ہوئے تنازعات کا ایسا حل پیش فرماتے کہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں اس فیصلے پر راضی وخوشی دعائیں لیتے اور چوکھٹ چوم کر رخصت ہوجاتے۔

شدہ شدہ یہ خبر حکامان بالا کے ایوان عدالت تک پہونچی تو انہوں نے آستانۂ مخدوم پاک قدس سرہٗ النورانی کے سامنے ایک میٹنگ کی اور مقدمات کا ایک فیصل بورڈ قائم کیا اس کیلئے دو جج مقرر کئے گئے اول الذکر مفتیٔ حنفیہ شیخ الاسلام حضرت سید عبدالستار مخدومی فردوسی قدس سرہٗ العزیز کی ذات گرامی ہے۔ دوسرے علاقے ہی کے معروف ومشہور شخصیت جناب اوتار سنگھ چودھری بابا ٹھاکر صاحب تھے آستانۂ مخدوم پاک قدس سرہٗ النورانی کی روحانی سطوت وحکومت کی وجہ سے لوگ خوف زدہ بھی رہتے اس لئے دروغ گوئی اور مکر وفریب سے بچتے اور صرف دو تین پیشی میں بہت جلد مقدمات کے فیصلے ہوجاتے فیصل بورڈ کے یہ دونوں جج صاحبان جو فیصلے کرتے وہ فیض آباد کورٹ میں جمع کردئے جاتے اور حکومت کے سپرد کر کے یہ لوگ بری الذمہ ہوجاتے یہ سلسلہ آپ قدس سرہٗ العزیز کی آخری عمر تک برقرار رہا۔

۱۰؍مئی ۲۰۱۸ء مطابق ۲۳؍شعبان المعظم ۱۴۳۹ھ بروز جمعرات راقم السطور کو آستانۂ مخدومیہ فردوسیہ سبحانیہ بلہری شریف کی چوکھٹ چومنے کی سعادت حاصل ہوئی موجودہ صاحب سجادہ حضرت علامہ سید عبدالرب صاحب قبلہ چاند بابو مدفیضہٗ کی قدم بوسی بھی میسر ہوئی۔ راقم السطور نے بلہری شریف کے رہنے والے ۹۰؍سالہ جناب واجد علی صاحب سے باضابطہ ملاقات کر کے انٹرویو لیا خصوصاً مفتیٔ حنفیہ حضرت خواجہ سید عبدالستار قدس سرہٗ العزیز کے بارے میں معلومات حاصل کی انہوں نے جو کچھ مختصراً بیان کیا وہ تاریخ کا ایک زرّیں باب ہے اسے ہم ذیل میں نقل کررہے ہیں۔

خواجہ سید عبدالستار قدس سرہٗ العزیز کی ہم نے زیارت کی ہے ان کی گایوں کی

دیکھ ریکھ اور ناندوں کی صفائی اور بھرائی گوڑیا کے دیگر افراد کے ساتھ ہم کرتے تھے دو چار بیل بھی تھے کچھ کھیتی بھی ہوتی تھی اس کیلئے ہرواہا تھے بلہری گھاٹ (ریلوے اسٹیشن کے پاس) میں کھیتی تھی اس زمیندار گھرانہ کے کئی سو بگہے چار پانچ سو بگہہ کھیتی کی زمینیں تھیں۔مزار مخدوم پاک کے غسل کیلئے دریا (سرجو) کا پانی ہم لاتے تھے ایک یا دو مٹی کے گھڑے ہوتے تھے کسی اور کو بھی پکڑ لیتا تھا ان کیلئے وضو کیلئے بدھنی (مٹی کی ٹونٹی دار لوٹیا) کا پانی ہم دیتے تھے آپ کا لباس صندلی تھا یہاں جب کسی لڑکے کی شادی ہوتی ہے اور بارات تیار ہو کر گھر سے نکلتی ہے تو دولہا مخدوم پاک کی چوکھٹ پر حاضری دینے کیلئے آتا ہے وہ سلامی کر کے چوکھٹ چوم لیتا ہے تب بارات آگے جاتی ہے۔

اس موضع بلہری کی ریت ہے کہ (یہاں کے مقامی باشندے جنہیں گوڑیا کہا جاتا ہے وہ لوگ) ہولی مناتے ہیں لیکن ہولی جلاتے نہیں راقم السطور نے متعدد بڑے بوڑھوں سے بھی سنا ہے کہ جو ہولی جلاتا ہے اس کے گھر میں آگ لگ جاتی ہے اس ڈر سے یہاں کے لوگ ہولی نہیں جلاتے۔

موجودہ سجادہ نشین شبلیٔ وقت حضرت علامہ سید عبدالرب عرف چاند بابو مدفیضہٗ کی والدہ ماجدہ جو' آپا حضور' کے لقب سے مشہور ہیں بچپن میں جب آپ کی عمر صرف ۶/سال کی تھی بیمار ہوگئیں اور یک بیک آواز بند ہوگئی اور آپ پورے طور سے گونگی ہوگئیں مکمل چار مہینے تک بالکل گونگی رہیں۔اس درمیان گھر والے نہایت پریشان رہے ہر قسم کی تدبیریں کی گئیں لیکن کوئی افاقہ نہیں ہوا۔اُن کے والد گرامی ٹانڈہ ہی کے اندر چنگی انسپکٹر تھے انہوں نے اپنے متعلقین میں بھی کافی بھاگ دوڑ کی لیکن لاحاصل رہا آخر آپا حضور کے دادا حضرت مولانا رضا حسین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''اس کو بلہری شریف لے جاؤ وہیں ٹھیک ہوگی''

آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو لے کر اپنے میکے بلہری شریف میں آگئیں اور حضرت مفتیٔ حنفیہ خواجہ عبدالستار قدس سرہٗ العزیز کے سامنے سارا معاملہ پیش کیا۔آپ قدس سرہٗ

العزیز نے فرمایا ''یہ لڑکی کبھی نہ بولتی یہاں آ گئی ہے تو انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گی'' آپ قدس سرہٗ العزیز نے انڈے پر کچھ لکھ کر چالیس دنوں تک دریائے سرجو میں ڈلوایا اور اس کے سوا مٹی کے سات بڑے پیالے منگوائے سات دنوں تک کھیر پکوایا اور ایک ایک پیالے میں کھیر رکھوا کر روزآنہ دریائے سرجو کے کنارے رکھوایا۔ یہ ٹھیک ہو گئیں۔

راقم السطور نے آپا حضور دام ظلہا سے اسی سلسلے میں گفتگو کی اور یہ تحقیق کرنی چاہی کہ انہیں اچانک ایسا کیوں ہو گیا تھا جب کہ پہلے سے ایسا کوئی عارضہ نہیں تھا آپا حضور دام ظلہا نے بیان فرمایا کہ جب میری تعلیم گھر پہ شروع ہوئی تو حروف تہجی اور اس کی ملاوٹ کی سمجھ جلد ہی ہو گئی اور ہم نے کسی استاذ کے بغیر خود ہی صرف دو مہینے میں قرآن پاک ختم کر لیا اُس کے بعد ہی طبیعت ناساز رہنے لگی کیوں کہ پریوں کا زبردست سایہ ہو گیا تھا جیسا کہ خواجہ عبد الستار قدس سرہٗ العزیز کی باتوں سے معلوم ہوا اور انہیں کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ نے شفا بخشی۔

مفتیٔ حنفیہ کی تصنیفات

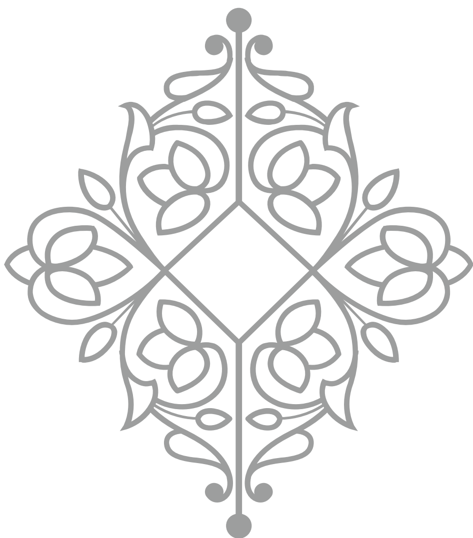
موجودہ سجادہ نشین حضرت علامہ سید عبد الرب عرف چاند بابو مدفیضہٗ کے آبائی وقدیم کتب خانہ سے مفتیٔ حنفیہ حضرت خواجہ سید عبد الستار قدس سرہٗ العزیز کی چند تصنیفات راقم السطور کو دستیاب ہوئیں جن کا اجمالی تعارف حسب ذیل ہے۔

(۱) [ماہ محرم کے شرعی احکام] اس کتاب میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہ نام ہی سے ظاہر ہے البتہ مصنف قدس سرہٗ العزیز نے جس سلاست وروانی اور برجستگی کے ساتھ تحقیقات کی موتیاں بکھیری ہیں اور قرآن وحدیث سے دلائل کا انبار لگا دیا ہے یہ انہیں کا حصہ ہے یہ ۲۰۰۷ء میں چھپ چکی ہے۔

(۲) [الف نامہ] (۳) [گیان نامہ] یہ ہر دو نوادرات اردو رسم الخط میں اودھی زبان کے

دوہے یعنی شعریات کا مجموعہ ہے ان میں تصوف کے مسائل بہت واضح اور سادے الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں اُن میں حقائق ومعارف اور خداشناسی کے مسائل اور حصول معرفت کے طریقے بہت خوبصورت اور اچھوتے انداز میں موجود ہیں راقم السطور نے شرح وبسط کے ساتھ ان کی تشریح کردی ہے پہلے مفرد الفاظ کے لغوی معانی ہیں اس کے بعد شعر کا مفہوم واضح کیا گیا ہے اِن دونوں مخطوطات کا عطر مجموعہ ۲۰۰۹ء میں ایک ساتھ چھپ چکا ہے۔

(۴) [جلوۂ طور] اللہ کے جلیل القدر پیغمبر حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے حالات زندگی ابتدائے آفرینش سے وصال شریف تک مختصراً اِس کتاب میں موجود ہیں اُس میں راقم السطور نے جدید ترتیب اور تحشیہ کا کام کیا ہے اور حوالہ جات بھی اخذ کیا ہے یہ کتاب بھی چھپ کر آب وتاب کے ساتھ منظر عام پر آچکی ہے اور اہل ذوق کی معلومات میں اضافہ کے ساتھ اُن کی روحانی سیرابی کے حصول اور کسب فیض کا گراں بہا سرمایہ ہے۔



تذکرہ کنزالکرامۃ حضرت خواجہ سید عابد علی عرف صوبئ بابا قدس سرہٗ العزیز

دوسرے عظیم بزرگ جن سے مخدوم ملت قطب اودھ قدس سرہٗ العزیز کو خلافت واجازت حاصل ہے وہ کنزالکرامۃ حضرت خواجہ سید عابد علی عرف صوبئ بابا کی گرامی قدر ذات ہے۔ قطب پڈرونہ حضرت خواجہ سید اکبر علی قدس سرہٗ العزیز کا مزار محلہ جمال پور قصبہ پڈرونہ میں فیض بخش عام ہے۔ آپ قدس سرہٗ العزیز خانوادۂ مخدوم قیام الدین بھیکا شاہ مکی رضی اللہ عنہٗ کے چشم و چراغ ہیں۔ بسلسلۂ ارشاد و تبلیغ موجودہ ضلع کشی نگر میں مستقل اقامت اختیار کرلی تھی۔ وہیں رہ کر خلق خدا کی روحانی تعلیم و تربیت میں مصروف تھے اور اڑیسہ، بہار، بنگال، آسام تک کا وہیں سے تبلیغی دورہ فرماتے اور بلہری شریف میں اپنی آبائی جائداد سے دست بردار ہو گئے تھے انشاء اللہ تعالیٰ ان کے حالات آگے آئیں گے۔

کنزالکرامۃ حضرت صوبئ بابا قدس سرہٗ العزیز قطب پڈرونہ کے شہزادے ہیں حضرت صوبئ بابا قدس سرہٗ العزیز سے صرف دو بیٹیاں تھیں ایک تو خاندان ہی میں مفتیٔ حنفیہ حضرت خواجہ سید عبدالستار قدس سرہٗ العزیز کے ساتھ منسوب تھیں اِسی لئے صاحب سجادہ حضرت علامہ سید عبدالرب عرف چاند بابو مدفیضہٗ وغیرہ صوبئ نانا کہتے ہیں اور دوسری صاحبزادی قصبہ ٹانڈہ کے محلہ چھجہ پور میں رشتۂ ازدواج میں منسلک تھیں اسی وجہ سے صوبئ بابا اکثر اوقات ٹانڈہ میں گزارتے تھے اور عموماً وہیں سے ارشاد و تبلیغ کے دورے فرماتے تھے اور آپ قدس سرہٗ العزیز ٹانڈہ ہی میں محوخواب ہیں۔

حاجی محمد رفیق بن گھیراؤ ساکن تنہوا ں مہنداول ضلع سنت کبیر نگر یوپی نے آپ قدس سرہٗ العزیز کا جو لباس اور شکل وشباہت بیان کیا وہ اس طرح ہے: آپ قدس سرہٗ العزیز کا لباس سفید کرتا و پائجامہ، بھنگٹی اور سادی ٹوپی پہ عمامہ تھا اور شکل وشباہت میں چہرہ گول روشن

ومنور، خنداں کھلی ہوئی چوڑی پیشانی، داڑھی خوب گھنی سفید، آنکھیں بڑی بڑی قدرے سرخ خمار آلود، قد لمبا، پنڈلی اور بازو کے حصے ابھرے ہوئے، اعضاء متناسب، صحت بہت اچھی قابل رشک تھی، دلیر وشجاع دکھائی دیتے جس سے گمان ہوتا کہ اپنے وقت کے سپہ سالار ہیں۔

حضرت صوبئی بابا قدس سرہٗ العزیز کے ابتدائی حالات نہیں معلوم ہو سکے ہیں البتہ اس کے علاوہ آپ قدس سرہٗ العزیز کے حالات، واقعات اور کرامتیں بکثرت مشہور ہیں خصوصاً راقم السطور کے علاقے میں مہندو پار، سوائی پار، دھسوا، دھرم سنگھواں، لہرسن، تنھواں اور گلر یہا میں آپ کے روحانی فیوض وبرکات زبان زد عوام وخواص ہیں اور آستانہ بلہری شریف وقرب وجوار اور قصبہ ٹانڈہ میں بے شمار آپ قدس سرہٗ العزیز کی کرامتیں بیان کی جاتی ہیں ان میں جو معتبر ذرائع سے معلوم ہوسکی ہیں وہ 'مشتے نمونہ از خروارے' کے طور پر تحریر کرکے راقم السطور مستفیض ہورہا ہے۔ **حسبنا اللہُ ونعمَ الوکیل۔**

ایک بار آپ قدس سرہٗ العزیز اپنے دولت سرا بلہری شریف سے کچھ فاصلے پر رفع حاجت کیلئے تشریف لے گئے اندھیری رات کے سناٹے میں آپ قدس سرہٗ العزیز نے سماعت فرمایا کہ جیسے میاں بیوی آپس میں بات کررہے ہیں آپ بالکل قریب ہوگئے اور ان کو دیکھنے بھی لگے آواز آئی شوہر بیوی سے: پہلے تم جاؤ بچے کو لے کر آؤ مجھے دے دو پھر میں لے جاؤں گا، بیوی شوہر سے: میں جاتی ہوں اور بچے کو لے کر آتی ہوں۔

نتیجے میں چند ہی منٹ کے اندر بچہ آگیا اور شوہر نے اسے اپنی تحویل میں لے لیا یہ سب کچھ آپ قدس سرہٗ العزیز نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ موضع بلہری شریف میں ایک گوڑیا کے یہاں بچے پیدا ہوتے مگر چند ہی دنوں میں فوت ہوجاتے۔ یہ اس کے گلشن حیات میں چھٹواں یا ساتواں پھول کھلا تھا اور ابھی صرف دو یا تین دن ہوئے تھے کیفیت سابقہ کی طرح یہ پھول بھی مرجھانے لگا اور بچہ بیمار پڑ گیا۔ گھر والے لاکھ جتن کررہے تھے لیکن بچے کی بیماری بڑھتی جارہی تھی اور مایوسی

نے اپنا ڈیرا جما لیا تھا ادھر حضرت صوبئی بابا قدس سرہٗ العزیز نے رات کی بھیانک تاریکی میں میاں بیوی کو بات کرتے ہوئے قریب سے سنا تو آپ قدس سرہٗ العزیز کی نگاہ باطنی نے اس راز کو پالیا۔

آپ قدس سرہٗ العزیز وہاں سے چل کر اپنے دولت سرا میں تشریف لائے اس وقت آپ قدس سرہٗ العزیز کے چہرے پر عجیب چمک محسوس کی جارہی تھی اور آپ کے اندر ایک نرالا جوش عیاں تھا آپ قدس سرہٗ العزیز نے ایک بڑی چھری لی اور گوڑیا کے بیمار خانے کی سمت بہت تیزی سے چل پڑے آپ کے اہل خانہ بہت متعجب ہوئے کہ آج اس طرح خلاف معمول چھری لے کر اپنے ہی محلہ میں تیز تیز جارہے ہیں۔ بیمار بچے کے گھر پہونچے اور بلاتوقف زچہ خانے میں داخل ہونے لگے گھر والوں نے یہ حالت دیکھی تو ان کے ہوش اڑ گئے بہت منت وسماجت کی اور بار بار روکنے کی کوشش کی مگر آپ قدس سرہٗ العزیز نے کسی کی نہ سنی اور بلاجھجک زچہ خانے میں گھس گئے آپ قدس سرہٗ العزیز کی عظمت وبزرگی کا حال سب کو معلوم تھا کہ یہ صاحب کرامت کثیرہ بزرگ ہیں اور ایسے اللہ والے کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا مزید تعلقہ داری کا ایسا رعب ودبدبہ کہ کسی کو دم مارنے کی گنجائش نہیں اس لئے اس گھر والے بھی حیرت واستعجاب میں تھے اور خاموش کانپ رہے تھے آپ قدس سرہٗ العزیز نے اندر پہنچ کر بیمار بچے کو ماں کی گود سے جھپٹ کر چھینا اور چھری سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا فرمایا ’’کڑھائی لاؤ، اس میں تیل ڈالو، آگ جلاؤ بہت جلدی کرو‘‘حکم کے مطابق یہ سب کچھ ہوگیا آپ قدس سرہٗ العزیز نے بچے کے اعضاء کو کھولتے تیل میں ڈال دیا اب تک پورا محلہ جمع ہو چکا تھا اور سب لوگ حیرت زدہ تھر تھر کانپ رہے تھے جب تیل کھولنے لگا تو کڑھائی سے آواز آئی ’’دہائی مخدوم بھیکا کی معافی چاہتے ہیں‘‘۔

آپ قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا پہلے بچے کو حاضر کرو معاً بچے کو آپ کی گود میں ڈال دیا گیا پھر آواز آئی ’’معافی چاہتے ہیں اور وعدہ کرتے ہیں ہم کبھی آپ کے گھر نہیں آئیں گے‘‘ سبھی حاضرین سکتہ کی حالت میں یہ سب کچھ دیکھ اور سن رہے تھے آپ قدس سرہٗ العزیز نے

بچے کو گھر والوں کے سپرد کیا اور کچھ ورد کرتے ہوئے خانقاہ میں تشریف لائے اب سب نے سکون کا سانس لیا اور یہ یقین کر لیا کہ صوبئی بابا قدس سرہٗ العزیز کے صدقے میں ہمارا پورا محلہ بلاؤں، وباؤں اور شیاطین کے ایسے شر وفساد سے محفوظ و مامون ہو گیا ہے۔اسی بیمار اور کرامتی بچے سے اس کی نسل چلی اور پورا گھرانہ شاد و آباد ہو گیا اسے دیکھ کر لوگ کہتے کہ ''یہ بھیکا بابا کی کرامت ہے'' آج تک یہ گھر بلکہ پورا محلہ ایسی آفتوں سے پُر امن ہے۔

قصبہ ٹانڈہ ضلع امبیڈکر نگر یوپی سے تقریباً چار پانچ کلومیٹر پورب موضع مبارکپور کے ایک اللہ والے کا کسی امر میں آپ سے اختلاف ہو گیا اس فقیر کو جلال آیا تو بول پڑے 'تمہارا خاندان نہیں چلے گا' آپ قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا 'تمہارے خاندان کا ایک فرد ہمیشہ پاگل رہے گا' دونوں راز داران معرفت وحقیقت کے منہ سے نکلی ہوئی باتیں پوری ہوئیں اور لوگوں نے اپنے سر کی آنکھوں سے دونوں منظر کو دیکھا۔

ایک بار آپ قدس سرہٗ العزیز نے اپنا عریش یعنی چھپر کا مکان بنوانے کیلئے گوڑیا قوم کے لوگوں سے پھوس یعنی خودرو لمبی گھاس منگوانا چاہا وہ لوگ ٹانڈہ کے تال سے جو سرجو ندی کے کنارے تھا وہ گھاس لایا کرتے اور اسے بیچا کرتے یہ بھی ان کے ذریعۂ معاش میں شامل تھا ان لوگوں نے کسی وجہ سے بہانہ کر دیا اور کہہ دیا کہ نہیں ہے آپ قدس سرہٗ العزیز کی زبان سے نکلا 'اگر نہیں ہے تو نہیں ہے'' اس کا انجام یہ ہوا کہ مسلسل پانچ یا چھ سال تک پورے تال میں جھوا یعنی پھوس گھاس اگی ہی نہیں جس سے ان کا ذریعۂ معاش کافی حد تک متاثر ہو گیا اور وہ پریشانیوں سے دو چار ہو گئے۔

آخر کار پورا گوڑیانہ نے جمع ہو کر آپس میں مشورہ کیا اور آپ قدس سرہٗ العزیز سے رو رو کر بڑی عاجزی اور خوشامد کے ساتھ معافی مانگی آپ قدس سرہٗ العزیز نے معاف کر دیا اور فرمایا 'جاؤ اب سال بہ سال جھوا پیدا ہونے لگے گا' پھر حسب سابق خودرو گھاس پہلے سے زیادہ اگنے لگی اور وہ لوگ ضرورت کے مطابق خود ہی لا کر خدمت میں پیش کرنے لگے۔اس سے اس قوم کی روزی روٹی کا مسئلہ از سر نو پہلے سے بھی اچھا ہو گیا اور چھپر والا مکان بھی

سال بہ سال تیار ہونے لگا۔

ایک بار اپنے رہائشی محلے چھجہ پور کی مسجد سے نماز پڑھ کر نکلے تو دیکھا کہ آپ قدس سرہٗ العزیز کی کھڑاؤں کوئی دوسرا پہن کر چلا گیا ہے اور اپنی کھڑاؤں چھوڑ گیا ہے نگاہ پڑی تو فرمایا کون بدل لے گیا کیا اس کو موتیا بند ہو گئی تھی دیگر نمازیوں نے کھڑاؤں کو دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ فلاں شخص کی ہے لوگ کھڑاؤں بدلنے کی صورت حال سے آگاہ کرنے کیلئے اس تک پہونچے تو دیکھا اس کی دونوں آنکھوں میں موتیا بند ہو چکی ہے اور وہ شخص پورے طور سے نابینا ہو چکا ہے۔

کنزالکرامۃ حضرت صوبئی بابا قدس سرہٗ العزیز ٹانڈہ میں اپنی چار پائی پر بیٹھے رہتے اسی درمیان اگر کسی معاملے کو لے کر فریقین آجاتے تو آپ قدس سرہٗ العزیز فرماتے میری چار پائی پر ہاتھ رکھو جب وہ ہاتھ رکھتا اگر حق پر ہوتا تو کچھ نہ ہوتا اور جب وہ ہاتھ رکھتا جو ناحق پر ہوتا تو چار پائی پر بیٹھے بیٹھے اس کا ایک پایہ زمین سے اٹھ جاتا اِس عدل کے ترازو کو دیکھ کر لوگ حیرت زدہ رہ جاتے اس منظر کے دیکھنے والوں کے دلوں پر آپ کی عظمت و بزرگی اور خدا کی قدرت کی مہر لگ جاتی۔

آپ قدس سرہٗ العزیز ایک بار اپنا پان دان سامنے رکھے ہوئے کچھ مصروف تھے اور دو لوگ کسی بات میں جھگڑتے اور بحث و مباحثہ کرتے آ گئے آپ قدس سرہٗ العزیز نے دونوں کی بات سن کر ارشاد فرمایا ’میرے پان دان پر ہاتھ رکھو حق و ناحق کا فیصلہ ہو جائے گا اور کذب بیانی کرنے والے کو جو ندامت ہوگی وہ دریائے سرجو کے پانی سے دھلی نہ جاسکے گی‘ دونوں نے اس پر عمل کیا پان دان پر جھوٹے شخص کے ہاتھ رکھتے ہی اس کا ایک پایہ زمین سے اٹھ گیا اس سے تمام حاضرین میں عجب طرح کا جوش پیدا ہو گیا اور ذکر الٰہی کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔

آپ قدس سرہٗ العزیز کی باکرامت چوکھٹ کا حال یہ تھا کہ جب کسی کے بیٹے کی شادی ہوتی اور دُلہن آجاتی تو ضروری تھا کہ دولہا دولہن ایک ساتھ اس باکرامت چوکھٹ پر

حاضری دیں، سلام کریں اور چوکھٹ چوم کر الٹے چند قدم چل کر واپس ہوں اس کے بعد ہی انہیں اپنے گھر حجلہ عروسی میں پہونچایا جاتا اگر کسی نے سرکشی کی یا غرور کی وجہ سے حاضری نہیں دی تو دولہا و دولہن دونوں کے کپڑوں میں خود بخود آگ لگ جاتی اور کبھی بھیانک صورت بھی پیدا ہو جاتی۔

آپ قدس سرہٗ العزیز اگر راہ چل رہے ہوتے اور آپ کے مقابل سمت سے دریائے سرجو کے ماجھے میں گرد و غبار کے ساتھ پُروا ہوا ہوتی اور اسی سمت سے تیز بارش کی لہریں بھی آرہی ہوتیں ایسی صورت میں اگر آپ نے جس طرف اپنی چھڑی کا اشارہ کر دیا اسی طرف فوراً ہوا کا رخ بدل جاتا اور بارش بھی اسی سمت مڑ جاتی یہاں ایک قطرہ پانی نہیں برستا البتہ دوسری طرف خوب بارش ہوتی اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا (الحدیث) کی تاثیر دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتی۔

ایک بار آپ قدس سرہٗ العزیز ارشاد و ہدایت کے سلسلے میں پڈرونہ کے مضافات میں تشریف فرما تھے ایک عورت حاضر خدمت ہوئی اور انتہائی مسرت میں ڈوب کر کہنے لگی میں حج کرنے گئی تھی طواف کی منیٰ و عرفات اور صفا و مروہ دیکھا اور حج کے سارے ارکان ادا ہو گئے آب زمزم بھی پی لیا اور اب کوئی تمنا باقی نہ رہی آپ قدس سرہٗ العزیز نے اس کی طویل روداد سفر سن کر فرمایا کیا تم مدینہ بھی گئی تھی؟ کہنے لگی یہیں مکہ سے سب کچھ مل گیا مدینہ جا کے کیا کرتی وہاں کیا حاصل ہوتا آپ قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا مدینہ جا کے کیا حاصل ہوتا؟ تو چڑیل ہے یہاں سے چلی جا اور وہ چلی گئی اس عورت کے انتقال کے بعد اسی گاؤں میں کسی کو آسیبی شکایت ہوئی مقامی حافظ صاحب بلائے گئے انہوں نے کچھ پڑھ کر دم کیا پوچھا تو کون ہے؟ جواب ملا میں فلانی چڑیل ہوں اور اسی متوفیہ کا نام لیا ایسا متعدد گھروں میں واقع ہوا جہاں کہیں ایسا ہوتا وہی حافظ صاحب بلائے جاتے وہ دم کرتے پوچھتے تو کون ہے جواب ملتا میں فلانی چڑیل ہوں حافظ صاحب اس سے بڑی الجھن میں تھے کافی عرصے کے بعد ہی ان کو اس الجھن سے نجات مل پائی۔

ایک بار آپ قدس سرہٗ العزیز مہندو پار تشریف لائے اور چند دنوں تشریف فرما رہے ایک دن فرمایا آج آم کی چٹنی کھانے کو طبیعت چاہ رہی ہے آپ کی زبان سے یہ سن کر لوگ حیرت واستعجاب میں پڑ گئے کیوں کہ یہ آم کا موسم نہیں تھا اور کہیں سے دستیاب ہونے کی توقع بھی نہ تھی چند لمحے توقف کے بعد کسی نے عرض کیا کاتک اگہن کے مہینے میں کہاں سے آم ملے گا؟ فرمایا 'وہاں میری جیب سے نکال لو' فوراً ایک آدمی نے جا کر آپ کی جیب میں ہاتھ ڈالا تو ایک کچا آم اس کے ہاتھ میں آ گیا اس نے لا کر خدمت میں پیش کر دیا پھر وہی عرض گزار ہوا حضور! ہم لوگ بھی آم کی چٹنی کھانا چاہتے ہیں فرمایا 'دوسری جیب سے نکال لو' چنانچہ اسی شخص نے دوسری جیب میں ہاتھ ڈالا تو اس میں سے بھی اسے ایک آم ملا جس سے چٹنی بنائی گئی اور سب لوگ باکرامت آم کی چٹنی سے شادکام ہوئے۔

شہرت علی امام مسجد سوائچ پار نے سنایا کہ صوبئ بابا گھوڑے پر چلتے تھے ایک بار ہمارے یہاں تشریف لائے اور ساتھ ہی آپ کا سائیس بھی تھا ایک دن وہ گھوڑے کیلئے ایک خاص گھاس تھوتھی جو گھوڑوں کی مرغوب غذا ہے کاٹنے رینا تال میں گیا ہوا تھا اس وقت آپ سوائچ پار ہی میں تشریف فرما تھے مریدین کا جمگھٹا تھا ذکر وفکر کے موضوع پر پند ونصائح، حقائق ومعارف کے دریا بہا رہے تھے اچانک آپ قدس سرہٗ العزیز نے ارشاد فرمایا 'میرے سائیس کو ایک آدمی پکڑ کر لے جارہا ہے چلو' آپ بڑی تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور رینا تال کی سمت چل پڑے۔ حکم پا کر مریدین ومتوسلین کا پورا ایک قافلہ بھی ہمراہ ہو گیا جب گاؤں کے باہر کچھ دور تشریف لے گئے تو آپ قدس سرہٗ العزیز ٹھہر گئے اور خود ہی فرمایا 'واپس چلو چھوڑ دیا وہ آ رہا ہے' آپ قدس سرہٗ العزیز مریدین کے ساتھ قیام گاہ پر تشریف لائے پھر حسب سابق دعوت وتبلیغ میں مصروف ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد آپ کا سائیس آ گیا اس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ مجھے پکڑ کر لے جانے والا موضع انتری کا ایک زمیندار تھا جب میں نے حضور کا حوالہ دیا اور اس کے سامنے آپ کا نام لیا تو وہ مرعوب ہو گیا کہا جاؤ میں چلا آیا۔

شہرت علی امام نے یہ بھی بیان کیا کہ اسی موضع میں آپ قدس سرہٗ العزیز تشریف فرما تھے شام کے وقت آپ کی ضیافت میں لوگوں نے ایک بکرا یا مرغ ذبح کرنا چاہا۔ یہ سہ پہر کا وقت تھا کسی طرح آپ کو معلوم ہو گیا فرمایا 'مت ذبح کرو' مہمان نواز نے عرض کیا حضور! آپ سے اچھا اور بڑا مہمان کون آئے گا؟ وہ اور دوسرے لوگ منع کرنے کا سبب جاننے کو بے قرار ہو گئے آپ قدس سرہٗ العزیز نے لوگوں کا اضطراب دیکھ کر فرمایا 'میرے لئے لال سر چڑیا ایک آدمی لے کر آ رہا ہے' اب لوگوں کو اطمینان ہو گیا اور منع کرنے کی وجہ بھی سمجھ میں آ گئی کافی دیر ہونے پر بھی وہ آدمی نہیں پہونچا مہمان نواز نے عرض کیا حضور! اب تو کافی دیر ہو چکی ہے اجازت دیں تو ذبح کیا جائے فرمایا 'تھوڑی دیر اور صبر کرو آ رہا ہے' پھر تھوڑی ہی دیر میں رام دیال نامی چائی لال سر چڑیا لئے حاضر ہوا اور بارگاہ میں پیش کر دیا اور بغیر کچھ کہے پاؤں پکڑ کر سسک پڑا۔ اس طرح گریہ وزاری کرنے لگا کہ سننے والوں کے دل بے تاب ہو گئے۔

آپ قدس سرہٗ العزیز سر جھکائے آنکھیں بند کئے خاموش بیٹھے رہے چند لمحے کے بعد آپ نے آنکھیں کھولیں سر اٹھایا اور فرمایا 'مت روؤ خدا پورا کرے گا کہو کیا بات ہے' اب اس نے موقع غنیمت جانا اور مرہم شفا کی امید لئے زخم دل کا سارا درد کھول کر سامنے رکھ دیا اس کی آرزوؤں نے الفاظ کا جامہ پہنا وعرض گزار ہوا سرکار! چھ بیٹیاں ہیں ایک بھی بیٹا نہیں جو بڑھاپے کا سہارا بنے آپ کرم کریں اس نے روتے ہوئے ہاتھ جوڑ لئے اور ہچکیاں لیتے ہوئے رحم طلب نگاہوں سے آپ قدس سرہٗ العزیز کی طرف دیکھا اور گوش بر آواز ہو گیا آپ نے فرمایا 'جاؤ اب انشاء اللہ بیٹے ہوں گے' سائل نے یقین کا رتبہ پا لیا اور سلام کر کے مسکراتے ہوئے چلا گیا بعدہٗ خدا نے اسے پے بہ پے تین بیٹے دئے (۱) بسئی (۲) رام اوتار (۳) راج بلی یہ سب اپنی طبعی عمر کو پہونچ کر دنیا سے جا چکے ہیں البتہ ان تینوں کی اولادیں دم تحریر موجود ہیں۔

ایک بار صوبئی بابا قدس سرہٗ العزیز رموا پور نزد قصبہ لہرسن کبیر نگر یوپی میں تشریف فرما

تھے گاؤں کے زمیندار تر بینی مشرا آئے اور عرض گزار ہوئے کہ میرا ایک آنولہ کا درخت تھا وہ سوکھ گیا ہے جس کا ہمیں بہت افسوس ہے داتا! آپ کچھ دیا کریں آپ قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا ’لوٹا مانج کر پانی لاؤ‘ حکم کے مطابق پانی حاضر کیا گیا آپ قدس سرہٗ العزیز نے کچھ پڑھ کر پانی پر دم کیا اور فرمایا ’اس کی جڑ میں ڈال دو اور شاخوں پر چھینٹا مار دو‘ حکم کے مطابق عمل کیا گیا ایک صاحب کے قول کے مطابق تھوڑی دیر کے بعد خود بھی درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اپنے عصا سے اس درخت کے تنے پر مار کر فرمایا تو کیوں پریشان کرتا ہے کیوں پھل نہیں دیتا ہے؟

خدا کی قدرت کاملہ کا عظیم مظاہرہ دیکھا گیا کہ فوراً ہی کوپلیں نکل آئیں اور سرسبز وشاداب نظر آنے لگا اس کے بعد اپنے موسم میں خوب برگ وبار لایا اور سالہا سال تک پھل دے کر کنز الکرامۃ صوبئ بابا کی کرامتوں کا اعلان کرتا رہا اور اپنے مالک کو فائدہ پہونچاتا رہا تحریر کے وقت وہ درخت اگر چہ ختم ہو چکا ہے مگر تر بینی مشرا کا خاندان اب بھی اسے اپنے لئے باعث افتخار سمجھتا ہے اور بیان کرتا ہے۔

امام مسجد شہرت علی ومحمد اسلام موضع سوائچ پار نے اس طرح بیان کیا کہ صوبئ بابا قدس سرہٗ العزیز اپنے بڑے بھائی کے ہمراہ برگدوا سوائی پار ہوتے ہوئے رینا تال سے گزر کر مہوئیں جا رہے تھے دونوں حضرات گھوڑوں پر سوار تھے بڑے بھائی آگے آگے اور آپ قدس سرہٗ العزیز کا گھوڑا پیچھے پیچھے چل رہا تھا عام حالات میں بھی ایک نجیب وشریف شخص یہی کرتا ہے کہ اپنے بڑے بھائی کے نقوش قدم کو مینارۂ نور سمجھے اور اسی کی روشنی میں اپنی رہ گزر متعین کر کے منزل مقصود پالے آپ قدس سرہٗ العزیز سفر وحضر ہمیشہ ہر حال میں اپنے برادر کبیر کے پیچھے ہی رہتے کہ وہ روحانی پیشوا بھی تھے سرکنڈوں اور جھاڑیوں کا پورا جنگل رینا تال پار کرنے کے بعد جب موضع مہوئیں پہونچے برادر کبیر نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اپنے عزیز بھائی کے گھوڑے کی پشت کو خالی پایا جو سر جھکائے کھڑا تھا اپنے مالک کا وفادار گھوڑا زبان حال سے کہہ رہا تھا کہ میرے آقا رینا تال کے جنگل میں اتر گئے ہیں مجھے حکم دیا ہے

کہ بڑے آقا کے پیچھے چپکے سے چلے جاؤ نہ کوئی آواز نکالنا نہ کوئی اشارہ دینا ورنہ میری منشا کے خلاف ہوگا۔

محمد اسلام جن کی عمر تقریباً سو سال سے زائد ہے جب انہوں نے راقم السطور سے اپنے پیرومرشد قدس سرہٗ العزیز کی گم شدگی کا ذکر کیا تو ان کے منہ سے ایک چیخ سی نکل گئی ہائے ہمارے پیر صاحب! کہا بلک کر رو پڑے اور ہچکیاں بندھ گئیں تھوڑی دیر تک ان کے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکل سکا پورا ماحول سوگوار ہو گیا ایسا محسوس ہوا کہ ابھی ابھی آپ قدس سرہٗ العزیز کی گم شدگی کی خبر آئی ہے اور عقیدت مندوں میں کھلبلی مچ گئی ہے اس بوڑھے مرید نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے اپنے پیر طریقت سے عشق کا ایک ایسا باب کھول دیا ہے جہاں آہیں، یادیں اور آنسو کے سوا کچھ بھی نہیں جس کی کسک اہل دل ہی محسوس کر سکتے ہیں۔

آپ قدس سرہٗ العزیز کے برادر کبیر جب مہوئیں پہونچے تو سب سے پہلے برادر عزیز کی تلاش میں متعدد افراد کو جنگل کی ہر پگڈنڈی پر دوڑایا ہر ممکن جگہ پر بغور دیکھ لینے کی تاکید فرمائی قرب وجوار کے سارے مواضعات میں کئی دنوں تک تلاش جاری رکھا لیکن 'یوسف گم گشتہ' کا کوئی سراغ نہ لگا آخر کار مریدین کو مزید تلاش کرنے کی تاکید فرماتے ہوئے آپ اپنے وطن مالوف بلہری شریف لوٹ گئے جب یہ خبر گشت کر گئی کہ پیر صاحب غائب ہو گئے تو سینوں میں یادوں کا چراغ جلائے عقیدت مندوں نے تلاش کا سلسلہ جاری رکھا یہاں تک کہ بارہ سال کا عرصہ گزر گیا اور آپ قدس سرہٗ العزیز مسلسل بارہ سال تک رینا تال کے جنگل میں روپوش رہے اور چلہ کشی کرتے رہے۔ یہ بات اتنی مشہور ہے کہ انکار کی گنجائش نہیں راقم السطور سے تنہیوا ں کے امین مجذوبیت میاں عظیم اللہ، حاجی محمد رفیق، لہرسن کے میاں نظر علی، عبدالجلیل بزرگ، عبدالجلیل انصاری، جعفر علی ناظم، منشی ارداس علی، سوائی پار کے شہرت علی امام، محمد اسلام اسی طرح دھرم سنگھواں، مہندو پار، دھسوا اور سوائی پار کے متعدد لوگوں نے اپنے اپنے لب ولہجہ میں بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب کی قبروں کو منور فرمائے۔ آمین۔

بہر حال بارہ سال تک معلوم نہیں ہوسکا کہ آپ قدس سرہٗ العزیز کہاں ہیں اور دنیا میں موجود بھی ہیں یا وصال فرما گئے ادھر مریدوں نے رینا تال کا پورا جنگل چھان مارا آپ کی قیام گاہ ٹانڈہ پہونچ کر معلوم کیا دیگر جگہوں کے مریدین میں بھی تلاش کیا لیکن کوئی سراغ نہیں لگا اِس طرح بارہ سال کا عرصہ گزر گیا اور مریدوں میں ایک گونہ مایوسی پیدا ہوگئی پھر بھی لوگ آپ قدس سرہٗ العزیز کی یادوں کے دیپ جلائے ہوئے تھے اور اپنے قلبی وروحانی لگاؤ کی بنیاد پر کسی طرح یہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں تھے کہ اب آپ نہیں مل سکیں گے۔

دن بھر کی گہما گہمی گھریلو کاموں اور بکھیڑوں سے فارغ ہوکر جب بعد نماز عشاء چوپال لگتی تو دنیا جہان کی باتیں ہوتیں عقیدت مند حضرات اپنے پیرومرشد قدس سرہٗ العزیز کی کھلی ہوئی کرامتوں کا ذکر کرتے سلسلے میں داخل کرنے کے وقت آپ کے الفاظ دہراتے، ان کی دعاؤں کے عاجزانہ اور والہانہ انداز پر گفتگو ہوتی، مریدوں پر ان کی شفقت ومحبت کا چرچا ہوتا، آپ کی شخصیت ووجاہت، عبادت وریاضت اور آپ کی شب بیداری کا ذکر ہوتا یہ حال ان اکثر مواضعات کا تھا جہاں آپ کے مریدین ومتوسلین تھے بعض کہتے خدایا ہمارے پیر کو پھر سے بھیج دے۔ ویسا پیر پھر نہیں ملے گا خدا اور سول کے بعد پیر ہی کا رتبہ ہے بہرحال آپ کی آمد سے احساس مایوسی کے باوجود ذہنوں میں انتظار زیارت باکرامت کی خاموشی تھی۔

آپ قدس سرہٗ العزیز کے خلیفہ میاں جیش اللہ مرحوم نے کچھ اس طرح بیان کیا کہ بارہ سال کی چلہ کشی کے بعد آپ قدس سرہٗ العزیز ایک دن بھولن کے گھر تشریف لائے گردوغبار میں اٹے ہوئے میلے کچیلے کپڑوں میں پیوند لگا ہوا اور وہ بھی جگہ جگہ سے تار تار سر کے بال بڑے بڑے الجھے ہوئے ہاتھ پاؤں پتلے پتلے پورے جسم پر صرف ہڈیاں اور چمڑے چہرے کی ہڈیاں کچھ زیادہ ہی ابھری ہوئیں آنکھیں اندر کی دھنسی ہوئیں لیکن ان میں پہلے سے زیادہ چمک تھی اور وہ پُرجلال، روشن پیشانی میں شان سطوت نمایاں، اس پہ شان استغناء سونے پر سہاگہ اور آواز میں بلا کی جاذبیت، نظریں جھکائے

بھولن نامی اپنے مرید کے مکان پر پہونچے آواز دی بھولن کی بیوی مالکن باہر نکلی یہ انہیں بھولن کا وہی مکان ہے جہاں آپ قدس سرہٗ العزیز جب تشریف لاتے وہیں قیام پذیر ہوتے اور پورا گھرانہ خدمت گار تھا۔

آپ قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا میں تمہارا پیر صوبئی ہوں مالکن نے جواب دیا ہمارے پیر بارہ سال سے غائب ہیں وہ ایسے ایسے تھے تم ہمارے پیر نہیں ہو سکتے جھوٹ بول رہے ہو یہاں سے چلے جاؤ بار بار اصرار کے بعد آپ قدس سرہٗ العزیز ناراض ہوکر وہاں سے چلے گئے۔ بقول میاں جیش اللہ انہیں بھولن کی جائداد گلاب کی اولاد میں ہے راقم السطور یاد نہیں رکھ سکا کہ یہ بھولن مہندو پار یا برگدوا یا کہیں اور کے رہنے والے تھے غالب گمان ہے کہ برگدوا کے تھے۔

دوسرے دن پورے علاقے میں یہ خبر گشت کر گئی کہ پیر صاحب رینا تال کے جنگل ہی میں تھے اور اب واپس آ گئے ہیں اور فلاں جگہ ہیں۔ علاقے کے مریدین یہ سنتے ہی امنڈ پڑے اور ہاتھوں ہاتھ لیا:

ہر روز روزِ عید شد

ہر شب شبِ برأت

حضور! ہمارے گاؤں، ہمارے یہاں کی دھوم مچ گئی ہجر و فراق کے مارے ہوئے مریدین کی دلجوئی آپ نے ضروری سمجھی اور حسب سابق علاقے میں اصلاح و تبلیغ کا دورہ شروع فرمادیا آپ قدس سرہٗ العزیز جب سوائی پار تشریف لائے تو محمد اسلام کے گھر قیام فرمایا خوب چہل پہل ہوگئی اور یہاں کئی دنوں تک قیام رہا۔ ایک مرتبہ بہت سے لوگوں کی موجودگی میں آپ قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا میں بارہ سال تک تمہارے اسی رینا تال کے جنگل میں رہا فوراً ہی ایک مرید بول پڑا حضور! کیا ہم لوگوں کی خبر گیری کیلئے آپ کبھی آتے تھے؟ فرمایا ’چھ سال کے بعد فلاں کے یہاں رات کے وقت آیا تھا ان کے گھر میں کھانا مانگ کر کھایا تھا فلاں میاں بیوی سے پوچھ لو‘

یہ سن کر محمد اسلام کے والدین کو یاد آیا کہ اتنے دنوں پہلے رات کے وقت ایک فقیر آیا تھا اس نے کھانا مانگا تھا اس کے بڑے بڑے بال بوسیدہ کپڑے بڑھے ہوئے ناخن میلے کچیلے دکھائی دے رہے تھے کوئی پہچان نہ سکا۔ انہوں نے باصرار کھانا طلب کیا تھا محمد اسلام کی والدہ نے ان کے والد کو حالات سے باخبر کیا انہوں نے کہا کہ فقیر ہیں ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے جو کچھ بھی کھانا ہو وہ دے دو اُبلے ہوئے گیہوں کے کھڑے دانے اور کسی جنگلی خودرو پودے کا ساگ لاکر پیش کر دیا صرف تین لقمہ کھایا مالکن نے جیسے ہی گھر میں جانے کیلئے رخ موڑا اور فقیر پہ نظر ڈالی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا اور صرف پانچ قدم چل کر نظروں سے غائب ہو گیا تھا مالکن نے بڑے تعجب سے کہا تھا وہ دیکھو فقیر پانچ قدم چلنے کے بعد غائب ہو گیا حالاں کہ راستہ سیدھا تھا اور ہر جانے والے کو دور تک دیکھا جا سکتا تھا صاحب خانہ نے کہا آپ کی آمد آمد پر آج یہ راز کھلا کہ وہ آپ ہی تھے قدس سرہٗ العزیز۔

ایک بار ایک مرید نے عرض کیا حضور! جنگل میں رہ کر بھی ہم لوگوں کی آپ نگہبانی فرماتے تھے؟ آپ قدس سرہٗ العزیز نے ارشاد فرمایا ہاں! وہ پیر ہی کیا جو مریدوں سے دور رہے اور قریب رہ کر مریدوں کی نگہبانی نہ کرے۔

ایک بار سوائچ پار میں کسی نے عرض کیا حضور! آپ نے قریب کے جنگل میں بارہ سال چلہ کشی کیا ہم لوگوں کی حفاظت و نگرانی کیلئے آپ کبھی آتے بھی تھے فرمایا 'ہاں بتاؤ تمہارے گاؤں میں اتنے دنوں پیشتر ہیضہ کی بیماری آئی تھی اور صرف ایک بچے کا انتقال ہوا تھا' عرض کیا گیا ہاں حضور! ایک بار ہیضہ کی وبا آئی تھی جو اس قدر زوروں پر تھی کہ کوئی گھر ایسا نہیں تھا جو متأثر نہ ہوا ہو پورا گاؤں بلکہ پورا علاقہ خوف زدہ تھا ہر طرف کہرام مچا ہوا تھا ہر خاندان بلکہ ہر فرد اپنے کنبہ اور اپنی ذات سے ناامید ہو رہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہوا کہ صرف ایک بچے کا انتقال ہوا اس کے بعد بلا ٹل گئی۔ آپ قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا 'فضل الٰہی سے تمہارے گاؤں میں آکر میں لکیر کھینچ گیا تھا اور بحکم خداوندی بلا کو آگے بڑھنے سے روک دیا تھا' اس کے بعد خود ہی فرمایا 'اچھا بتاؤ تمہارے

گاؤں اور علاقے میں کیا بیلوں کی بیماری کی وبا بھی آئی تھی؟ عرض کیا گیا ہاں ایک بار بیلوں کے مرنے کی وبا آئی تھی اور یہ بڑے زوروں پر تھی لوگ مایوس ہو گئے تھے لیکن اچانک بیلوں کی بیماری دور ہوگئی سارے بیل جو مرنے کے قریب تھے اچھے ہو گئے تھے جس سے لوگوں نے اطمینان کا سانس لیا آپ قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا ’اس مرتبہ بھی میں نے ہی آکر تمہارے گاؤں کے گرد لکیر کھینچ دیا تھا‘

محمد اسلام کی موجودگی میں شہرت علی امام نے راقم السطور سے بیان کیا کہ صوبئی بابا بھی سوائی پار تشریف لاتے محمد اسلام یہاں جلدی سے بول پڑے میرے ہی گھر ٹھہرتے تھے اصل قیام انہیں کے یہاں رہتا تھا حسب ضرورت دوسروں کے یہاں بھی تشریف لے جاتے تھے ایک بار انہیں محمد اسلام کے گھر ہتھ کرگھہ یعنی ہاتھ سے کپڑے بننے کے کارخانہ کے تانا والے سوت کی بھیم پر آپ کی چارپائی بچھائی گئی جس کے دو پایے بھیم کے ایک سمت اور دو پایے دوسری سمت تھے کسی ضرورت پہ ماچس کی ایک تیلی آپ نے جلائی اور جلتی ہوئی تیلی کو اسی بھیم پر پھینک دیا اتفاق سے بھیم کے دھاگے پر جلتی ہوئی تیلی گری قریب بیٹھے ہوئے لوگ گھبرا کر دیکھنے لگے اور چیخ پڑے آگ نہ لگ جائے بھیم جل گئی آپ قدس سرہٗ العزیز نے بڑے ہی اطمینان سے فرمایا ’وہ بجھ گئی‘ دیکھا گیا تو ایک بھی سوت کا تار نہیں جلا تھا اور بھیم کے نیچے بجھی ہوئی ماچس کی تیلی پڑی تھی۔

صوفی عظیم اللہ میاں رحمۃ اللہ علیہ بن نصر اللہ موضع تنہواں کے بیان کے مطابق آپ قدس سرہٗ العزیز انہیں کے گھر قیام فرماتے تھے اور ان کے والد بھی موجود تھے آپ قدس سرہٗ العزیز جب بھی یہاں تشریف لاتے تو یہیں قیام پذیر ہوتے یہ بچپن کی شرارت میں گھر کے اندر سے بہت تیز دوڑتے ہوئے باہر نکل گئے اس وقت آپ قدس سرہٗ العزیز مٹی کے پیالے میں بغیر دودھ کی چائے پی رہے تھے دیکھا تو پوچھا کہ یہ کس کا بچہ ہے والد نے جواب دیا سرکار آپ ہی کا، فرمایا ’اسے بلاؤ‘ والد نے بلا کر سامنے پیش کر دیا آپ قدس سرہٗ العزیز نے انہیں اپنی گود میں بٹھا لیا اور فرمایا جبھی تو ہونہار ہے اور اپنی پیالی کی بچی

ہوئی چائے انہیں پلادی یہ بیان کرتے ہوئے صوفی صاحب پر وجد کی سی کیفیت طاری ہوگئی اور جھومتے ہوئے کہنے لگے میں بھی کسی کا پلایا ہوا ہوں کبھی کبھی اسی طرف اشارہ کرکے گنگناتے تھے:

کھلونا سمجھ کر بگاڑو نہ ہم کو
کہ ہم بھی کسی کے بنائے ہوئے ہیں

اور کبھی یہ بھی کہتے تھے کہ مجھے صوبئ بابا نے پلا دیا ہے اور بیعت کرکے میری تربیت پیر عبدالسبحان رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے اور ہر سال میرے اندر بندوق کی نئ گولی مخدوم قیام الدین بھیکاشاہ مکی رحمۃ اللہ علیہ بھرتے ہیں۔

صوبئ بابا اور لوہرسن

۲۷/نومبر ۱۹۷۶ء شنبہ مبارکہ سے ۱۸/اکتوبر ۱۹۷۸ء مطابق ۱۴/ذوالقعدہ ۱۳۹۸ھ چہارشنبہ تک راقم السطور دارالعلوم ستاریہ معین الاسلام قصبہ لوہرسن ضلع سنت کبیر نگر یوپی میں تدریسی خدمات پر معمور رہا چوں کہ قصبہ لوہرسن اپنے جغرافیائی اعتبار سے پر فضا اور متعدد تہذیب وتمدن کا گہوارہ ہے اسی لئے دیہی اور شہری ماحولیاتی میل جول سے ہم آہنگ ہر طبقے کے لوگ آباد ہیں یہاں کا مسلم طبقہ اگرچہ غریب مزدور پر مشتمل ہے اور عام طور سے نوربافی کا پیشہ ان کا مشغلہ ہے پھر بھی عام حالات میں خوشحال بھی ہیں اور دینی وملی جذبات سے سرشار بھی ہیں کسی بھی مذہبی کام میں اہل دول سے کسی طرح پیچھے نہیں رہتے ہیں۔

تقریباً دوسال کی مدت تدریس میں ہمیں اس کا بارہا مشاہدہ ہوا حد یہ کہ جب بھی راقم السطور نے اعلان کیا کہ بذریعۂ رقوم دارالعلوم کے تعاون کی اپیل کی جاتی ہے تو اعلان سنتے ہی حسب استطاعت بیت المال میں اپنا چندہ جمع کردیتے ہیں اس کے بعد ہی اپنے اور اپنے بچوں کے اخراجات پر نظر ڈالتے ہیں قصبہ لوہرسن میں سب سے زیادہ باعث کشش حضرت سیدنا دل بہادر شاہ قدس سرہٗ العزیز کا مزار مقدس ہے۔ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز

کے ذکر میں ان کے تفصیلی حالات آچکے ہیں یہاں آپ قدس سرہٗ العزیز کا سالانہ عرس بڑے ہی تزک واحتشام سے ہوتا ہے لوگ دھوم دھام سے عید کی سی تیاریاں کرتے ہیں اور مہمان نوازی کی برکت وفیضان سے بہرہ ور ہوتے ہیں قرآن خوانی ،جلوس اور باضابطہ تقریری پروگرام کا انعقاد ہوتا ہے جس میں علماء وشیوخ کی آمد ہوتی ہے شبلئ وقت حضرت علامہ سید عبدالرب عرف چاند بابو سجادہ نشین آستانہ عالیہ فردوسیہ مخدومیہ سبحانیہ بلہری شریف میر مجلس کی حیثیت سے تشریف فرما ہوتے ہیں اسی لئے اہل لوہرسن غنی دل ہیں:

اگر بوسہ بر خاک مرداں زنی

بمردی کہ پیش آیدت روشنی

جن دنوں راقم السطور لوہرسن میں تھا میاں نظر علی مرحوم استاذ دارالعلوم مذکور نے بڑی تفصیل سے سنایا تھا کہ حضرت صوبئ بابا قدس سرہٗ العزیز یہاں لوہرسن میں تشریف فرما تھے اور ارشاد وتبلیغ کا کام زوروں پر تھا اس سفر میں کثیر لوگ بیعت بھی ہوئے اور مزید یہ سلسلہ جاری ہی تھا کہ آپ قدس سرہٗ العزیز کی طبیعت ناساز ہوگئی علالت نے طول کھینچا یہاں تک کہ آپ نے وصیت فرمادی کہ ’اگر یہاں لوہرسن میں میرا انتقال ہوجائے تو دل بہادر شاہ کے بغل میں دفن کردینا‘ اس وصیت کے بعد آپ قدس سرہٗ العزیز پر غشی طاری ہوگئی جو مسلسل چند دنوں تک رہی۔ میاں نظر علی مرحوم کے بیان کے مطابق اس وقت بڑی غریبی تھی لوگ فاقے کرتے تھے اپنے قصبہ لوہرسن وقرب وجوار کے تاجدار روحانیت وپیر طریقت کی جب لوگوں نے یہ کیفیت دیکھی تو یکجا ہوئے اور سر جوڑ کر بیٹھ گئے مشورے میں یہ بات طے پائی کہ آپ قدس سرہٗ العزیز یہیں وصال فرما گئے تو وصیت کے مطابق یہیں دفن ہوں گے آپ کی قبر زیارت گاہ خلائق ہوگی جہاں زیارت وایصال ثواب کیلئے مریدین ومعتقدین کا بہت بڑا مجمع ہوگا ہر سال عرس ہوگا زائرین کی مہمان نوازی ہم لوگ کہاں سے کریں گے لوگوں کو کیا کھلائیں گے آبرو کیسے بچے گی بہتر یہ ہے کہ پیر صاحب کو ٹانڈہ پہونچادیا جائے۔

چنانچہ بیل گاڑی تیار کی گئی اس پر پیال وبستر وغیرہ بچھادیا گیا پھر اس امین صدق

وصفا، رہنمائے واصلاں، کنز الکرامۃ حضرت سید صوبئ بابا قدس سرہٗ العزیز کو اسی حالت میں بیل گاڑی پر لٹا دیا گیا اور دو آدمی اس بیل گاڑی کو لے کر ٹانڈہ کی طرف چل پڑے۔ میاں نظر علی مرحوم نے ان دونوں آدمیوں کا نام غالباً گھراؤ اور محمد دین بتایا تھا راوی کے بیان کے مطابق جب بیل گاڑی دریائے سرجو کے کنارے ماجھا میں پہونچی جہاں خودرو درختوں اور پودوں، بیلوں اور جھاڑیوں کی بہتات تھی جس میں صرف وحوش وطیور ہی نظر آتے تھے یکادکا آنے جانے والے مسافروں اور بیل گاڑیوں کے نشان قدم مشعل راہ تھے جس پہ یہ سہ رکنی قافلہ رواں دواں تھا تو آپ قدس سرہٗ العزیز کے بدن میں حرکت ہوئی اور پھر پورے طور سے ہوش میں آ گئے۔

سب سے پہلے آپ قدس سرہٗ العزیز نے لیٹے لیٹے حالات کا جائزہ لیا پھر فرمایا' تم دونوں مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا سرکار! ہم لوگوں نے سوچا کہ اگر لوہرسن میں انتقال ہو جائے گا تو گو کہ ہم لوگوں کی خوش نصیبی ہو گی مگر اس خیال سے کہ آپ قدس سرہٗ العزیز کے گھر والے بلک بلک کر روئیں گے اور کہیں گے کہ ہم آخری وقت میں منھ بھی نہ دیکھ سکے ہم دونوں آپ کو ٹانڈہ پہونچانے لے جا رہے ہیں فرمایا:

تم لوگوں سے ہم نے وصیت کر دی تھی کہ اگر لوہرسن میں میرا انتقال ہو جائے تو دل بہادر شاہ کے بغل میں دفن کر دینا مگر تم لوگوں نے میری وصیت پر عمل نہیں کیا بلکہ میری مرضی کے خلاف ٹانڈہ لے جا رہے ہو اے فلاں! جا تیری نسل نہیں چلے گی اور اے فلاں! تیری نسل تو رہے گی لیکن ہمیشہ تنگ دستی اور محتاجی کا شکار رہے گی۔

اس موقع پر راقم السطور کو خطاب کر کے میاں نظر علی مرحوم نے کہا مولانا صاحب! دیکھ لیجئے اللہ والوں کی زبان میں کتنی تاثیر ہوتی ہے جو کچھ صوبئ بابا نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے حرف بہ حرف پورا کیا گاؤں کے بیچ چھوٹی مسجد کی فلاں سمت فلاں کا گرا پڑا گھر ہے اب اس کی نسل میں صرف ایک لڑکی رہ گئی ہے اور مسجد کے تھوڑا آگے فلاں سمت فلاں کا گھر ہے جس کو فلاں نے خرید لیا ہے اس کی نسل موجود ہے لیکن آج بھی دانہ دانہ کی محتاج ہے افلاس

وتنگ دستی پیچھا نہیں چھوڑ رہی ہے اور کافی محنت ومشقت کے باوجود پیٹ بھر روٹی میسر نہیں ہے۔ساری دنیا آپ قدس سرہٗ العزیز کی خداداد کھلی ہوئی کرامت کا کھلی ہوئی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہی ہے کوئی عبرت حاصل کرے یا نہ کرے اس سے قانون فطرت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔۔۔اس پیرا گراف میں لفظ فلاں کی تکرار راقم السطور کی طرف سے ہے میاں نظر علی مرحوم نے صحیح پتہ اور نام بتایا تھا وہ میرے ذہن میں محفوظ نہیں رہا۔

راقم کے ہم وطن، ہم مشرب، ہم درس مولانا معظم علی قادری نے راقم السطور کو بتایا کہ مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز نے مجھے بتایا تھا کہ حضرت صوبئی بابا ناراض ہوکر سرجوندی کے اسی ترائی یعنی ماجھا میں بیل گاڑی سے اتر گئے ان دونوں کو وہیں سے واپس کر دیا اور آپ قدس سرہٗ العزیز تن تنہا آگے بڑھ گئے بعد میں ماجھا والوں نے انہیں پہچان کر ٹانڈہ پہونچا دیا کچھ ہی دنوں بعد وہیں وصال ہوگیا۔انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔



تذکرہ میاں جیش اللہ فردوسی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

کنز الکرامۃ حضرت خواجہ سید عابد علی عرف صوبئی بابا کے خلیفہ میاں جیش اللہ انصاری چشتی فردوسی رحمۃ اللہ علیہ سے ۹؍مئی ۱۹۸۹ء کو ایک بار اتفاق سے میری ملاقات ہوئی۔ اس گاؤں کا نام اب مجھے یاد نہیں رہا۔ غالباً گورکھپور نوتنواں روڈ ضلع مہراج گنج کے موہنا پور ڈھالہ سے مغرب و جنوب میں موضع سنگھ پور تھرولی کے پاس کوئی گاؤں تھا۔ البتہ اتنا ضرور یاد ہے کہ ہماری ان کی ملاقات کے وقت ان کے ہاتھ میں تسبیح تھی اور وہ کچھ ورد کررہے تھے ہمارے پہونچتے ہی انہوں نے تسبیح رکھ دی۔ سلام و مصافحہ اور خیریت کی رسمی گفتگو کے بعد کہا کہ دو آدمیوں کے درمیان دشمنی ہوگئی ہے ان میں محبت پیدا کرنے کیلئے ''یُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ'' لاکھ سوا لاکھ مرتبہ پڑھنا ہے مقدار پوری ہوتے ہی انشاء اللہ دشمنی دوستی میں تبدیل ہو جائے گی۔

دوران گفتگو انہیں سے معلوم ہوا کہ وہ کنز الکرامۃ حضرت خواجہ سید عابد علی عرف صوبئی بابا بلہری شریف رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اسی وجہ سے والہانہ انداز میں بڑے ہی ادب واحترام اور عقیدت مندی کے ساتھ ان کا ذکر کررہے تھے یہ معلوم ہوتے ہی راقم السطور نے پوری گفتگو قلمبند کرنے کی کوشش کی۔ جس طرح بے ترتیب باتیں ہوتی رہیں اسی طرح ضروری گفتگو راقم السطور قلمبند کرتا رہا۔ ان کا حال یہ تھا کہ عقیدت میں ڈوب کر کبھی سر کو جھکا لیا اور آنکھیں بند کرلی اور ایسا محسوس ہوا کہ تصور جاناں میں مستغرق ہوگئے ہیں اور ماضی کو چشم بصیرت سے مشاہدہ کررہے ہیں غالباً یہی وجہ تھی کہ بات کرتے کرتے کلام کا تسلسل ٹوٹ جاتا اس وقت راقم السطور کو جملوں کی تکمیل کا موقع مل جاتا جس کی تفصیل یہ ہے۔

نام: جیش اللہ

ولدیت: سلامت حسین بن درگاہی بن بساؤ

مقام پیدائش: برگدوا پوسٹ مہندو پار ضلع سدھارتھ نگر اتر پردیش ہند

عقیدۃً: سنی صحیح العقیدہ

مذہباً: امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد حنفی

مشرباً: چشتی فردوسی

حلیہ: سیدھا بدن، گردن جھکی ہوئی، کھلتا ہوا متوسط قد، سانولہ رنگ، چوڑی پیشانی، بھرے بھرے اعضاء، ہاتھ پاؤں کی ہڈیاں چوڑی اور مضبوط سینہ چوڑا، قدرے گھنی داڑھی، پست مونچھیں، پرکشش انداز بیان، سنجیدہ ومتین گفتگو، اردوئے معلیٰ اور علاقائی ادب کا سنگم مادری زبان، ٹوپی کرتا لنگی میں ملبوس اوراس پر پورے ایک سو آٹھ برس کی عمر۔

پرورش کنندگاں

پانچ مہینے تک والدہ ماجدہ نے خون جگر پلا کر پرورش کی اور پیدائش سے پورے پانچ مہینے ہوتے ہی والدہ کا انتقال ہوگیا۔ والد کا سایہ پہلے ہی سر سے اٹھ چکا تھا اب پرورش کی ساری ذمہ داری دادی پر آپڑی مگر نانی نے اپنی کفالت میں لے لیا اور اپنی مرحومہ بیٹی کی اکلوتی یادگار کو سینے سے لگا لیا۔ خلوص وللّٰہیت اور پوری ذمہ داری کے ساتھ پرورش کا حق ادا کر دیا صرف یہی نہیں بلکہ شفقت ومحبت جدی رنگ لائی اور نانی کو بارہ برس کا چھوٹا ہوا دودھ اتر آیا جو یتیم بچے کے گزارے اور صحت کا سامان بن گیا۔

حضرت صوبئ بابا رحمۃ اللہ علیہ کی آمد

ابھی اس درِ یتیم کے بچپن کی بہاریں اپنی نکہت ورعنائی بکھیر رہی تھیں کہ انہیں دنوں کنز الکرامۃ حضرت صوبئ بابا رحمۃ اللہ علیہ مہندو پار تشریف لائے۔ نانی کو خبر ملتے ہی اپنی متوفیہ بیٹی کی نشانی اور درِ یتیم نواسے کیلئے ایک عظیم روحانی مربی اور سہارا نظر آ گیا فوراً تیار ہوئیں اور عزیز نواسے کو لے کر پیر ومرشد کی بارگاہ میں جا پہونچیں۔ مرشد کا سامنا ہوتے ہی نواسے کے داغ یتیمی کے غم سے دل بھر آیا بلبلا کر رو پڑیں اور عرض گزار ہوئیں سرکار

میرے اس نواسے کے ماں باپ دونوں نہیں ہیں' دل کی گہرائیوں میں اتر جانے والی مرشد کی نگاہ اپنی مریدہ کی طرف اٹھی اور یتیم بچے پر مرکوز ہوگئی۔ کچھ لمحے توقف کے بعد ارشاد فرمایا' ہم اس کو اپنے گروہ میں لیتے ہیں' یہ مژدہ سنتے ہی نانی کو آس بندھی اور غم و سرور کے ملے جلے آنسوؤں کو اپنے آنچل میں جذب کرتی ہوئی سراپا التجا بن گئیں۔ دوبارہ عرض گزار ہوئیں کہ سرکار! اس یتیم پر نظر کرم فرمائیں ہم نہیں جئیں گے سرکار پرورش کردیں یہ بھیک مانگ کر کھالے گا۔

تعلیم و تربیت

ابتدائی تعلیم میاں صفی اللہ سے حاصل کی جو موضع سکری نزد دھرم سنگھوا بازار سدھارتھ نگر کے رہنے والے تھے اور اپنے گاؤں کے مکتب میں سب سے پرانے اور پرہیزگار مدرس تھے۔ میاں جیش اللہ ہر روز مہندو پار سے سکری تک آتے جاتے تھے یہاں تک کہ قرآن پاک ناظرہ مکمل کر لیا راہ نجات اور دیگر بہت سی اردو کی کتابیں حاجی زین اللہ مرحوم سے پڑھیں جو دھرم سنگھوا بازار کی مسجد میں خدمت دین متین اور کار تدریس پر معمور تھے۔ ابتدائی کتب فارسی اور گلستاں بوستاں وغیرہ مع بہار دانش تا چار باب موضع بجہی کے میاں شمس الدین سے پڑھی جو مہندو پار میں باضابطہ مدرس تھے۔

شیخ کی نظر عنایت اور کرم گستری نے دل میں عشق حقیقی کی آگ لگادی جو مختلف مصروفیات اور ہزاروں جتن کے باوجود کم ہونے کا نام نہیں لیتی تھی۔ بے تابی نے اپنے مربی اور شیخ طریقت کی بارگاہ میں حاضری دینے پر مجبور کر دیا۔ بار بار دریائے سرجو پار کر کے ٹانڈہ ضلع امبیڈکر نگر پہونچتے پیر و مرشد کی بارگاہ میں دل سوزاں کا علاج تلاش کرتے ان کے چہرے پر نظر پڑتے ہی اضطراب سکون میں تبدیل ہو جاتا اور ان کی خدمت کر کے روحانی فیضان سے مالا مال ہوتے۔

ایک بار شیخ طریقت نے عالم مسرت میں اپنے عزیز مرید کے سر پر دست شفقت

پھیرااور تسلی ودعادے کرواپس کردیا پھر جب شیخ طریقت برگدوانز دمہندوپار تشریف لائے تو مرید صادق کی لگن اور خدمت سے خوش ہوکر فرمایا 'تم کو خلافت دی جاتی ہے۔'

اس بات کو بیان کرتے ہوئے میاں جیش اللہ فردوسی نے کہا کہ (پیرومرشد نے) ۱۵ر سال کی عمر میں مجھے خلافت دی۔ اب پوری طرح تسلی ہوگئی مریض کواس مسیحائی نے زندگی بخش دی عشق کی آتش سوزاں کا علاج ہوگیا اور خلق خدا میں رہ کر سکون کے ساتھ مخلوق کو محبت خدا ورسول کی لذت سے آشنا کرنے کی خدمت تفویض ہوگئی۔

فن کشتی گیری

آپ کو فن کشتی گیری سے گہرا لگاؤ تھا اور اس فن میں مہارت حاصل کررہے تھے۔ ایک بار شیخ کا دریائے کرم جوش پہ دیکھا تو مزید کچھ عرض کرنے کی ہمت ہوئی اور کہا سرکار! کشتی میں کیسے فتح پاؤں؟ شیخ کی فراوانیٔ نوازشات نے عالم سرور میں نہال کردیا اور فرمایا ''فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (القرآن، سورۂ انفال آیت ۱۷) پڑھ کر لڑ جاؤ ہمیشہ فتح ہوگی۔ اسی مجلس میں شیخ طریقت نے حاضرین کو مخاطب کرکے فرمایا 'تین آدمی ان کے پیچھے پڑیں گے تینوں رجواڑے ہوں گے ان کو فتح دی جاتی ہے' شیخ طریقت کے آپ کی پیٹھ ٹھونکنے سرپہ ہاتھ پھیرنے کا یہ اثر ہوا کہ آپ اپنے وقت کے بہت بڑے پہلوان ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ کے اندر کشتی کے فن میں یکتائے روزگار ہوگئے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ انگریزوں کے دور حکومت میں اپنی مقبولیت اور ہندوستانیوں کی دلچسپی کیلئے خود حکومت کی جانب سے کشتیاں کرائی جاتیں۔ جس کیلئے متعدد ضلعوں اور صوبوں سے کبھی کبھی پورے ملک سے اہل ہنر بلائے جاتے۔ اعلان عام کیا جاتا اور حکام ومحکومین عوام وخواص کی موجودگی میں مقابلے کرائے جاتے۔ کامیاب ہونے والوں کو انعامات وخطابات سے نوازا جاتا۔ ایسا وقت آنے پہ آپ اپنے شیخ طریقت کو یاد کرتے اور

ان کی تعلیم کے مطابق باوضو آیت کریمہ کا ورد کرتے ہوئے اکھاڑے میں پہونچ جاتے۔

میاں جیش اللہ فردوسی خود کہتے ہیں:

'بستی اور گورکھپور میں حکومت کی طرف سے کرائی جانے والی آٹھ کشتیاں ماری ہے اس کے سوابھی متعدد مقامات پر متعدد نامی گرامی اہل فن سے نبرد آزما ہوئے اور ہر جگہ اپنے شیخ طریقت کے فیضان کرم سے کامیاب رہے۔

النگ گنج کچہری قصبہ مئوائمہ میں متعدد بار اکھاڑے میں اترے اور ہمیشہ فتح مند رہے اس کے سوا کوٹ کمہر یا موجودہ ضلع مہراج گنج میں علاقے کے سب سے بڑے جانے مانے پہلوان ''پیارے'' کو شکست دی۔ میاں جیش اللہ فردوسی خود کہتے ہیں کہ 'اس کشتی میں کامیابی پہ چاندی کا ۱۵/روپیہ انعام ملا۔'

سنپری ضلع مہراج گنج میں وہاں سے نیپال تک کے سر برآوردہ استاذ فن کشتی عباس چودھری کو شکست فاش دی جس سے ہر طرف دھوم مچ گئی اور عوام وخوص میں مدت دراز تک کسی کہاوت کی طرح ''پہلوان ہو تو میاں جیش اللہ جیسا'' کا چرچا ہوتا رہا۔

میاں جیش اللہ فردوسی نے خود کہا کہ 'جب سے پیر ومرشد نے فرمایا کہ تین آدمی ان کے پیچھے پڑیں گے تینوں رجواڑے ہوں گے ان کو فتح دی جاتی ہے اس وقت سے اچھے اچھے رجواڑے ہم سے دب گئے مگر ہم نہیں دبے۔'

سوپہی کے شکل، دھرم پور کے سرجو پانڈے اور گرچھا کے بابو تینوں پست ہو گئے پیر کی بات پوری ہو گئی، یہ تینوں اپنے وقت کے اچھے کشتی باز باثر صاحب دولت وثروت تھے اور ان کے پاس افراد کی قوت بھی تھی ادھر ان تینوں رجواڑوں کے مقابل ایک غریب خاندان کا ایک یتیم فرزند تھا جو صوبئ بابا قدس سرہٗ العزیز کی روحانی یونیورسٹی کا ایک کامیاب طالب علم تھا اور ان رجواڑوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتا تھا سچ کہتے ہیں۔

جسے خدا رکھے اسے کون چکھے

پیشہ

آپ کا آبائی پیشہ نوربافی یعنی کپڑے بننا تھا آپ نے بھی ذریعۂ معاش کیلئے اسی پیشہ کو اختیار کیا اور کچھ دنوں تک بلکہ کئی سال اسی پیشے سے منسلک رہے خصوصاً مئوائمہ میں یہی کام کرتے تھے اور جب مکان پہ رہتے تھے تو تمام گھریلو کام اپنے ہاتھوں انجام دیتے مثلاً بیلوں کو کھلانا، گھاس کاٹنا، ہل چلانا، بازار کرنا وغیرہ۔

تدریسی زندگی اور اصلاح وتبلیغ

آپ نے تدریسی کام بھی کیا۔ عمر کا بیشتر حصہ تدریس اور اصلاح وتبلیغ میں صرف کیا اسی سلسلے میں آپ نے آخری عمر میں ناتھ نگر ضلع مہراج گنج کو مستقل قیام کیلئے منتخب کیا۔ جہاں آپ سے راقم السطور کی ملاقات ہوئی وہاں بھی کچھ دنوں پیشتر دو سال تک تدریسی خدمات انجام دیں مگر اپنے قائم کئے مدرسے کے منتظمین سے کسی بات پہ ناراض ہو کر اپنے آبائی وطن مہندو پار چلے گئے پھر دو مہینے کے بعد گاؤں والوں نے متفقہ فیصلہ کر کے کسی کو بھیجا آپ کو بلوا کر گاؤں کے مکھیا نے معافی مانگی اور پھر اسی مدرسہ میں مستقل مدرس بنا دیا جہاں آپ سالہا سال تک مصروف عمل رہے۔

تدریسی خدمات کے ساتھ بیعت وارشاد اور اصلاح وتبلیغ کا سلسلہ بھی جاری رکھا آپ کے مریدین بہت مخصوص ہوتے تھے جن کیلئے کچھ کڑی شرطیں تھیں جو ان شرائط پہ پورا اُترتا اسی کو سلسلے میں داخل کرتے اور پابندئ شرع متین کے ساتھ ہی عبادت وریاضت اور خلوت نشینی کی تلقین کرتے البتہ کبھی کبھی اپنے مریدین کی نگرانی کیلئے دورے میں جاتے۔

ازدواجی زندگی

آپ کی دو شادیاں ہوئیں پہلی شادی دھرم سنگھوا میں ہوئی ان زوجہ کے بطن سے دو لڑکے ہوئے دونوں گورکھپور میں رہتے ہیں دوسری شادی موضع دھسوا میں ہوئی تھی۔

چند واقعات

ایک بار آپ اپنے مکان پہ موجود تھے کاتک یعنی اکتوبر کا مہینہ تھا آپ کے دادا نے رات میں بیدار کیا اور کہا بیلوں کو کھلانا چاہئے ورنہ دیر ہو جائے گی اور کھیت کی جوتائی نہیں ہو پائے گی آپ نے بیلوں کو کھلایا اور ہل بیل لے کر جوتائی کیلئے کھیت پہ جا پہونچے جو گاؤں سے کافی دور تھا اور ابھی رات بھی زیادہ باقی تھی۔۔۔۔بقول میاں جیش اللہ فردوسی انسانی شکل میں شیطان آیا اور کہنے لگا سوتی دے سوتی دے میں نے نہیں سمجھا اور پوچھا کیا کہتے ہو وہ کہنے لگا سوتی دے سوتی دے (سرتی دے سرتی دے) میں نے کہا تو میرے کھیت کی جتائی کر میں گھر سے لے کر آتا ہوں وہ جوتنے لگا اور فوراً میں گاؤں کی طرف چل پڑا جب گھر سے کھیت پہ پہونچا تو وہ ایک بیگہہ کھیت کی جوتائی کر چکا تھا دیکھتے ہی کہنے لگا لاؤ میں نے کہا کلمہ پڑھ تب دوں گا اس نے کہا زمین پہ رکھ دے میں نے کہا ایک بار کلمہ پڑھ لے دے دوں گا پھر کہا زمین پہ رکھ دے میں نے کہا ایک ہی بار کلمہ پڑھ لے تجھے دے دوں گا مگر زمین پہ نہیں رکھیں گے ہم اپنے چچا کے شاگرد ہیں اور اس ہاتھ میں سید کا ہاتھ ہے وہ بہت غصہ ہوا لڑا تو نہیں مگر گالیاں دیتا ہوا چلا گیا۔

جن دنوں آپ قصبہ مئو آئمہ میں نور بافی کا کام کرتے تھے انہیں دنوں کسی کا بیاسی ہزار روپیہ گم ہو گیا صاحب معاملہ نے آپ سے رابطہ قائم کیا اور گم شدہ روپیہ مل جانے کیلئے دعا کی درخواست کی آپ نے توجہ فرمائی تو اس کا سارا روپیہ مل گیا اس نے آپ کو ایک سو روپیہ نذر کیا۔

قصبہ مئو آئمہ محلہ اعظم پور کے مولانا عبد الرحیم کی اہلیہ پاگل ہو گئیں دوا اور دعا دونوں

ہوتے رہے مگر کوئی افاقہ نہیں ہوا لاکھ جتن کے باوجود وہ گھر سے نکل گئی جس کو دیکھتی اسے اینٹیں مارتی اور جو کچھ بھی منھ میں آتا بکتی رہتی مولانا عبدالرحیم بے حد پریشان تھے کوئی تدبیر سمجھ میں نہیں آرہی تھی اسی درمیان ایک بڑھیا نے مولانا سے کہا کہ ہمارے یہاں ایک لڑکا کپڑے بنتا ہے اگر وہ دعا کردے تو ضرور ٹھیک ہوجائے گی کیوں کہ بڑا نیک لڑکا ہے مولانا نے آپ سے ملاقات کی اور اپنا مقصد بیان کیا تفصیل سن کر آپ نے کہا انشاءاللہ ہم ٹھیک کردیں گے مگر پندرہ روز لگیں گے تاکہ ہمارے کام کا بھی نقصان نہ ہو۔ میاں جیش اللہ فردوسی چشتی خود کہتے ہیں کہ 'ایک روپئے میں دو دو آنے کی آٹھ شیشی مشک عنبر منگایا اپنا کیا تھا سورۂ الم نشرح پلایا تھا اور نیاز و فاتحہ کر کے بسم اللہ شریف شروع کیا لاکھ سوا لاکھ مرتبہ پڑھ دیا پندرہویں دن خبر لگی کہ وہ ٹھیک ہوگئی ہے۔'

اس واقعہ پر مولانا عبدالرحیم کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا اتنے عقیدت مند ہوگئے کہ خود ہی ملاقات کی اور پیشکش کی کہ مکان ہم دیں گے آپ بچوں سمیت یہیں آجایئے لیکن آپ نے قبول نہیں کیا چند دنوں کے بعد جب اس کام کا شہرہ ہوگیا تو میاں جیش اللہ اپنا کام چھوڑ کر غائب ہوگئے کہ عزلت پسند طبیعت کو عوام الناس کے ازدحام کا خوف تھا۔

آنکھوں کا آپریشن

عمر کے اخیر حصہ میں دونوں آنکھوں میں موتیا بند ہوجانے کی وجہ سے نابینا ہوگئے جس کی وجہ سے تعلیم و تدریس کا سلسلہ بند ہوگیا اور ارشاد و تبلیغ کے دورے بھی موقوف کرنے پڑے ڈاکٹر نے آپریشن کی تجویز رکھی۔ آپ کے حسن اخلاق، عبادت و ریاضت اور سادگی کی وجہ سے ڈاکٹر بڑا متاثر ہوا آپریشن کرنے اور کھانے پینے کے تمام اخراجات کو خود ہی برداشت کیا اور عقیدت و محبت سے رخصت کیا خود بیان کرتے ہیں کہ 'تین مہینہ پیشتر سے آنکھوں کی وجہ سے تدریسی کام بند کرنا پڑا ہے اب مریدوں میں کبھی کبھی دورے ہوتے ہیں' راقم السطور سے ملاقات کے وقت کالے شیشوں کا چشمہ لگائے ہوئے تھے۔

کنزالکرامۃ قدس سرہٗ العزیز کا ذکر

ایک بار کسی آدمی کے گھر میں چوری ہوگئی اور ظن غالب کی بنیاد پر جس شخص کو مجرم بنایا گیا لوگ اسے پکڑ کر کنزالکرامۃ قدس سرہٗ العزیز کے پاس لے آئے آپ نے فرمایا ’ہمارے پان دان پہ ہاتھ رکھو جو چور ہوگا اس کا ہاتھ پڑتے ہی پان دان کا پایہ اٹھ جائے گا‘ جیسے ہی آپ کے پان دان پہ مجرم کا ہاتھ پڑا فوراً ہی پان دان کا پایہ ہوا میں معلق ہوگیا پورے مجمع نے سر کی آنکھوں سے عدل وانصاف کا یہ ترازو دیکھ کر اظہار تعجب کیا جس سے آپ قدس سرہٗ العزیز کی عقیدت لوگوں میں اور گہری ہوگئی اور مجرم کو اس جرم کی سزا ملی۔

ایک عورت نے حضرت صوبئی بابا کا کوئی سامان چرالیا واضح اشارے کنائے کے باوجود اس نے نہ تو جرم کا اقرار کیا نہ سامان واپس کیا نتیجے میں اس عورت کا وہ ہاتھ سوکھ کر بیکار ہوگیا اور اسی حالت میں مرگئی۔

ایک بار آپ قدس سرہٗ العزیز مہندوپار تشریف فرما تھے۔موضع دھسوا کے ایک امیر کبیر صاحب ثروت پنڈت حاضر خدمت ہوا جس کے گھر میں دنیا کی ساری دولت تھی لیکن ابھی تک اولاد کی نعمت سے محروم ۔تھا اس نے سن رکھا تھا کہ اگر صوبئی پیر بابا نے اپنے زبان سے کچھ کہہ دیا اور دعا کردی تو ضرور گلشن حیات میں پھول کھل کر عطر بیزی کرے گا آپ قدس سرہٗ العزیز نے اس کا مدعا سن کر فرمایا ’ہمارا چھوا پانی پی سکتے ہو‘اس پنڈت نے اظہار عقیدت میں فوراً کہا کیوں نہیں ! آپ قدس سرہٗ العزیز نے ایک گلاس پانی منگوایا اور بقول میاں جیش اللہ فردوسی چشتی کچھ پڑھ کر اس پہ پانچ پھونک ماری اور فرمایا ’پی لو تمہارے (یہاں) اولاد ہوگی اور بیٹا ہی ہوگا‘ اس نے پانی پی لیا دسویں مہینے پر اس کے یہاں ایک خوبصورت ہونہار بچہ پیدا ہوا جس کا نام کچھمی نارائن رکھا گیا۔

علاقے کے پرانے لوگ جانتے ہیں کہ دھسوا کے کچھمی نارائن اپنے وقت کے صاحب مال ودولت تھے اور بڑی آن بان کی شخصیت کے مالک تھے جن کی پیدائش

حضرت صوبئ بابا قدس سرہٗ العزیز کی دعاؤں کا ثمرہ تھا۔

میاں جیش اللہ چشتی نے کنز الکرامۃ حضرت خواجہ سید عابد علی عرف صوبئ بابا قدس سرہٗ العزیز سے متعلق آخر میں مندرجہ ذیل باتیں بیان کیں:

ایک بار موضع برگدوا میں میلاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل قائم ہوئی جس میں کنز الکرامۃ حضرت صوبئ بابا قدس سرہٗ العزیز تشریف فرما تھے۔ مجلس کے اختتام پہ جب صلوٰۃ وسلام اور تعظیم رسول کیلئے لوگ کھڑے ہوئے تو بقول میاں جیش اللہ فردوسی ایک آدمی بول پڑا جب وہ زندہ تھے تب ان کی تعظیم تھی اب غائب ہیں کیوں ان کی تعظیم کی جائے آنکھ سے کوئی دیکھتا ہے؟ اس معترض کو قرآن وحدیث کی روشنی میں اور عقلی دلائل سے بہت سمجھانے کی کوشش کی گئی مگر وہ اپنی ہٹ دھرمی پہ قائم رہا اور اپنی بات، آنکھ سے کوئی دیکھتا ہے؟ کی ضد پر قائم رہا چند دنوں کے اندر اس نے گاؤں کے بہت سے لوگوں کو اپنا ہم نوا بنا لیا اور پوری فضا مکدر کر دی۔

حضرت صوبئ بابا قدس سرہٗ العزیز اس واقعہ سے بہت کبیدہ خاطر ہوئے پہلے بھی یہاں سے آزردہ دلی کا اظہار کر چکے تھے اب سخت ناراض ہو کر دوسرے گاؤں کے مریدین میں چلے گئے۔

اسی درمیان مولانا سید ضیاء المصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۹۷۲ء شہر بستی سے یہاں تشریف لائے اور پورے ایک ماہ تک مقیم رہ کر معترضین کو سمجھاتے رہے پھر بھی وہ لوگ راہ راست پر نہیں آئے اور اپنی ضد پر قائم رہے جب معترضین لاجواب ہو گئے تو مولانا سید ضیاء المصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ پر طرح طرح کے کیچڑ اچھالنا شروع کر دیا اور یہ عیب لگایا کہ ان کی زبان میں تتلاہٹ ہے حالاں کہ فضل خدا سے وہ اس عیب سے پاک تھے اور وہ لوگ عیب جوئی کے ساتھ درپئے آزار بھی ہو گئے۔

وہی معترض اول اس نئے گمراہ اور بدعقیدہ گروہ کی رہنمائی کر رہا تھا آخیر میں آپ بھی کبیدہ خاطر ہو کر وہاں سے چلے گئے ان کی عیب جوئی کرنے والے شخص کی اچانک بھینس

بیمار ہوگئی اس نے مجبور ہوکر میاں جیش اللہ فردوسی کے سامنے پہونچ کر روداد غم بیان کی تو انہوں نے کہاتم کس سے لپٹ گئے جا کے معافی مانگو وہ معافی مانگنے نہیں گیا آخر اس کی بھینس کافی دوا علاج کے باوجود مر گئی۔

حضرت صوبئ بابا پہلے ہی اس گاؤں والوں سے اظہار ناراضگی کر چکے تھے موجودہ صورت حال نے جلتی پر تیل کا کام کیا تھا اور ان لوگوں کی گستاخئ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے سخت ناراض ہوکر وہاں سے چلے گئے تھے جس کے بعد لوگ طرح طرح کی بلاؤں میں گھر گئے۔ افلاس وتنگ دستی کے شکار ہو گئے۔ ان کی اولاد کے ہاتھ پاؤں پیدائشی ٹیڑھے، ایک آنکھ سے نابینا یا دونوں آنکھ یا ایک آنکھ میں کجی لئے ہوئے پیدا ہونے لگے اسی طرح سالہا سال تک وہ لوگ گرفتار بلا رہے حد یہ کہ اس پورے گاؤں والوں کا ایمان چھن گیا اور لوگ تو ہب کے شکار ہو گئے آج بھی پورا گاؤں وہابی ہے۔

وصال اور مدفن

۱۹۸۹ء یا ۱۹۹۰ء میں میاں جیش اللہ چشتی کا کوئی دوسرا آپریشن ہوا جس میں زخم مندمل ہونے کے بجائے بگڑ گیا اور اسی مرض میں واصل بحق ہوئے انّا للہ وانّا الیہ راجعون، شہر گورکھپور کے محلہ رسول پور میں جامع مسجد سے متصل قبرستان میں محو خواب ہیں۔





مجاہد ملت نور المشائخ حضرت علامہ سید الشاہ عبد الرب عرف چاند بابو مد فیضہٗ کے حکم سے منظومات کا یہ حصہ شامل کتاب ہے اور یہ انہیں اشعار کا مجموعہ ہے کہ جن کی نسبت آستانۂ پاک بلہری شریف یا اولیائے بلہری شریف سے ہے اس بارگاہ عظمت کا ذکر واضح لفظوں میں ہو یا اشارے کنائے میں ہو۔

محمد تفسیر القادری قیامی

سارا شہر نور ہے!

حضرت سید مخدوم قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی حسینی رضی اللہ عنہٗ کے سالانہ عرس کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہٗ کی خاص جلوہ گاہ خانقاہ بلہری شریف میں شبلئ وقت نور المشائخ نبیرۂ مخدوم حضرت سید عبدالرب عرف چاند بابو مدفیضہٗ کی برائے سجادگی رسم تاج پوشی ہوئی اس وقت یہ تہنیت نامہ پیش کیا گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم المجید المتین ۱۴۰۵ھ

طالعِ برجِ شمس و قمر نور ہے — ہو مبارک کہ سارا شہر نور ہے
آسمانِ ولایت کا نکلا قمر — ہر گلی ہر نگر ہر ڈگر نور ہے
چاندنی کھیت ہے تارے ٹوٹے پڑے — عبدِ جبار کا سارا گھر نور ہے
آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں عبدِ جبار کی — دیکھ کر اپنا نورِ نظر نور ہے
شاد دل چشم روشن ہوں دادا تیرے — عبدِ سبحاں کا لختِ جگر نور ہے
برقِ مخدوم بھیکا تمہیں ہو تمہیں — اس لئے تیرا ہر ہر شرر نور ہے
آپ جس سلسلے کے ہیں نورِ نظر — اس لڑی کا تو سارا گھر نور ہے
مصطفےٰ سے یہاں عبدِ جبار تک — ہاں خدا کی قسم ہر بشر نور ہے
اپنے ہی دادا جاں کی کرو پیروی — جن کا نقشِ قدم رہ گزر نور ہے
اپنے ہی نانا جاں کی کرو پیروی — جن کا نقشِ قدم رہ گزر نور ہے
اپنے نانا کا صدقہ عطا کیجئے — جن کا نقشِ قدم رہ گزر نور ہے

آپ کی گر نگاہِ کرم ہو گئی
ہاں! قیامؔی جو ہے بے ہنر نور ہے

جمعہ کی رات تھی بزم انیسویں — عید قربان، کی چودہ سو پانچویں
یہ ستمبر پچاسی ہے انیس سو — عبدِ رب وہ خلافت کا مسند نشیں ۱۹۸۵ء
قطعہ تاریخ ہاد ۱۴۰۵ھ — رسم تاج پوشی حب چاند بابو شد ۱۴۰۵ھ

نکہت بزم وحدت کی چادر!

۱۹ ذوالحجہ ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۳ رجولائی ۱۹۹۰ء بروز جمعہ مبارکہ خانقاہ بلہری شریف کے سالانہ عرس کے موقع پہ جلوس سبحانی فردوسی میں یہ اشعار سب سے پہلے پڑھے گئے اور فرمائش کر کے دوبار مزید بھی پڑھوائے گئے۔

نکہتِ بزمِ وحدت کی چادر ہے یہ
نور ہائے نبوت کی چادر ہے یہ

مذہبِ دینِ فطرت کی چادر ہے یہ
دینِ حق کی صداقت کی چادر ہے یہ

شوکتِ اہلِ سنّت کی چادر ہے یہ
میرے آقائے نعمت کی چادر ہے یہ

ہاں حسین و حسن فاطمہ و علی
پنجتن کی ولایت کی چادر ہے یہ

رُت سہانی ہے طیبہ کی برسات ہے
میرے مخدوم ملت کی چادر ہے یہ

آج چھائی ہے ساون کی کالی گھٹا
اور دریائے رحمت کی چادر ہے یہ

برکتِ بلہری آج ہے جوش پر
حق تعالیٰ کی نعمت کی چادر ہے یہ

چاند بابو ہیں مجلس کے روح رواں
آستانِ سخاوت کی چادر ہے یہ

جھولیاں اپنی بھرتے چلو! زائرو!
دینے والے کی عترت کی چادر ہے یہ

اے قیامی کبھی تو نہ مایوس ہو
مرشد راہ الفت کی چادر ہے یہ

سلام بحضور مخدوم بھیکا قدس سرہٗ العزیز

[یہ مخدوم پاک کا ترانہ ہے ۱۴۲۰ھ]

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام - اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

تیری آمد ہند میں اسلام کا پیغام ہے
شاہ چولائی نے پیّا ایک تیرا جام ہے
تجھ سے دیں قائم قیام الدین تیرا نام ہے
اس لئے دنداس کا فر لرزہ براندام ہے

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام - اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

بَلِّغُوْا عَنِّیْ کا تو پیغام لے کر آ گیا
ہند میں اللہ کی تلوار بن کر آ گیا
مؤمنوں پر بن کے ابر رحمت حق چھا گیا
سوکھی کھیتی پر تو ساون کی بھرن برسا گیا

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام - اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

ہاں اودھ میں عشق احمد کا جلایا ہے چراغ
چشتیت کا قادریت کا لگایا تو نے باغ
جس کی ٹھنڈی چھاؤں میں ملتا ہے وحدت کا سراغ
حق ادا شد نیست برما یَا اَخِیْ اِلَّا الْبَلَاغُ

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام - اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام - اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

تم تو مقبولِ خدا ہو اور ہو آلِ رسول

تم گلِ خنداں ہو، گلزارِ علی زہرہ بتول

غوثِ اعظم کے گلستانِ ولایت کے ہو پھول

اہلِ دل کی آنکھ کا سرمہ، تیری تربت کا دھول

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام - اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

تو فضائے عشق کا پرجوش وہ شہباز ہے

فرش سے تا عرش جس کی ہر گھڑی پرواز ہے

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا تیرا دم ساز ہے

ہے ملائک میں بھی چرچا تو بڑا جانباز ہے

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام - اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

واسطہ ختم الرسل، حضرت علی مشکل کشا

واسطہ حضرت حسن، گلگوں قبا و فاطمہ

بر لبم آہ و فغاں در دست کشکولِ گدا

المدد مخدوم بھیکا المدد بہرِ خدا

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام - اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

اے امامِ اصفیاء اے اولیاء را تاجدار

سیدی آلِ پیمبر قوتِ پروردگار

شاہِ مرداں شیرِ یزداں گیر تیغِ آبدار

حفظِ ناموسِ رسالت را بیا اے شہسوار

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام - اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

تا بود خورشید و ماہی تا بود گنگ و جمن

تا بود لالہ چنار و نرگس و سرو و سمن

تا بود ایں چار عنصر باز مین و باز من

فیض تو جاری بود اے رحمتِ سایہ فگن

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام - اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

مظہرِ مخدومِ بھیکا آں سراجِ اولیاء

مرشدی مخدومِ ملت پیرِ کامل رہنما

حضرت علامہ سید عبدِ سبحاں پیشوا

پاسبانِ دینِ بیضائے نبی الانبیاء

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام - اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

پیش کرنے آ گئے ہیں سب عقیدت کا خراج

رب نے بخشا ہے تمہیں حرمت کا قطبیت کا تاج

واسطہ مخدوم بھیکا کا تمہیں دیتے ہیں آج

سیدی قطبِ اودھ رکھ لیجئے ہم سب کی لاج

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام - اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

واقفِ اسرار یز داں حاملِ نور لطیف

سر گروہِ اولیاء ابنِ علی سید شریف

معدنِ برکات و شہبازِ طریقت اور عفیف

خواجۂ اکبر علی ہیں قطبِ پڈرونہ شریف

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام - اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

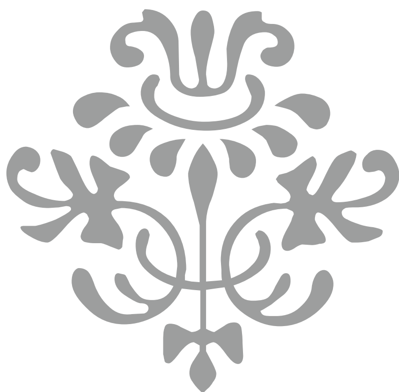
اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام - اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

باخدا! واللہ! کیسا چاند ہے یہ میرا چاند
برجِ قطبیت کا ٹکڑا چاند ہے یہ میرا چاند
عبدِ سبحاں کا نرالا چاند ہے یہ میرا چاند
ہاں شہِ مخدومِ کل کا چاند ہے یہ میرا چاند

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام - اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

عبدِ رب ہیں چاند بابو شاہِ علامہ زمن
جن پہ ہر دم ہوتی ہے نازل عطائے ذوالمنن
جن کی ذات پاک سے شاداب بلہر کا چمن
یا خدا یہ دو جہاں میں ہوں قیامؔی سے مگن

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام - اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام



اولیاء مسجد پہ کندہ اشعار

خانقاہ بلہری شریف کی ''اولیاء مسجد'' میں تعمیر جدید کے وقت یہ اشعار پتھر پہ کندہ کرا کے لگا دئے گئے ہیں اس میں آخری شعر نہیں ہے۔

۲۰ر جنوری ۲۰۰۷ء

اولاً تعمیر شد در عہدِ حضرت شیخ کل
شہ قیام الدین بھیکا مکی مخدومِ جہاں
از بنائے خانقاہ و اولیاء مسجد فراغ
ثانیاً بعہد جہاں گیرِ شہ ہندوستان
ثالثاً از فیضِ سلطان المشائخ عبدِ رب
چاند بابو ، سید ابن سیدِ ہر دو جہاں

عیسوی سن دو ہزار و ہفت ماہ جنوری
اے قیامیؔ آستانہ بلہری باب جناں

سیدوں کے پیر کی میں خاک ہوں
یاد میں ان کی گریباں چاک ہوں
گرچہ ہیں میرے معاصی بے شمار
آخرت کی فکر سے میں پاک ہوں

---قیامیؔ

منقبت

بحضور قطب اودھ مخدوم ملت سید عبد السبحان قدس سرہٗ العزیز

مبارک ذات تیری سلسلہ تیرا ہے سبحانی
ملائک میں خدا والا کہا جاتا ہے سبحانی

تمہارے عبدِ سبحاں نام سے بنتا ہے سبحانی
تمہارا نام لیوا فخر سے کہتا ہے سبحانی

نسب کا تیرا شجرہ ہو کہ تیرا شجرۂ بیعت
نبی والا، علی والا، ولی والا ہے سبحانی

سہروردی و چشتی قادری تم نقشبندی ہو
سلاسل کے ہو سنگم تو لکھا جاتا ہے سبحانی

اگر پوچھیں فرشتے قبر میں ہے کون تیرا رب
تو کہہ دوں گا کہ یہ بندہ کہا جاتا ہے سبحانی

قیامت میں خدا نے چاہا تو لہرائے گا جھنڈا
ندا دے گا منادی آئے کیوں ڈرتا ہے سبحانی

حضوری میں قیاؔمی ایک عرضی پیش کرتا ہے
تصور میں سما جاؤ تیرا منگتا ہے سبحانی

۹۲/۸۶ء

منزل نشاں کوئی تو ہے!

عشق کے میرے فلک پر کہکشاں کوئی تو ہے
آسماں کے کہشکشاں کا راز داں کوئی تو ہے

اپنی شب کی ظلمتوں پر میں مگن ہوں اس لئے
میرے دن کے آسماں پر ضوفشاں کوئی تو ہے

دشمن الفت اگرچہ زورآور ہے مگر
دوست بھی اپنا قوی تر مہرباں کوئی تو ہے

فتنہ سامانیٔ صحرا کا بھلا ہو خوف کیا
ظل رحمت بن کے سر کا سائباں کوئی تو ہے

حرز جاں ہیں انکی یادیں انکی باتیں انکا غم
درد کا درماں مسیحائے زماں کوئی تو ہے

کوئی حال زار میرا ان سے پوشیدہ نہیں
محرم راز دروں سر نہاں کوئی تو ہے

مجھ مریض عشق کے بالیں کھڑے کہنے لگے
مجھ کو سب معلوم ہے راز نہاں کوئی تو ہے

عقل و ہوش و جاں وایماں سب نچھاور کر دیا
میرے دل کے عرش پر اک مہماں کوئی تو ہے

وصل کے وعدے پہ ہے ایمان مستحکم مرا
اے قیامیؔ مژدۂ منزل نشاں کوئی تو ہے

۹۲/۸۶ ء

انوار مدینہ

بلہر میں نظر آتا ہے انوار مدینہ
سرسبز ہے شاداب ہے گلزار مدینہ

اے بادِ صبا! ان کی گلی جائے ادب ہے
سویا ہے یہاں پیار سے دلدار مدینہ

کرتا ہوں طواف در مخدوم بلہری
ملنا ہے یہیں سے ہمیں دیدار مدینہ

خاک در مخدوم کا سرمہ جو لگایا
آیا ہے نظر اس کو بھی انوار مدینہ

آتے ہیں بھکاری یہاں پاتے ہیں مرادیں
لگتا ہے یہاں روز ہی بازار مدینہ

اے قافلے والو! ذرا تم وجد میں گاؤ
دربار بلہری ہے دربار مدینہ

وہ کلفت محشر کی شکایت نہ کرے گا
دنیا میں رہا جو بھی وفادار مدینہ

کھایا ہے انہیں کا تو گاؤں گا انہیں کا
واللہ قیامیؔ ہے نمک خوار مدینہ

عطا کر الٰہی تو اپنی محبت
محبت کے صدقے نبی کی محبت
نبی سے محبت جو کرتے ہیں مولیٰ
عطا کردے ہم کو تو ان کی محبت

قیامیؔ

اَللّٰھُمَّ اَعْطِنَا حُبَّکَ وَحُبَّ حَبِیْبِکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّ حَبِیْبَکَ

آمین، آمین، آمین

۸۶/۹۲ء

!! بلہر یاد کرلینا !!

زمانہ آفتیں ڈھائے تو بلہر یاد کرلینا
ستم جب آگ برسائے تو بلہر یاد کرلینا

جفا جب رنگ پر آئے تو بلہر یاد کرلینا
بلا جب برق بن جائے تو بلہر یاد کرلینا

خزاں کے باد صرصر سے کہ طاغوتی حوادث سے
سکون قلب چھن جائے تو بلہر یاد کرلینا

نزع ہو قبر ہو یا حشر ہو جب سختیاں آئیں
کہیں مایوس ہو جائے تو بلہر یاد کرلینا

یہاں نور نبوت کی شمع ہر وقت روشن ہے
اگر ظلمت سے گھبرائے تو بلہر یاد کرلینا

یہاں سرکارِ بھیکا کا ہے جاری فیضِ روحانی
گلِ امید مرجھائے تو بلہر یاد کرلینا

قیاؔمی رحمتوں کا شامیانہ ذات مرشد ہے
شفیع ابن شفیع چاہے تو بلہر یاد کرلینا

تماری یاد میرے دل میں بس گئی ایسی
کہ جیسے روح بدن میں ہو زندگی کیلئے

بیا ! بیا! تو بصد ناز در لباس بشر
دلوں کے سجدے ہیں بے تاب بندگی کیلئے

قیاؔمی

۷۸۶/۹۲

ان کے نقش قدم کی بات کرو!

آؤ دیر وحرم کی بات کرو
ان کے لطف وکرم کی بات کرو

تم نے لاکھوں حسین دیکھے ہیں
آؤ میرے صنم کی بات کرو

گر بھٹکنا ہے راہِ صحرا میں
زلفِ جاناں کے خم کی بات کرو

حوضِ کوثر کا جب کہ پیاسا ہوں
پھر تو کیوں؟ جامِ جم کی بات کرو

آپ میں کچھ تو بُعد ہے باقی
آج سے تم ہی تم کی بات کرو

خشک ہوجائیں آپ گنگ وجمن
مِری پلکوں کے نم کی بات کرو

اے قیامیؔ کہاں بھٹکتے ہو
ان کے نقشِ قدم کی بات کرو

خانقاہ پہ سالانہ عرس مخدومی سبحانی کے موقع پر سجادہ نشین کو یہ اشعار نذر کئے گئے

نور کا دن ہے اور نور کی رات ہے - نور کے گھر پہ نورانی بارات ہے
نور کی نور سے یہ ملاقات ہے - چاند بابو کے سہرے کی کیا بات ہے

---قیامیؔ

۹۲/۸۶ء

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ

اے شہنشاہِ دوعالم الصلوٰۃ والسلام
آپ ہیں محبوبِ عالم الصلوٰۃ والسلام

باعثِ تخلیقِ آدم الصلوٰۃ والسلام
سیدِ اولادِ آدم الصلوٰۃ والسلام

اے رسولوں میں مکرم الصلوٰۃ والسلام
آپ ہیں نبیوں کے خاتم الصلوٰۃ والسلام

مالک و مختارِ عالم الصلوٰۃ والسلام
آپ کا صدقہ ہے زم زم الصلوٰۃ والسلام

ہیں بظاہر ابنِ آدم الصلوٰۃ والسلام
درحقیقت اصلِ آدم الصلوٰۃ والسلام

جب خدا بھیجے ہے پیہم الصلوٰۃ والسلام
ہم پڑھیں سب مل کے باہم الصلوٰۃ والسلام

کن کشود و فتحِ بابم الصلوٰۃ والسلام
تا شود معراجِ جانم الصلوٰۃ والسلام

اپنے نورِ پاک سے اس کو منور کیجئے
آپ ہیں نورِ مجسم الصلوٰۃ والسلام

یا خدا! در قبر و محشر ہر کجا مشکل فتاد
جاری باشد بر زبانم الصلوٰۃ والسلام

اے قیامی آبِ کوثر سے بھی میٹھا نامِ پاک
ہے ''محمد'' اسمِ اعظم الصلوٰۃ والسلام

۸۶/۹۲ء

دعا

لِیْ خَمْسَۃٌ اُطْفِیْ بِھَا حَرَّ الْوَبَاءِ الْحَاطِمَۃ - اَلْمُصْطَفٰی وَالْمُرْتَضٰی وَابْنَاھُمَا وَالْفَاطِمَۃ
یا پنجتن کیجیے دفع ساری بلا ساری وبا - یا مصطفیٰ یا مرتضیٰ شہزادگاں یا فاطمہ

شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ، نور الہدیٰ یا مجتبیٰ
مشکل کشا، شیر خدا، مولیٰ علی، باب الہدیٰ
حضرت حسن، یا پیکر جود و سخا، کانِ عطا
اے شہسوارِ کربلا، گلگوں قبا، سرِ خدا
یا فاطمہ، یا سیدہ، یا طیبہ، یا طاہرہ

لِیْ خَمْسَۃٌ اُطْفِیْ بِھَا حَرَّ الْوَبَاءِ الْحَاطِمَۃ - اَلْمُصْطَفٰی وَالْمُرْتَضٰی وَابْنَاھُمَا وَالْفَاطِمَۃ
یا پنجتن کیجیے دفع ساری بلا ساری وبا - یا مصطفیٰ یا مرتضیٰ شہزادگاں یا فاطمہ

شمس الضحیٰ روشن کریں، دنیا میری، عقبیٰ مرا
مشکل کشا، مشکل کشائی کیجیے بہر خدا
حضرت حسن ابن علی کیجیے بھلا ہوگا بھلا
بہر مدد آجایئے اے شہسوارِ کربلا
یا فاطمہ ساری بلا سے لیجیے ہم کو بچا

لِیْ خَمْسَۃٌ اُطْفِیْ بِھَا حَرَّ الْوَبَاءِ الْحَاطِمَۃ - اَلْمُصْطَفٰی وَالْمُرْتَضٰی وَابْنَاھُمَا وَالْفَاطِمَۃ
یا پنجتن کیجیے دفع ساری بلا ساری وبا - یا مصطفیٰ یا مرتضیٰ شہزادگاں یا فاطمہ

کیجیے مدد مخدوم شہ بھیکا خدا کا واسطہ
کیجیے مدد ختم الرسل، مولیٰ علی کا واسطہ
کیجیے مدد حسنین کی شان عطا کا واسطہ
کیجیے مدد دست دعائے فاطمہ کا واسطہ
آباد کردو دل قیامیؔ کا ہے ویرانہ شہا

لِیْ خَمْسَۃٌ اُطْفِیْ بِھَا حَرَّ الْوَبَاءِ الْحَاطِمَۃ - اَلْمُصْطَفٰی وَالْمُرْتَضٰی وَابْنَاھُمَا وَالْفَاطِمَۃ
یا پنجتن کیجیے دفع ساری بلا ساری وبا - یا مصطفیٰ یا مرتضیٰ شہزادگاں یا فاطمہ

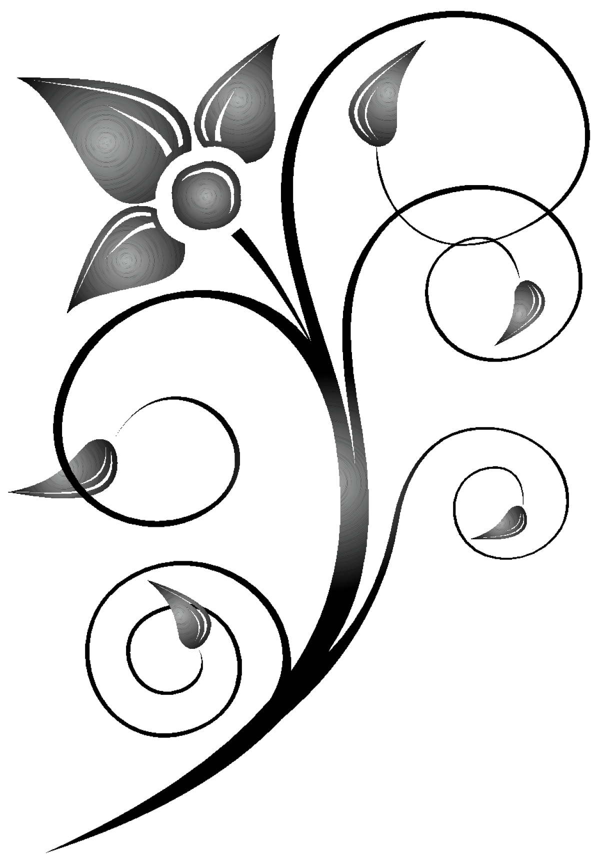
مخدوم ملت قدس سرہٗ العزیز کی دستی تحریر کا عکس

۲۸۶
۶۲

الٰہی بحرمت ایں مشائخ کرام عاقبت بندۂ کمینہ خود ... القادری مسلمہ بخیر گردانی آمین

دستخط ...

روز　　تاریخ　　ماہ　　سنہ ۱۳ھ



خانقاہ شریف کی دیگر مطبوعات

مختصر
تذکرۂ مخدوم اودھ

یعنی سید السالکین مخدوم اودھ حضرت سید قیام الدین عرف بھیکا شاہ کی قدس سرہٗ
بلہری شریف پورہ بازار ضلع فیض آباد، یوپی کی **سوانح حیات**

تالیف: محمد تفسیر القادری قیامی
استاذ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی ضلع بستی (یوپی)

ناشر: ربانی بکڈپو
بڑھنی روڈ، اٹوا بازار، ضلع سدھارتھ نگر، یوپی
Mob.: 8601598758

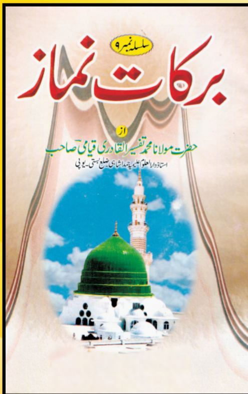
گیان نامہ والف نامہ

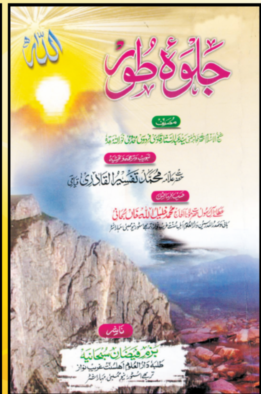
افادات
شیخ الاسلام مفتی سید عبد الستار حنفی قادری فردوسی چشتی قدس سرہ

ترجمہ وتشریح
حضرت مولانا محمد تفسیر القادری قیامی

ناشر
بزم فیضان سبحانیہ طلبۂ دار العلوم اہل سنت غریب نواز







KHANQAH ALIA QADIRIA CHSTHTIA MAKHDOOMIA FIRDAUSIA

Belahri Shareef, Poora Bazar, Distt. Faizabad, U.P. India